خزانۂ ادب

[illegible]

مؤلفہ

جناب ڈاکٹر مصطفیٰ حسن صاحب [illegible]

لکھنؤ یونیورسٹی

ادارۂ [illegible] لکھنؤ

[illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

فارسی کس ملک کی زبان ہے؟ فارسی ابتداً صرف فارس کی زبان تھی جو ملک ایران کا ایک صوبہ ہے جس طرح بنگالی یا پنجابی ہندوستان کے ایک صوبے بنگال یا پنجاب کی زبان ہے لیکن چونکہ صوبہ فارس میں دو زبردست شاہی خاندان ہخامنشی[1] چھٹی صدی قبل مسیح میں اور دوسرا ساسانی تیسری صدی عیسوی میں پیدا ہوئے جنہوں نے تمام ایران پر حکومت کی۔ اس لئے اس صوبہ کی زبان دوسرے ایرانی صوبوں کی مقامی بولیوں پر غلبہ پاکر سارے ایران کی زبان بن گئی۔

فارسی کا تعلق زبانوں کے کس خاندان سے ہے؟ ماہرین فن نے دنیا کی تمام زبانوں کو ان کی خصوصیات کا نہایت غور وخوض سے مطالعہ و مقابلہ کرکے چند خاندانوں میں تقسیم کیا ہے جن میں سے ہند یورپی۔ سامی اور منگولی[2] تین خاندان نہایت اہم ہیں۔ ہند یورپی خاندان میں سنسکرت فارسی اور یورپ کی زبانیں شامل ہیں۔ عبرانی۔ سریانی اور عربی سامی خاندان کی شاخیں ہیں اور جاپانی اور چینی زبانوں کا تعلق منگولی خاندان سے ہے۔

اس تقسیم سے معلوم ہوگا کہ اگرچہ عربی کے بے شمار الفاظ فارسی میں مستعمل ہیں اور دونوں کا رسم الخط بھی ایک ہی ہے مگر خود فارسی زبان کو عربی زبان سے کچھ تعلق نہیں۔ یہ دونوں زبانیں بلحاظ اصلیت ایک دوسرے سے بیگانہ ہیں۔ برخلاف اس کے انگریزی سنسکرت اور فارسی زبانوں میں بنیادی اور اصولی یگانگت ہے کیونکہ ان کا تعلق ایک ہی خاندان سے ہے اور ان کی جڑ ایک ہی ہے۔

فارسی کی قسمیں عام طور سے فارسی کی سات قسمیں بیان کی جاتی ہیں یعنی دری۔ سکزی۔ زاولی ہروی۔ فارسی۔ دری۔ پہلوی۔ ان میں سے پہلی چار تو ایران کے بعض اطراف کی مقامی بولیاں ہیں۔ اور فارسی۔ دری اور پہلوی تینوں درحقیقت ایک ہی زبان ہیں۔ ایران والے شستہ فارسی کو دری یا پہلوی کہتے تھے۔ پس یہ تقسیم صحیح تقسیم نہیں ہے۔

جدید تحقیقات کی بنا پر فارسی صرف تین طرح کی ہے۔

---

[1] انگریزی میں [illegible] ہیں۔

(۱) قدیم فارسی۔ یہ ہخامنشی خاندان کے دوران حکومت کی زبان ہے جس نے ایران پر سنہ ۵۵۰ ق م سے سنہ ۳۳۰ ق م تک حکومت کی۔ یہ وہ زبان ہے جسے دارا اور اسکے باپ دادا بولتے تھے۔ یہ ایک خاص قسم کے خط میں لکھی جاتی تھی۔ جو پیکان یا میخ کی شکل سے مشابہ ہونے کی وجہ سے خط مسماری یا خط میخی کے نام سے مشہور ہے۔ اس قدیم فارسی کی کوئی کتاب ہم تک نہیں پہونچی۔ البتہ چند عبارتیں کوہ بے ستون و نقش رستم کی چٹانوں پر میخی خط میں کندہ ہیں۔ ان کتبات میں کوئی چار سو لغات کا ذخیرہ ہے۔

قدیم فارسی سے ملتی جلتی ہوئی اوستا کی زبان ہے جو آتش پرستوں کی مذہبی کتاب ہے اور جس کی زند زبان پہلوی شرح ہے۔ قدیمی معلومات کی بنا پر زند اصل کتاب ہے۔ اور اوستا اسکی شرح۔ مگر تحقیقات جدیدہ نے اس کا برعکس ثابت کیا ہے۔ اوستا ایک خاص قسم کے خط میں لکھی ہوئی ہے جسے اوستی رسم الخط کہتے ہیں۔ قدیم فارسی اور اوستا کی زبان موجودہ فارسی سے بہت مختلف ہے مگر آپس میں بہت ملتی جلتی ہے۔

(۲) پہلوی۔ یہ زبان ایران میں بعہد خاندان ساسانی سنہ ۲۲۶ء سے سنہ ۶۵۱ء تک رائج تھی۔ اس زبان کو نوشیرواں بادشاہ اور اُس کے باپ دادا اور بیٹے پوتے بولتے تھے۔ یہ بھی ایک خاص خط میں لکھی جاتی تھی جو پہلوی رسم الخط کے نام سے مشہور ہے۔ اس فارسی کا اچھا خاصا ذخیرہ ہم تک پہنچا ہے جس کا کچھ حصہ تو اپنے اصلی رسم الخط میں محفوظ ہے اور کچھ حصہ اسلامی عہد کے آغاز میں بخط مروجہ حال منتقل ہو گیا۔

(۳) اسلامی یا موجودہ فارسی۔ یہ تقریباً سنہ ۹۰۰ء سے اب تک ایران میں رائج ہے۔ اس فارسی کو ناً قدیم اور پہلوی کے مقابلے میں تو اسلامی یا موجودہ فارسی کہتے ہیں ورنہ محض فارسی کہتے ہیں۔ ہماری فارسی کا تعلق ہے کیونکہ یہ زندہ زبان ہے۔ قدیم فارسی اور پہلوی سے ہمیں کچھ سروکار نہیں کہ وہ دونوں مردہ ہو چکیں۔ مگر واضح رہے کہ پہلوی زبان اسلامی فارسی سے چنداں مختلف نہیں۔ ایک تعلیم یافتہ ایرانی اب بھی پہلوی زبان بڑی حد تک سمجھ سکتا ہے۔ پہلوی اور فارسی کے درمیان دو خاص فرق ہیں۔ ایک تو یہ کہ موجودہ فارسی میں عربی الفاظ کی بہت آمیزش ہے اور پہلوی میں نہیں تھی۔ دوسرے یہ کہ پہلوی زبان ایک خاص قسم کے خط میں لکھی جاتی تھی۔ جسے پہلوی خط کہتے ہیں اور موجودہ فارسی عربی رسم الخط میں لکھی جاتی ہے۔ خط پہلوی کا [illegible] سے [illegible] یہاں تک کہ خط [illegible] کو اسلام

جب آتش پرست ایرانی مسلمان ہوئے تو جہاں انھوں نے اپنے قدیم مذہب کے جملہ رسوم و آئین کو چھوڑا۔ وہاں انھوں نے خط پہلوی کو بھی ترک کرکے اس کی جگہ خط عربی کو اختیار کیا۔ اس وقت سے ایران میں خط عربی ہی رائج ہے۔

ایران کی سیاسی اور ادبی تاریخ

ہمارا اصلی مقصد تو یہ ہے کہ طلبہ فارسی ادبیات کی تاریخ سے کچھ واقف ہو جائیں۔ مگر اس غرض کے لئے ایران کی سیاسی تاریخ سے بھی ان کو سرسری طور پر روشناس کرنے کی ضرورت ہے اس لئے ہم ذیل میں دونوں کا دھندلا سا خاکہ ساتھ ساتھ پیش کرتے ہیں۔

ایران ایک زرخیز، شاداب، وسیع ملک ہے اور ہمیشہ سے علم و فضل تہذیب و تمدن کا گہوارہ رہا ہے اسلام سے پہلے یہاں ساسانیہ خاندان کی حکومت تھی اور مذہب آتش پرستی رائج تھا۔ ۶۳۶ء میں مسلمان عربوں نے اس خاندان کے آخری بادشاہ کو شکست دیکر ایران کو اپنی سلطنت میں شامل کرلیا۔ اسوقت سے ایران میں مذہب اسلام اور عربی رسم الخط کا عام رواج ہو گیا۔ ایران کی عہد اسلامی کی تاریخ روز فتح ایران سے لیکر اب تک مکمل اور مفصل طور پر موجود ہے لیکن اسلام سے پہلے کی تاریخ ایران نہایت ناقص حالت میں ہے۔ فارسی کا تعلق تو ایرانی اسلامی عہد سے ہی ہے لیکن چونکہ شاہنامہ اور دیگر فارسی کی کتابوں میں اسلام سے پہلے کے حالات ایران بھی درج ہیں لہذا اس کی بابت بھی کچھ لکھنا مناسب سمجھتے ہیں۔

شاہنامہ کی رو سے ایران کے تاریخی دور قبل از اسلام

فردوسی کے شاہنامہ اور فارسی و عربی کی دیگر کتب تاریخ میں ایران میں اسلام سے پہلے چار خاندان قائم کئے گئے ہیں۔

(۱) پشدادی خاندان۔ کیومرث۔ ہوشنگ۔ طہمورث۔ جمشید۔ ضحاک۔ افریدون اس خاندان کے بادشاہ بیان کئے جاتے ہیں۔ (۲) کیانی خاندان۔ کیقباد۔ کیکاؤس۔ کیخسرو۔ گشتاسپ۔ اسفندیار۔ دارا اس خاندان کے مشہور بادشاہ بتائے جاتے ہیں۔ (۳) خاندان اشکانی۔ (۴) خاندان ساسانیہ جس کے مشہور بادشاہ اردشیر۔ شاپور۔ بہرام۔ نوشیرواں۔ خسرو [illegible]

از روئے تحقیقات جدیدہ۔ ایران کے تاریخی دور قبل اسلام جدیدہ تحقیقات نے ثابت کیا ہے کہ پہلے دو خاندان اور ان کے بادشاہ سب کے سب بجز دارا کے محض قصے کہانیاں ہیں اور بے حقیقت۔ اشکانی خاندان کی کچھ حقیقت ہے۔ البتہ ساسانیہ خاندان کے بادشاہوں کے نام بالکل صحیح ہیں مگر ان کے کارناموں میں بہت کچھ افسانہ کا رنگ آگیا ہے۔

تحقیقات جدیدہ سے پیشدادیوں اور کیانیوں کی جگہ ہخامنشی خاندان کا وجود ثابت ہوتا ہے جس نے ۵۵۰ ق م سے ۳۳۰ ق م تک حکومت کی اور جس کا آخری بادشاہ دارا تھا۔ اسی عہد کی زبان فارسی قدیم کہلاتی ہے۔ ہخامنشی خاندان سے پہلے میدی قوم کی حکومت تھی جنہ نے ۸۰۰ ق م سے ۵۵۰ ق م تک حکومت کی اور ان سے پہلے ایران پر ایک غیر ملکی قوم اشوری کا تسلط تھا جنہ نے ایران کو ۱۱۰۰ ق م سے ۸۰۰ ق م تک اپنے زیر حکومت رکھا۔ اور اس سے آگے تاریخی معلومات نہیں جاتے۔

ہخامنشی کے آخری بادشاہ دارا کو سکندر نے ۳۳۰ ق م میں قتل کر کے اس خاندان کا خاتمہ کر دیا۔ اسکے بعد ۲۲۶ء تک ایران میں کچھ یونانی اثر رہا اور کچھ طوائف الملوکی۔ یہ وہ زمانہ ہے جسے شاہنامہ وغیرہ میں عہد اشکانی بتایا گیا ہے۔ اس دور میں فارسی گمنام ہو گئی تھی۔ ۲۲۶ء میں اردشیر نے ساسانی خاندان کی بنیاد ڈالی تو پھر فارسی نے پہلوی کی شکل میں جنم لیا۔ یہ خاندان ۶۵۲ء میں مسلمان عربوں کے ہاتھوں سے تباہ ہوا۔

ایران کی ملکی و ادبی تاریخ بعد از اسلام ۶۵۲ء میں ایران مسلمان عربوں کے قبضے میں آیا۔ اس وقت سے لیکر نویں صدی کے آغاز تک اس ملک پر خلفائے عرب گورنروں کے ذریعے سے حکومت کرتے رہے۔ اس دور میں عربوں کے ساتھ ان کی زبان عربی بھی ایران پر غالب رہی اور فارسی کو دب جانا پڑا۔ جب نویں صدی میں ایران نے رفتہ رفتہ خود مختاری حاصل کرنی شروع کی تو فارسی بھی ابھرنے لگی۔ اور ایرانی اپنی مادری زبان کی ترقی و احیا کی طرف توجہ کرنے لگے۔ پہلی نیم خود مختار حکومت جو ایران میں قائم ہوئی وہ طاہریہ خاندان کی تھی جس نے ۸۲۰ء سے ۸۷۲ء تک حکومت کی۔ فارسی کا پہلا باقاعدہ شاعر حنظلہ بادغیسی ہے جو طاہریہ خاندان کے عہد حکومت میں تھا۔ دوسرا شاعر محمود

وراق ہے ... تھا۔

طاہریہ خاندان کے بعد صفاریہ خاندان قائم ہوا۔ یعقوب بن لیث اس خاندان کا مشہور بادشاہ ہے۔ اسی بادشاہ کے زمانہ میں فارسی رباعی ایجاد ہوئی۔ ابوسلیک گورگانی اس دور کا مشہور شاعر ہے۔

صفاریوں نے ۹۰۳ء تک حکومت کی پھر سامانیہ خاندان کی حکومت قائم ہوئی۔ اس خاندان کے مشہور بادشاہ نصیر الدین احمد۔ نوح بن نصر اور منصور وغیرہ ہیں۔ ان کے عہد حکومت میں فارسی شاعری نے نمایاں حیثیت پیدا کر لی۔ اس دور کا مشہور شاعر رودکی ہے۔ جو عام طور پر فارسی کا مقدم الشعرا یا آدم الشعرا مانا جاتا ہے۔ دقیقی جس نے شاہنامہ ایسی اہم مثنوی کا خاکہ قائم کیا تھا۔ اسی خاندان کا شاعر تھا۔ اسی عہد میں سب سے پہلی کتاب فارسی میں لکھی گئی۔ یہ عربی تاریخ طبری کا ترجمہ ہے جو منصور سامانی کے حکم سے اسکے وزیر بلعمی نے کیا تھا۔ فارسی میں اس سے کسی قدیم تر کتاب کا پتہ نہیں چلتا۔

سامانیہ حکومت کے بعد ایران پر غزنویوں کی پھر سلجوقوں کی اور پھر خوارزم شاہیوں کی شاندار حکومتیں قائم ہوئیں۔ ان سب خاندانوں کے زیر حکومت ادبیات فارسی کو دن دونی رات چوگنی ترقی ہوتی گئی۔ محمود غزنوی کا دربار شاعروں سے بھرا رہتا تھا۔ جن میں سے عنصری۔ فرخی۔ فردوسی و اسدی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ فردوسی کا شاہنامہ فارسی کی چار بہترین تصانیف میں شمار ہوتا ہے۔ منوچہری جس کے قصائد مشہور ہیں غزنوی دربار ہی سے تعلق رکھتا تھا۔

سلجوقیہ خاندان نے ۱۱۵۵ء تک حکومت کی۔ طغرل۔ الپ ارسلان۔ ملک شاہ اور سنجر اس خاندان کے باعث فخر و ناز بادشاہ تھے۔ نظام الملک اسی خاندان کا شہرۂ آفاق وزیر تھا۔ جس نے بغداد میں وہ مدرسہ نظامیہ قائم کیا جس میں سعدی ایسے صاحب فضل و کمال نے تعلیم حاصل کی۔ سلجوقیہ عہد میں قصیدہ گوئی نے بڑی ترقی کی۔ انوری۔ خاقانی۔ ظہیر فاریابی اسی زمانہ کے مشہور قصیدہ گو شاعر ہیں۔ اسی عہد میں نظامی گنجوی نے پانچ مثنویاں جو خمسہ نظامی کے نام سے مشہور ہیں تصنیف کرکے شاعری کی دنیا میں دھوم مچا دی تھی۔ نظامی عروضی جس کا چہار مقالہ مشہور ہے اور عمر خیام دونوں اسی عہد میں تھے۔

خوارزم شاہوں نے ۱۲۳۱ء تک حکومت کی یہ بھی بہت ہی علم پرور تھے۔ مگر ان کے عہد میں تاتاری طوفان اس شدومد کے ساتھ ظاہر ہوا کہ وسط ایشیا کے اسلامی بلاد کا شیرازہ درہم برہم ہو گیا۔ چنگیز اور ہلاکو خاں کی حملہ آوریوں اور غارت گریوں سے خراسان سے لیکر شام تک تمام ممالک

ہو گئے۔ لاکھوں آدمیوں کا خون بہا۔ سینکڑوں شہر برباد ہو گئے۔ بے شمار مدرسوں مسجدوں اور کتب خانوں کی اینٹ سے اینٹ بج گئی۔ سنہ ۱۲۵۸ء میں بغداد کی خلافت عباسیہ کا ٹمٹماتا ہوا چراغ گل ہو کر تاتاری عہد کا آغاز ہوا۔ یہ تاتاری فاتحین غیر مسلم تھے لیکن دوسری تیسری پشت میں سب کے سب مسلمان ہو گئے۔ ہلاکو کی اولاد ایل خان کہلاتی ہے جنھوں نے سنہ ۱۳۳۵ء تک حکومت کی۔ محمود غازان اور ابوسعید اس خاندان کے مشہور بادشاہ ہیں۔ پھر سنہ ۱۳۸۰ء تک ایران میں طوائف الملوکی رہی جس کا خاتمہ تیمور لنگ کے ہاتھوں ہوا۔ اس نے بھی تمام ایران کو تہ و بالا کر ڈالا تھا۔ اس نے اور اسکی اولاد نے سنہ ۱۵۰۲ء تک حکومت کی۔ اسکی اولاد میں سے شاہرخ مرزا۔ الغ بیگ اور ابوسعید قابل ذکر بادشاہ گذرے۔

اس تاتاری عہد میں صوفیانہ شاعری نے ترقی کی۔ فریدالدین عطار۔ مولانا جلال الدین رومی اسی عہد کے ممتاز شاعر ہیں۔ یہ عہد غزل کیلئے بھی مشہور ہے۔ سعدی اور حافظ ایران میں اور امیر خسرو ہندوستان میں بہترین غزل گو تھے۔ سعدی کی گلستاں اور بوستاں کے نام کس نے نہ سنے ہوں گے۔ اس دور کی علمی اہمیت کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ فارسی کی چار بہترین کتابوں میں سے تین کتابیں اس عہد میں تصنیف ہوئیں یعنی مثنوی رومی گلستاں اور دیوان حافظ (چوتھی کتاب فردوسی کا شاہنامہ ہے)۔

حضرت جامی اس دور کے آخری حصے کی یادگار ہیں۔ انھوں نے بھی امیر خسرو کی طرح نظامی گنجوی کی پانچوں مثنویوں کا جواب لکھا۔

اس زمانے کی نثر کی کتابوں میں گلستاں کے علاوہ اخلاق ناصری۔ اخلاق جلالی۔ اخلاق محسنی انوار سہیلی وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ اس عہد میں تاریخیں بہت لکھی گئیں۔

اس تاتاری دور کے بعد ایران میں صفویہ خاندان برسر اقتدار آیا جس نے ۱۷۳۶ء تک حکومت کی۔ ہندوستان میں ان کے ہمعصر سلاطین مغلیہ تھے۔ ایران میں صفویہ خاندان کے بعد نادر شاہ کی حکومت رہی پھر کچھ عرصے کی طوائف الملوکی کے بعد سنہ ۱۷۹۵ء میں قاچار خاندان قائم ہوا۔ اس خاندان کے بادشاہوں میں ناصرالدین خاص طور پر قابل ذکر ہے جس نے یورپ کا سفر کر کے اپنا سفرنامہ فارسی جدید میں لکھا۔ سنہ ۱۹۲۵ء میں رضا خاں پہلوی نے تخت ایران پر قبضہ کر کے قاچاریہ خاندان کا خاتمہ کر دیا اور پہلوی خاندان کی بنیاد ڈالی۔

ان صفویہ اور قاچاریہ عہدوں میں بابا فغانی۔ محتشم کاشی۔ قاآنی۔ عندلیب وغیرہ نے ایران میں اور فیضی عرفی۔ نظیری۔ صائب۔ علی حزیں۔ عبدالقادر بیدل۔ غالب وغیرہ نے ہندوستان میں داد شاعری دی۔ اشرف رشتی۔ پورداؤد۔ عارف قزوینی وغیرہ کا شمار ایران کے موجودہ شعرا میں ہوتا ہے۔ اور ہندوستان میں ڈاکٹر اقبال فارسی کے بہترین شاعر اس زمانہ میں تھے۔

ان دونوں عہدوں کی نثر کی تصانیف میں ایران میں مذہبی کتابوں کے علاوہ منشی سکندر کی عالم آرائے عباسی۔ مرزا مہدی کی جہاں کشائے نادری اور دُرّۂ نادرہ۔ لطف علی بیگ کا آتشکدہ اور رضا قلی ہدایت کی مجمع الفصحا۔ اور ہندوستان میں تاریخ فرشتہ۔ ابوالفضل کا اکبرنامہ اور آئینِ اکبری ظہوری کی سہ نثر ظہوری۔ تزک جہانگیری۔ وقائع نعمت خان عالی۔ رقعات عالمگیری۔ مکاتبات بیدل اور غالب کی تصانیف قابل ذکر ہیں۔

تنقید

ہم نے ادبیات فارسی کی بابت جو کچھ اوپر بیان کیا وہ تاریخی نقطۂ نگاہ سے بیان کیا تھا۔ اب ہم ناقدانہ نقطۂ نظر سے فارسی نثر و نظم پر کچھ بحث کرتے ہیں۔

فارسی نثر پہلے نثر کو لیتے ہیں۔ آغاز فارسی سے لیکر اب تک ہم کو نثر میں تین طرح کے طرز کا وجود ملتا ہے۔ پہلا طرز تو وہ جسے قدما کا طرز کہہ سکتے ہیں یعنی ایسا طرز جس میں سادگی اور بیساختگی۔ متانت اور استواری پائی جائے۔ اور جملے چھوٹے چھوٹے ہوں۔ تاتاریہ عہد کے وسط تک عموماً یہی طرز رائج تھا۔ چنانچہ ترجمہ تاریخ طبری۔ سیاست نامہ چہار مقالہ۔ اور ناصر خسرو کی تصانیف کا طرز کم و بیش یہی ہے۔ عہد تاتاریہ کی بعض کتابیں بھی اسی طرز میں ہیں مثلاً اخلاق ناصری کا یہی حال ہے۔ ہندوستان میں ابوالفضل کی آئین اکبری تاریخ فرشتہ اور رقعات عالمگیری کا کم و بیش یہی طرز ہے۔

دوسرا طرز وہ ہے جسے متوسطین نے شروع کیا اور متاخرین نے کمال و انتہا کو پہونچایا۔

یہ وہ طرز ہے جس کی وجہ سے فارسی ادب یورپ والوں کی نظر میں بدنام ہے۔ اس طرز کی خصوصیات یہ ہیں کہ اس میں آورد ہوتی ہے۔ سیدھی سادی بات کو پیچ در پیچ تشبیہوں اور استعاروں میں ادا کیا جاتا ہے اور پھر الفاظ بھی مشکل لائے جاتے ہیں قافیہ کی پابندی کی جاتی ہے۔ صنائع و بدائع کا خاص طور پر لحاظ رکھا جاتا ہے۔ صفحے کے صفحے پڑھ جائیے ایک ایک فقرے بلکہ ایک ایک لفظ کی خوبی پر سر دھنیے مگر مفہوم اور مطلب ہیچ۔ صرف لفاظی ہے اور ضلع جگت۔ عہد سلجوقیہ میں مقامات حمیدی اسی طرز میں لکھی گئی اور تاتار یہ دور میں تاریخ وصاف کا یہی طرز تھا۔ ہندستان میں سہ نثر ظہوری و مینا بازار کا بھی یہی رنگ تھا۔

بلحاظ طرز عبارت نثر کی بہترین کتاب سعدی کی گلستاں ہے۔ اس میں قدما کی متانت و سلاست و استواری کے ساتھ رنگینی کی ایسی آمیزش ہے کہ کسی اور کتاب میں نہیں گلستاں کی طرز کا کسی سے تتبع نہیں ہو سکا کیونکہ نادر الکلام مصنفین نے گلستاں کا جواب لکھنے کی کوشش کی مگر ناکام رہے۔ عام طور سے وہ طرز رائج ہوا اور مقبول ہو جو انوار سہیلی کا ہے یعنی عام طور پر سلاست اور سادگی ہے لیکن جہاں موقع آجاتا ہے تو پھر رنگینی بھی آجاتی ہے۔

تیسرا طرز موجودہ فارسی لکھنے والوں کا ہے آجکل کی فارسی جدید کہلاتی ہے جس پر مغربی تعلیم کا بڑا اثر پڑا ہے۔ نئے نئے الفاظ وضع کئے جا رہے ہیں۔ یورپین زبانوں سے بے شمار الفاظ مستعار لئے جا رہے ہیں۔ تکلف اور صنائع و بدائع کی پابندی یک قلم جاتی رہی۔ سلاست اور صحت ادا کا خیال رکھا جاتا ہے سب سے پہلے اس طرز کو ناصر الدین شاہ نے اپنے سفرنامہ میں اختیار کیا۔ پھر یہ مقبول عام ہو گیا۔

فارسی شاعری ہم نے ایران کی سیاسی و ادبی تاریخ کے ضمن میں جو شعرا گنوائے ہیں ان کو سہولت و ترتیب کے لحاظ سے پانچ دوروں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

پہلا دور سامانیہ اور غزنوی عہدوں کے شعرا کا۔ نویں صدی سے گیارہویں صدی تک۔ رودکی۔ دقیقی۔ عنصری۔ فرخی۔ فردوسی۔ منوچہری۔

دوسرا دور سلجوقی عہد کے شعرا کا۔ تیرہویں صدی کے آغاز تک۔ خاقانی۔ انوری

نظامی گنجوی - ظہیر فاریابی - عمر خیام -

تیسرا دور خوارزم شاہی و تاتاری عہدوں کے شعرا کا - سنہ ۱۵۰۰ء تک - فرید الدین عطار
مولانا رومی - سعدی - حافظ - جامی -

چوتھا دور صفویہ مغلیہ اور قاچاریہ عہدوں کے شعرا کا - انیسویں صدی تک باباِ فغانی
محتشم کاشی - عرفی فیضی - نظیری - صائب - بیدل - قاآنی - غالب -

پانچواں دور - عہد موجودہ کے شعرا کا - اشرف رشتی - پور داؤد - عارف قزوینی - ڈاکٹر اقبال
پہلے اور دوسرے دور کے شعرا کو متقدمین یا قدما کہتے ہیں - تیسرا دور متوسطین شعرا کا ہے -
چوتھا متاخرین کا - اور پانچواں معاصرین کا -

پہلے دور میں چونکہ تمدن کی ابتدا ہے اسلئے زبان سادہ ہے اور تکلف اور آورد سے خالی
فطری تشبیہیں ہیں اور قریب قریب کے استعارے - یہ دور زیادہ تر مثنوی کیلئے مشہور ہے
اگرچہ منوچہری کے قصائد بھی شہرت رکھتے ہیں -

دوسرے دور میں ایک طرف تو تمدن اور علم میں ترقی ہوئی اور دوسری طرف فارسی نے
عربی علوم سے فیض اٹھایا ان دونوں باتوں کا مجموعی طور پر نتیجہ یہ ہوا کہ استعارات اور
تشبیہات کی بھرمار ہوگئی اور مضمون آفرینی کا رواج ہوگیا - پہلے دور کی مشہور مثنوی شاہنامہ
ہے اور دوسرے دور کی مایۂ ناز تاریخی نظم سکندر نامہ ہے - دونوں کے طرز میں بین فرق
پاؤگے - یہ دور زیادہ تر قصائد کیلئے مشہور ہے - اگرچہ نظامی کی مثنویاں بھی جواب نہیں رکھتیں -
تیسرے دور میں جب طبیعتیں مصنوعی طرز شاعری سے جو دور ثانی میں رائج تھا اکتا گئیں
اور ردعمل ہوا - اب پھر سلاست زبان - لطافت الفاظ - اور ہماکات جذبات کیطرف
توجہ کی گئی - سعدی و حافظ اس انقلاب کے پیدا کرنیوالے ہیں - یہ دور خصوصیت کے
ساتھ صوفیانہ شاعری اور غزل کیلئے ممتاز ہے -

چوتھے دور میں جب شاعروں نے دیکھا کہ میدان تنگ ہوگیا ہے اور استعارات اور
تشبیہات کا سرمایہ پہلے ہی ختم ہوچکا ہے تو انھوں نے اپنا کمال اسی میں دیکھا کہ

استعارے کو استعارہ اور مجاز کو مجاز در مجاز بنا کر داد سخنوری دیں۔ اسی کے ساتھ لطافت زبان بھی کمال کو پہنچ گئی۔ اور تخیل اور مضمون آفرینی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ یہاں تک کہ بیدل وغیرہ شاعروں کے ہاتھوں شاعری چیستاں ہو کر رہ گئی۔ اس دور کی خاص چیزیں قصیدہ اور غزل ہیں۔

پانچویں دور میں پھر ردِ عمل ہو کر سلاست زبان اور سادگی ترکیب کا دور دورہ قائم ہوا وطنی اور قومی شاعری اس دور کی نمایاں خصوصیت ہے۔

اصنافِ شعر

شعر کے لغوی معنے جاننے کے ہیں۔ مگر شعرا کی اصطلاح میں اس کلام موزوں کو کہتے ہیں۔ جو اوزان مقررہ میں سے کسی وزن پر ہو اور مقفےٰ ہو اور بالقصد کہا گیا ہو۔

قدیم فارسی اور پہلوی کی بابت تو کچھ پتہ نہیں چلتا کہ ان زبانوں میں شاعری تھی بھی یا نہیں۔ لیکن اسلامی فارسی کی بابت کہا جاتا ہے کہ اس زبان میں سب سے پہلے حکیم ابو حفص سغدی نے جس کا ساتویں صدی عیسوی کے آخر یا آٹھویں صدی کے شروع میں انتقال ہوا شعر کہا۔ مگر فارسی کا پہلا باقاعدہ شاعر حنظلہ بادغیسی المتوفیٰ ۸۳۴ء ہے۔ اس کے بعد پہلا مشہور صاحب دیوان شاعر رودکی المتوفیٰ ۹۴۱ء ہے جو عام طور سے فارسی کا آدم الشعرا کہلاتا ہے۔

شعر کی کئی قسمیں ہیں۔ جن میں سے مثنوی۔ قصیدہ۔ غزل۔ اور رباعی اہم ہیں۔ اس لئے اس کورس میں ان ہی چار صنفوں کو شامل کیا گیا ہے اور ان ہی کی یہاں تعریف و بیان کی جاتی ہے۔

مثنوی مثنوی لغت میں منسوب ہے مثنیٰ کی طرف جس کے معنی دو دو کے ہیں۔ اصطلاح میں ایسے ہم وزن اشعار کے مجموعہ کو کہتے ہیں جس کے ہر شعر کا قافیہ جدا ہو اور مضمون مربوط اور مسلسل ہو۔ شاعری میں یہ صنف تمام اصنافِ شاعری کے بہ نسبت زیادہ مفید، وسیع اور زیادہ

ہمہ گیر ہے۔ شاعری کے جس قدر مضامین ہیں وہ سب اس میں نہایت خوبی سے ادا ہو سکتے ہیں جذبات انسانی، مناظرِ قدرت۔ واقعہ نگاری تخیل ان تمام چیزوں کے لئے مثنوی سے بہتر کوئی میدان نہیں۔ اس آسانی اور وسعت کی وجہ یہ ہے کہ مثنوی کا ہر شعر علیحدہ ہوتا ہے۔ اس لئے یہ پابندی نہیں ہوتی کہ پوری نظم ایک ہی قافیہ میں ادا ہو۔

مثنوی کے سب سے پہلے موجد کا پتہ نہیں چلتا لیکن اگر رودکی کو فارسی شعر کا باوا آدم مانا جائے تو مثنوی کا موجد بھی اسی کو کہنا چاہیئے۔

مثنوی باعتبار مضامین مختلف قسم کی ہے۔ مثلاً اگر اس میں کسی قوم یا بادشاہ کی تاریخ ہو تو وہ رزمیہ کہلاتی ہے۔ مثلاً شاہنامہ و سکندر نامہ اگر اس میں اخلاق کا ذکر ہے تو وہ اخلاقیہ کہلاتی ہے۔ مثلاً بوستاں۔ اور اگر اس میں کوئی قصہ یا افسانہ ہو تو وہ مثنوی افسانہ ہے۔ اور اگر اس میں تصوف و فلسفہ ہو تو وہ صوفیانہ و فلسفیانہ ہے۔ مثلاً مثنوی رومی۔

اس کورس میں جن دو مثنویوں سے انتخاب کیا گیا ہے ان میں ایک شاہنامہ ہے جس کا شمار فارسی کی بہترین کتابوں میں ہوتا ہے اور جسے کسی نے قرآن العجم کہہ دیا ہے۔ دوسری مثنوی بوستاں ہے جو سعدی ایسے صاحبِ کمال شاعر کی تصنیف ہے۔

غزل غزل کے لغوی معنی عورتوں سے باتیں کرنے کے ہیں۔ مگر اصطلاح میں ایسے ہم وزن اشعار کے مجموعے کو کہتے ہیں جس میں پہلے شعر کے دونوں مصرعے اور بقیہ اشعار کے مصرعۂ ثانی سب ہم قافیہ ہوں۔ پہلے شعر کو جس کے دونوں مصرعے ہم قافیہ ہوتے ہیں مطلع کہتے ہیں اور آخری شعر کو جس میں شاعر اپنا تخلص لاتا ہے مقطع کہتے ہیں۔ غزل کے ہر شعر کا مضمون جداگانہ ہوتا ہے۔ غزل میں زیادہ عشق و محبت کے جذبات ہی بیان ہوتے ہیں۔ مگر ان کے علاوہ ہر قسم کے فلسفیانہ۔ اخلاقی اور تخیلی مضامین بھی ادا کئے جاتے ہیں۔

فارسی میں شاعری کی ابتدا قصیدہ سے ہوئی۔ قصیدہ کی ابتدا میں عشقیہ اشعار کہنے کا دستور تھا۔ اس حصے کو الگ کر لیا گیا تو غزل بن گئی۔ فارسی شاعری کے باوا آدم رودکی کے زمانے ہی میں غزل کی صنف مستقلاً قائم ہو چکی تھی۔

عہد قدما میں غزل نے کچھ ترقی نہیں کی۔ غزل کی ترقی کا سہرا متوسطین کے سر ہے۔ اور متوسطین میں سے بھی شیخ سعدی کے سر ہے جنھوں نے اس میں عجیب روح پھونک دی۔ ان کے بعد ہندوستان میں امیر خسرو نے اور ایران میں خواجہ حافظ نے اس جوش سے یہ نغمہ چھیڑا کہ زمین سے آسمان تک گونج اٹھا۔ متاخرین میں عرفی اور نظیری ایسے شعرا نے اس میں فلسفیانہ مضامین داخل کر دیئے۔

قصیدہ قصیدہ ایسے موزون و ہم قافیہ اشعار کے غزل جیسے مجموعے کو کہتے ہیں جس میں کسی کی مدح یا ہجو کی جائے۔ یا وعظ و پند یا فلسفیانہ یا شکایت روزگار وغیرہ مضامین بیان کئے جائیں۔ اس کا بھی پہلا شعر مطلع کہلاتا ہے۔ ابتدا کے اشعار کو جو تمہید کے طور پر لکھے جاتے ہیں تمہید یا تشبیب کہتے ہیں۔ جس شعر میں تمہید سے اصل مطلب کی طرف رجوع ہو وہ گریز یا مخلص کہلاتا ہے۔

جس زمانے میں فارسی میں شاعری شروع ہوئی عرب کی شاعری مدحیہ قصائد پر محدود تھی۔ اسلئے فارسی شعرا نے بھی انہی کی تقلید کی یہی وجہ تھی کہ فارسی میں شاعری کی ابتدا قصیدہ گوئی سے ہوئی۔

قصیدہ گوئی میں متقدمین میں منوچہری، انوری، خاقانی، ظہیر فاریابی۔ اور متوسطین میں سے سلمان ساوجی اور متاخرین میں سے عرفی۔ نظیری وغیرہ شہرت رکھتے ہیں۔ اگرچہ سعدی نے قصیدہ میں کوئی خاص شہرت حاصل نہیں کی۔ مگر چونکہ اُنھوں نے مدح و ستائش کے فرسودہ و پامال میدان کو چھوڑ کر دلچسپ مضامین پر قصیدے لکھے ہیں، اور پھر شیرینی بیان اور سلاست زبان ان کا خاص حصہ ہے۔ اس لئے ہم نے ان کے چند قصائد کو اس کورس میں شامل کیا ہے۔

رباعی اس کو دوبیتی اور ترانہ بھی کہتے ہیں۔ اس میں چار موزون مصرعے ہوتے ہیں۔ جن میں سے پہلے دوسرے اور چوتھے مصرعے کا ہم قافیہ ہونا ضروری ہے۔ تیسرے مصرعے کے لیے ہم قافیہ ہونا لازمی نہیں۔ رباعی کی ایجاد صفاریہ عہد میں ہوئی۔ ایک دفعہ یعقوب بن لیث صفاری بادشاہ ایران کے بیٹے کی زبان سے کھیل میں بے ساختہ یہ موزوں مصرع نکلا "غلطاں غلطاں ہمی رود تا لب گو" بادشاہ کو یہ کلام پسند آیا۔ اُس نے اپنے دربار کے شعرا کو بلا کر سنایا تو انھوں نے تین مصرعوں کا اضافہ کرکے رباعی بنا دی۔

رباعی کے چاروں مصرعوں میں ایک مسلسل مضمون ہوتا ہے اور چوتھا مصرع رباعی کی جان ہوتا ہے۔

رباعی میں ہر قسم کے مضامین ادا کئے جاتے ہیں۔ رباعی گوئی میں سب سے پہلے ابو سعید بن ابو الخیر المتوفی ۴۴۰ء نے شہرت حاصل کی اور اس کے بعد عمر خیام نیشاپوری اپنے اسلوب بیان کی دلآویزی کی وجہ سے اس صنف شاعری کے آسمان کا آفتاب ہو کر چمکا۔

۱۔ فردوسی طوسی المتوفی سنہ ۱۰۲۰ء

(غزنوی عہد۔ متقدمین)

فردوسی۔ ابوالقاسم حسن بن اسحٰق بن شرف شاہ طوس کا باشندہ تھا۔ ۹۳۹ء میں پیدا ہوا۔ آزاد ماحول میں پرورش پانے کی وجہ سے طبیعت میں خاصا زور پیدا ہو گیا تھا۔ دقیقی کے شاہنامہ کا تذکرہ سنا، زوال جمشید و عروج ضحاک کی داستان نظم کی جو عوام نے بہت پسند کی۔ طوس کے گورنر ابو منصور اور سید خاں نے ہمت افزائی کی۔ سلطان محمود نے جب اسکا شہرہ سنا غزنین میں طلب کیا۔ فردوسی پہلے ایک باغ میں مقیم ہوا۔ اور بعدہٗ دربار محمودی میں جگہ ملی محمود نے ایک باغ رہنے کو دیا۔ اور فی شعر ایک دینار انعام کا وعدہ کیا۔ حکم تو یہی تھا کہ جب ہزار شعر ہو جایا کریں تو ہزار اشرفیاں دے دی جایا کریں۔ اس کا ارادہ تھا کہ طوس میں اس گرانبہا رقم سے بند بندھوا دے گا تاکہ عوام کو سیلابی کی وجہ سے تکالیف نہ برداشت کرنا پڑیں لیکن ہائے افسوس یہ واقعہ ہے کہ فردوسی کو اسکی اعجاز بیانی اور سحر نگاری کی خاطر خواہ داد نہ ملی سیاسی چالیں کامیاب ہو گئیں۔ اور سونا روپیہ سے بدلا گیا۔ اس سے فردوسی افسردہ ہو گیا اس نے وہ روپیہ وہیں سب لٹا دیا اور دوسرے دن سلطان محمود سے معافی مانگ کر غزنین سے فرار ہو گیا اور چلتے وقت ایاز کو ایک سربمہر لفافہ دے گیا کہ میرے بعد بادشاہ کو دیا جائے۔ چنانچہ محمود نے جب وہ لفافہ کھولا تو اس میں محمود کی وہ ہجو تھی جو باوجود قوت سلطنت کے محمود فنا نہ کر سکا۔ اور ہر شاہنامہ کے نسخے کے شروع میں آج تک موجود ہے۔ حاکم قہستان نے اس ہجو کے اشعار کو بحساب فی اشرفی خرید لیا اور فردوسی نے فروخت بھی کیا لیکن وہ ہجو اس قدر مشہور ہو چکی تھی کہ فنا نہ ہو سکی۔ اسی دوران میں اس نے دیالمہ کو خوش کرنے کیلئے یوسف زلیخا لکھی لیکن شاہنامہ کا ذرہ کہاں۔ کچھ عرصے کے بعد فردوسی کا خیال محمود کو پھر آیا! اس وقت وہ ہزار اشرفیاں بھجوائیں

لیکن کہا جاتا ہے کہ ایک دروازہ سے طوس میں یہ گرانبہا انعام داخل ہوا اور دوسرے دروازہ سے فردوسی کا جنازہ نکلا۔ یہ رقم اسکی لڑکی کو دینا چاہی۔ لیکن لڑکی بھی آخر فردوسی کی بیٹی تھی اس نے یہ رقم لینے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ گورنر طوس نے طوس میں ایک عالیشان کاروانسرا بحکم سلطان محمود تعمیر کی۔

۲۔ عمر خیام المتوفی سنہ ۵۱۱ء

عہد سلجوقیہ متقدمین

عمر خیام۔ اس کا نام عمر اور باپ کا نام ابراہیم تھا جو خیمہ دوزی کا کام کرتا تھا جس کی وجہ خیام لقب ملا۔ نیشاپور وطن ہے وہاں اُسکے پاس کچھ جاگیر بھی تھی۔

خیام فلسفہ و حکمت میں ابن سینا کا ہمسر اور فقہ و حدیث میں امام خراسان اور علامۂ زماں سمجھا جاتا تھا۔ ایک مرتبہ شب کو ابن سینا کی کتاب الشفا میں وحدت و کثرت کی بحث دیکھتے دیکھتے اٹھا اور عشاء کی نماز پڑھی اور سجدہ میں یہ دعا کی کہ خداوندا جسقدر ممکن تھا تجھے پہچانا۔ اب میری مغفرت کر۔ کہا جاتا ہے کہ یہی الفاظ زبان پر جاری تھے کہ قفس عنصری سے طائر روح پرواز کر گیا۔ اس کا سنہ وفات ۵۱۱ھ ہے۔ خیام اگرچہ فلسفہ، نجوم، فقہ، ادب میں کمال رکھتا تھا مگر یہ عجیب بات ہے کہ اسکی دائمی شہرت فارسی رباعیات کی وجہ سے ہے جن کی قدر ساتوں سے کہیں زیادہ یورپ نے کی۔ یورپ میں فٹزجیرلڈ کے انگریزی ترجمۂ رباعیات کی وجہ سے عمر خیام کو بڑی شہرت حاصل ہوئی۔

مولانا شبلی کی مندرجہ ذیل رائے عمر خیام کی رباعیوں کی بابت یاد رکھنے کے لائق ہے۔

"خیام کی رباعیاں اگرچہ سینکڑوں بلکہ ہزاروں ہیں لیکن سب کا قدر مشترک صرف چند مضامین ہیں۔ دنیا کی بے ثباتی، خوش دلی کی ترغیب۔ شراب کی تعریف، مسئلہ جبر توبہ و استغفار ان میں سے ایک ایک مضمون کو وہ سو سو دفعہ لکھتا ہے لیکن ہر دفعہ اسلوب بدلکر لکھتا ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی نئی چیز ہے۔"

۳- سعدی المتوفی ۶۹۱ھ ۱۲۹۱ء (عہد تاتاریہ متوسطین)

شیخ شرف الدین بن مصلح الدین عبداللہ اُن کے والد اتابک سعد بن زنگی والی شیراز ۱۱۹۵-۱۲۲۶ء
کے دربار سے تعلق رکھتے تھے۔ اسی وجہ سے سعدی تخلص اختیار کیا ان کا سال ولادت غالباً ۵۸۹ھ ہے
اور مولد شیراز۔ ان کی تعلیم نظامیہ دارالعلوم بغداد میں ہوئی اور ابن جوزی سے حدیث کا درس لیا۔ ۳۰ برس
طلب علم میں صرف کیے تیس برس سیاحت اور تیس برس عبادات و ریاضات میں صرف کیے کہا جاتا ہے
کہ پانچ بار حرمین شریفین کی زیارات سے بھی بہرہ اندوز ہوئے۔ حضرت شہاب الدین سہروردی کے
دست حق پرست پر بیعت کی۔ سیاحت کے دوران میں مولانا روم سے ملاقات کی۔ تاتاریہ حکومت کے دور
میں گورنر خواجہ شمس الدین جوینی اور علاء الدین جوینی (جو دونوں بھائی تھے) شیخ کے بڑے قدردان تھے۔ آخر عمر
شیخ نے گوشہ نشینی اختیار کر لی۔ ۶۹۱ھ میں انتقال کیا۔ شیخ سعدی کا شمار عہد تاتاری کے مشہور ترین
شعرا و مصنفین میں سے ہے۔ شیخ کی تصانیف میں گلستاں بوستاں بہت مشہور ہیں۔ گلستاں کا مجمع الفصحاء
کے نزدیک فارسی ادبیات کی نایاب کتابوں میں شمار ہے۔ بوستاں ایک اخلاقی مثنوی ہے جس کی سادگی
توصیف سے بالاتر ہے بلکہ سہل ممتنع کی نظم میں اگر مثال ہے تو یہ ہے۔ فلسفہ و اخلاق کے کل مسائل
اس قدر خوش اسلوبی سے نظم کیے ہیں کہ زبانوں پر ضرب المثل ہو گئے ہیں۔

قصائد و قطعات کا بھی یہی رنگ ہے کہ مواعظ و نصائح کا سرچشمہ بنے ہوئے ہیں اور لطف زور در
فصاحت خداداد کا سچا نمونہ ہیں۔ امرائے وقت کی مدح سرائی بھی کبھی کبھی کی ہے مگر حق یہ ہے
کہ بیجا خوشامد سے ان کا دامن آلودہ نہیں ہے۔ غزل گوئی کو ترقی دینے والے بھی شیخ سعدی ہی تھے۔
شیخ نے عربی قصائد بھی لکھے ہیں اور ایک مختصر سا نامہ بھی فارسی میں بچوں کے لیے نظم کیا ہے۔

۴- محمد قاسم ہندو شاہ المتوفی ۱۶۲۶ء
(عہد مغلیہ)

محمد قاسم نام ہندو شاہ لقب۔ ۱۵۵۲ء میں بمقام استرآباد (ایران) پیدا ہوا۔ ان کے باپ

نظام شاہیوں کی وجہ سے احمد نگر (دکن) ترقی پر تھا۔ ایران و عرب سے لوگ تلاش معاش میں وہاں جایا کرتے تھے۔ محمد قاسم ہنوز بچہ ہی تھا کہ اپنے رشتہ داروں کے ساتھ حسین نظام شاہ اول کے عہد میں احمد نگر پہنچ گیا۔ وہیں اس نے تعلیم حاصل کی۔ جوان ہونے پر اسے مرتضیٰ نظام شاہ کی ملازمت مل گئی لیکن ۱۵۸۹ء میں جبکہ کسی معاملہ میں ایرانی لوگ وہاں سے شہر بدر کیے گئے تو اسے بھی احمد نگر چھوڑ کر بیجاپور جانا پڑا۔ وہاں پہنچتے ہی وہ ابراہیم عادل شاہ کی ملازمت میں داخل ہو گیا۔ کچھ دنوں کے بعد اس نے علم طب پر اختیارات قاسمی کے نام سے ایک کتاب لکھی۔ بادشاہ نے اس کے طرز تحریر کو پسند کر کے نیز اس کا شوق مطالعہ تواریخ دیکھ کر ہندوستان کے عہد اسلامی کی تاریخ لکھنے کیلئے مامور کیا۔ چنانچہ اس نے یہ تصنیف جو تاریخ فرشتہ کے نام سے مشہور ہے ۱۶۰۶ء میں شروع کر کے ۱۶۱۱ء میں ختم کی۔ اس میں محمود غزنوی سے لیکر سترہویں صدی تک کے حالات درج ہیں اور ہندوستان کے علما و فقرا کا بھی تذکرہ ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کتاب میں بہت سی تاریخی غلطیاں ہیں اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ محمد قاسم میں تاریخی تنقید کا ملکہ نہیں تھا تاہم اس سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ہندوستان میں اس سے پہلے ایسی جامع تاریخ نہیں لکھی گئی۔ اس میں ۳۲ کتب تاریخ سے مدد لی گئی۔ اسکا طرز سادہ سلیس، متین اور دلآویز ہے۔ مصنف نے ۱۶۲۳ء میں انتقال کیا۔

۵۔ اورنگ زیب عالمگیر المتوفی ۱۷۰۷ء

(مغلیہ عہد متاخرین)

اورنگ زیب عالمگیر۔ سلطان محی الدین اورنگ زیب عالمگیر کا نام ہر تاریخ ہند کے طالب علم کو معلوم ہے۔ وہ ایک جید عالم اور منشی بے بدل تھا۔ رقعات عالمگیری اس کے خطوط کا ایک مختصر مجموعہ ہے اس کے رقعوں میں قدما کے طرز کی سی سادگی، متانت، سلاست، استواری اور اختصار پایا جاتا ہے۔ روانی اور بے ساختگی کا یہ عالم ہے کہ اکثر موقعوں پر مکالمہ کا دھوکا ہوتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتخاب از گلستان سعدی

دیباچہ

منت خدای را عز و جل کہ طاعتش موجب قربت است و بشکر اندرش مزید نعمت۔ ہر نفسے کہ فرو میرود ممد حیات است و چوں بر می آید مفرح ذات پس در ہر نفسے دو نعمت موجود است و بر ہر نعمتے شکرے واجب۔ بیت

از دست و زبان کہ بر آید کز عہدۂ شکرش بدر آید

قطعہ

بندہ ہماں بہ کہ ز تقصیر خویش عذر بدرگاہِ خدا آورد
ورنہ سزاوار خداوندیش کس نتواند کہ بجا آورد

باران رحمت بے حسابش ہمہ را رسیدہ و خوان نعمت بے دریغش ہمہ جا کشیدہ پردۂ ناموس بندگاں بگناہ فاحش ندرد و وظیفۂ روزی بخطائے منکر نبرد۔ قطعہ

اے کریمی کہ از خزانۂ غیب گبر و ترسا وظیفہ خور داری

---

۱ شکر و احسان ۲ لفظاً امر از [illegible] ۳ دراز کنندہ [illegible] وحشت [illegible] ۵ کوتاہی
[illegible]

دوستاں را کجا کنی محروم — تو کہ با دشمناں نظر داری

فراش بادِ صبا را گفتہ تا فرشِ زمردین بگسترد۔ و دایۂ ابرِ بہاری را فرمودہ تا بناتِ نبات در مہدِ زمین بپرورد۔ درختاں را بخلعتِ نوروزی قبائے استبرق در برگرفتہ۔ و اطفالِ شاخ را بقدومِ موسمِ ربیع کلاہِ شگوفہ بر سر نہادہ۔ عصارۂ تاکے بقدرتِ او شہدِ فائق شدہ۔ و تخمِ خرمائی بتربیتِ او نخلِ باسق گشتہ۔ قطعہ

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کارند — تا تو نانے بکف آری و بغفلت نخوری
ہمہ از بہرِ تو سرگشتہ و فرماں بردار — شرطِ انصاف نباشد کہ تو فرماں نبری

در خبر است از سرورِ کائنات۔ و مفخرِ موجودات۔ و رحمتِ عالمیاں و صفوتِ آدمیاں و تتمۂ دورِ زماں۔ بیت

چہ غم دیوارِ امت را کہ دارد چوں تو پشتیباں — چہ باک از موجِ بحر آں را کہ باشد نوح کشتیباں

ہرگہ کہ یکے از بندگانِ گنہگار پریشاں روزگار دستِ انابت بامیدِ اجابت بدرگاہِ خداوند جل و علا بردارد۔ ایزد تعالےٰ در وے نظر نکند۔ بازش بخواند۔ باز دیگر اعراض فرماید۔ بازش بتضرع و زاری بخواند۔ حق سبحانہ تعالیٰ گوید۔ اے فرشتگانِ من تحقیق حیا میدارم از بندۂ خود و نیست او را سوائے من۔ دعوتش را اجابت کردم۔ و امیدش برآوردم۔ کہ از بسیاری دعا و گریۂ بندہ ہمی شرم دارم۔ بیت

کرم بین و لطفِ خداوندگار — گنہ بندہ کردست و او شرمسار

---

۱ مراد سبزہ ۲ گہوارہ ۳ سِلا ہوا کپڑا ۴ شیرہ ۵ شہد کی مکھی ۶ درخت خرما ۷ دراز ۱ [illegible] ۸ حدیث ۹ رجوع ۱۰ روگردانی۔

عاکفانِ[1] کعبۂ جلالش بہ تقصیر عبادت معترفند۔ کہ عبادت نکردیم ترا حق عبادت تو و واصفانِ حلیۂ جمالش تحیر منسوب کہ نہ دریافتیم ترا در یافتنی تو۔

قطعہ

گر کسے وصفِ او ز من پرسد　　بیدل از بے نشاں چہ گوید باز

عاشقاں کشتگانِ معشوقند　　بر نیاید ز کشتگاں آواز

یکے از صاحبدلاں سر بجیب مراقبہ[2] فرو بردہ بود و در بحر مکاشفہ[3] مستغرق شدہ۔ حالے کہ ازاں معاملت باز آمد یکے از محباں گفت ازیں بوستاں کہ بودی چہ تحفہ کرامت کردی اصحاب را گفت بخاطر داشتم کہ چوں بدرخت گل رسم دامنے پر کنم ہدیہ اصحاب را۔ چوں برسیدم بوئے گلم چناں مست کرد کہ دامنم از دست برفت۔ **قطعہ**

اے مرغ سحر عشق ز پروانہ بیاموز　　کاں سوختہ را جاں شد و آواز نیامد

ایں مدعیاں در طلبش بیخبرانند　　کاں را کہ خبر شد خبرش باز نیامد

قطعہ

اے برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم　　وز ہر چہ گفتہ اند شنیدیم و خواندہ ایم

دفتر تمام گشت و بپایاں رسید عمر　　ما ہمچناں در اولِ وصفِ تو ماندہ ایم

در سبب تالیف کتاب

یک شب تأملِ[4] ایام گذشتہ میکردم و بر عمر تلف کردہ تاسف

---

[1] گوشہ نشیناں [2] صورت و شکل [3] اپنے دل کو خدا کی طرف متوجہ کرنا [3] اسرار الٰہی کا دل پر ظاہر ہونا [4] اندیشہ، فکر۔

مجموعہ دل را بالماس آب دیدہ می سفتم۔ و این بیتہا مناسب حال خود می گفتم۔ مثنوی

هردم از عمر می رود نفسے　　چون نگہ می کنم نماند بسے

اے کہ پنجاہ رفت و در خوابی　　مگر این پنج روز دریابی

خجل آنکس کہ رفت و کار نساخت　　کوس رحلت زدند و بار نساخت

خواب نوشین بامداد رحیل　　باز دارد پیادہ را ز سبیل

ہر کہ آمد عمارت نو ساخت　　رفت و منزل بدیگرے پرداخت

وان دگر پخت ہمچنین ہوسے　　وین عمارت بسر نبرد کسے

یار ناپایدار دوست مدار　　دوستی را نشاید این غدار

مادۂ عیش آدمی شکم است　　تا بتدریج میرود چہ غم است

گر ببندد چنانکہ نگشاید　　گو دل از عمر برکند شاید

ور گشاید چنانکہ نتوان بست　　گو بشو از حیات دنیا دست

چار طبع مخالف و سرکش　　چند روزے بوند باہم خوش

گر یکے زین چہار شد غالب　　جان شیرین برآید از قالب

لاجرم مرد عارف کامل　　ننہد بر حیات دنیا دل

نیک و بد چون ہمی بباید مرد　　خنک آنکس کہ گوے نیکی برد

برگ عیشے بگور خویش فرست　　کس نیارد ز پس تو پیش فرست

---

۱ عمارت نو ساخت یعنی عبادت کی۔ ۲ مراد از زاد راہ کچھ حصہ ہونا [illegible] یعنی اپنی زندگی [illegible] [illegible]

عمر برف است و آفتاب تموز — اندکے ماند و خواجہ غرّہ ہنوز
اے تہی دست رفتہ در بازار — ترسمت پر نیاوری دستار
ہر کہ مزروع خود خورد بخوید[1] — وقت خرمنش خوشہ باید چید
پند سعدی بگوش دل بشنو — رہ چنین است مرد باش و برو

بعد از تامل ایں معنی مصلحت آں دیدم کہ در نشیمن عزلت نشینم و دامن از صحبت فراہم چینم۔ و دفتر از گفتارہائے پریشاں بشویم۔ و من بعد پریشاں نگویم۔

بیت

زباں بریدہ بکنجے[2] نشستہ صُمٌّ بُکمٌ[3] — بہ از کسے کہ نباشد زبانش اندر حکم

تا یکے از دوستاں کہ در کجاوہ[4] انیس من بودے۔ و در حجرہ جلیس۔ برسم قدیم از در درآمد۔ چنداں کہ نشاط ملاعبت[5] کرد۔ و بساط مداعبت[6] گسترد۔ جوابش نگفتم و سر از زانوے تعبد برنگرفتم۔ رنجیدہ نگہ کرد و گفت

قطعہ

کنونت کہ امکان گفتار ہست — بگو اے برادر بلطف و خوشی
کہ فردا چو پیک اجل دررسد — بحکم ضرورت زباں درکشی

کسے از متعلقان منش برحسب واقعہ مطلع گردانید۔ کہ فلاں عزم کردہ است۔ و نیت جزم کہ بقیت عمر معتکف نشیند و خاموشی گزیند۔

---

[1] خوید یعنی گیہوں یا جو کی سبز بالی [2] گوشہ [3] بہرا اور گونگا [4] محمل جو اونٹ پر ہوتی ہے [5] بازی کردن [6] مزاح یعنی ہنسی۔

تو نیز اگر توانی سر خویش گیر و مجانبت پیش۔ گفتا بعزت عظیم و صحبت قدیم کہ دم بر نیارم و قدم بر ندارم مگر آنگہ کہ سخن گفتہ شود بعادت مالوف و طریق معروف۔ کہ آزردن دل دوستاں جہل است و کفارت یمین سہل۔ خلاف راہِ صواب است و عکس رائے اولی الالباب ذوالفقارِ علیؓ در نیام و زبانِ سعدی در کام۔

قطعہ

زباں در دہانِ خردمند چیست	کلید درِ گنج صاحب ہنر
چو در بستہ باشد چہ داند کسے	کہ جوہر فروش ست یا پیلہ ور

قطعہ

اگرچہ پیش خردمند خامشی ادب ست	بوقت مصلحت آں بہ کہ در سخن کوشی
دو چیز طیرۂ عقلست دم فروبستن	بوقتِ گفتن و گفتن بوقت خاموشی

فی الجملہ زباں از مکالمتِ او درکشیدن قوت نداشتم۔ و روے از محادثت بگردانیدن مروت ندانستم۔ کہ یارِ موافق بود و محب صادق

بیت

چو جنگ آوری با کسے برستیز	کہ ازوے گزیرت بود یا گریز

بحکم ضرورت سخن گفتم۔ و تفرج کناں بیروں رفتم۔ در فصل ربیعے کہ صولت برد آرمیدہ بود۔ و اوانِ دولت ورد رسیدہ۔

لہ نیک۔ اچھی ۲ے جو شخص دوا، عطاری کا سامان سوئی اور آبریشم وغیرہ فروخت کرتا ہو ۳ے سبکی خفت ۴ے باہم کلام کرنا۔ ۵ے بات چیت کرنا۔ ۶ے دبدبہ ۷ے گلاب

قطعہ

اول اردی بہشت ماہ جلالی — بلبل گوینده بر منابر قضبان[1]
بر گل سرخ از نم اوفتادہ لآلی — ہمچو عرق بر عذار شاہد غضبان

شب را بہ بوستان با یکے از دوستان اتفاق مبیت[2] افتاد موضعے خوش و خرم و درختان دلکش در ہم۔ گفتی کہ خردۂ[3] مینا بر خاکش ریختہ و عقد ثریا از تاکش آویختہ۔ قطعہ

آں پُر از لالہ ہائے رنگا رنگ — ویں پُر از میوہ ہائے گوناگوں
باد در سایۂ درختانش — گسترانیدہ فرش بوقلموں

بامداداں کہ خاطر باز آمدن بر رائے نشستن غالب آمد دیدمش دامنے گل و ریحان و سنبل و ضیمراں[4] فراہم آوردہ و آہنگ رجوع کردہ گفتم گل بوستاں را چنانکہ دانی بقائے و عہد گلستاں را وفائے نباشد و حکیماں گفتہ اند ہرچہ نپاید دلبستگی را نشاید۔ گفتا طریق چیست۔ گفتم برائے نزہت[5] ناظراں و فسحت[6] حاضران کتاب گلستاں توانم تصنیف کردن کہ باد خزاں را بر ورق او دست تطاول[7] نباشد و گردش زماں عیش ربیعش را بطیش[8] خریف مبدل نکند۔ قطعہ

بچہ کار آیدت ز گل طبقے — از گلستان من ببر ورقے
گل ہمیں پنج روز و شش باشد — ویں گلستاں ہمیشہ خوش باشد

---

۱ جمع قضیب بمعنی شاخ ۲ کسی جگہ رات گذارنا ۳ ریزہ ۴ نام ایک پھول کا ۵ پاکیزگی ۶ کشادگی ۷ ظلم ۸ تندی و تیزی۔

حالے کہ من این حکایت بگفتم دامن گل بریخت و در دامنم آویخت کہ "صاحب کرم وقتیکہ وعدہ کند وفا نماید" فصلے در ہمان روز اتفاق بیاض افتاد۔ در حسن معاشرت و آداب محاورت در لباسے کہ متکلمان[۱] را بکار آید و مترسلان را بلاغت افزاید فی الجملہ ہنوز از گلستان بقیتے ماندہ بود کہ کتاب گلستان تمام شد۔

باب اوّل در سیرت پادشاہاں

۱ حکایت۔ پادشاہے را شنیدم کہ بکشتن اسیرے اشارت کرد۔ بیچارہ در آں حالت نومیدی ملک را دشنام دادن گرفت۔ و سقط[۲] گفتن، کہ گفتہ اند ہر کہ دست از جان بشوید ہر چہ در دل دارد بگوید۔ بیت۔

وقت ضرورت چو نماند گریز — دست بگیرد سر شمشیر تیز

ملک پرسید کہ چہ میگوید۔ یکے از وزرائے نیک محضر گفت اے خداوند ہمی گوید۔ "الکاظمین الخ" و آنانکہ فرو خورندگانند خشم را و بخشندگانند تقصیرات را از مردم، خدا دوست میدارد نکوئی کنندگاں را۔ ملک را رحمت آمد و از سر خون او در گذشت۔ وزیر دیگر کہ ضد او بود گفت۔ ابنائے جنس ما را نشاید در حضرت پادشاہان جز براستی سخن

---

۱ علما ۲ بیہودہ

گفتن۔ این ملک را دشنام داد و ناسزا گفت۔ ملک روی ازین سخن درہم کشید و گفت۔ آن دروغ که وی گفت پسندیده‌تر آمد مرا ازین راست که تو گفتی که روی آن در مصلحتے بود و بنای این بر خبث و خیانتے و خردمندان گفته اند۔ دروغ مصلحت آمیز به از راستی فتنه انگیز۔

شعر

هر که شه آن کند که او گوید   حیف باشد که جز نکو گوید

لطیفه بر طاقِ ایوانِ فریدون نوشته بود مثنوی

جہان اے برادر نماند بکس   دل اندر جہان آفرین بند و بس
مکن تکیه بر ملکِ دنیا و پشت   که بسیار کس چون تو پرورد و کشت
چو آہنگ رفتن کند جانِ پاک   چه بر تخت مردن چه بر روی خاک

۴۔ حکایت۔ یکی از ملوک خراسان سلطان محمود سبکتگین را بخواب دید که جمله وجود او ریخته بود و خاک شده مگر چشمانش که ہمچنان در چشمخانه ہمی گردید و نظر میکرد۔ سائر حکما از تاویل آن خواب فرو ماندند مگر درویشے که بجا آورد و گفت ہنوز نگران است که ملکش با دگران است۔

قطعه

بس نامور بزیر زمین دفن کرده اند   کز ہستیش بروی زمین یک نشان نماند
آن پیر لاشه را که سپردند زیر گل   خاکش چنان بخورد کز و استخوان نماند
زنده است نام فرخ نوشیروان بعدل   گرچه بسے گذشت که نوشیروان نماند
خیرے کن اے فلان و غنیمت شمار عمر   زان پیشتر که بانگ بر آید فلان نماند

۳۔ حکایت۔ ملک زادہ را شنیدم کہ کوتاہ بود و حقیر و دیگر برادرانش بلند و خوبروے۔ بارے پدر بکراہت[۱] و استحقار[۲] درو نظر ہمی کرد۔ پسر بفراست و استبصار بجائے آورد و گفت اے پدر کوتاہ خردمند بہ کہ نادان بلند۔ نہ ہر چہ بقامت کہتر بقیمت بہتر فقرہ گوسپند پاک است یعنی حلال و پیل ناپاک است یعنی مردار و حرام۔

قطعہ

آں شنیدی کہ لاغرِ دانا گفت بارے بابلہی فربہ
اسپ تازی اگر ضعیف بود ہمچناں از طویلۂ خر بہ

پدر بخندید۔ و ارکانِ دولت بپسندیدند۔ و برادران بجاں برنجیدند۔

رباعی

تا مرد سخن نگفتہ باشد عیب و ہنرش نہفتہ[۳] باشد
ہر بیشہ گماں مبر کہ خالیست شاید کہ پلنگ خفتہ باشد

شنیدم کہ ملک را دراں قرب دشمنے صعب[۴] روے نمود۔ چوں لشکر از ہر دو طرف روے درہم آوردند۔ و قصد مبارزت[۵] کردند اول کسے کہ بمیداں درآمد آں پسر بود و گفت۔

قطعہ

آں نہ من باشم کہ روزِ جنگ بینی پشتِ من آں منم کاندر میانِ خاک و خوں بینی سرے
کانکہ جنگ آرد بخونِ خویش بازی میکند روزِ میداں وانکہ بگریزد بخونِ لشکرے

ایں بگفت و برسپاہِ دشمن زد۔ دستے چند مردانِ کاری را بکشت۔

---

۱ ناپسندیدگی ۲ ذلیل، کمتر جاننا ۳ پوشیدہ ۴ سخت ۵ میدانِ جنگ میں ظاہر ہونا۔

چون پیش پدر آمد۔ زمین خدمت ببوسید و گفت۔ **قطعہ**

اے کہ شخص منت حقیر نمود — تا درشتی ہنر نپنداری
اسپ لاغر[1] میان بکار آید — روز میدان نہ گاو پرواری[2]

آوردہ اند کہ سپاہِ دشمن بسیار بود و اینان اندک۔ جماعتے آہنگِ گریز کردند۔ پسر نعرہ بزد و گفت۔ اے مرداں بکوشید تا جامۂ زناں نپوشید۔ سواراں را بگفتن او تہور زیادت گشت و بیکبار حملہ کردند۔ شنیدم کہ ہم دراں روز بر دشمن ظفر یافتند۔ پدر سر و چشم را ببوسید و در کنار گرفت۔ و ہر روز نظر بیش کرد۔ تا ولیعہد خویش کرد۔ برادراں حسد بردند۔ زہر در طعامش کردند خواہرش از غرفہ[3] بدید دریچہ برہم زد۔ پسر بفراست دریافت دست از طعام باز کشید و گفت محالست کہ ہنرمنداں بمیرند و بے ہنراں جائے ایشاں گیرند۔ **شعر**

کس نیاید بزیر سایۂ بوم — ور ہما از جہاں شود معدوم

پدر را ازیں حال آگہی دادند۔ برادرانش را بخواند و گوشمال[4] بواجب داد۔ پس ہر یکے را از اطرافِ بلاد حصۂ معین کرد۔ تا فتنہ بنشست و نزاع برخاست۔ کہ دہ درویش در گلیمے بخسپند و دو پادشاہ در اقلیمے نگنجند۔ **قطعہ**

نیم نانے گر خورد مرد خدا — بذل درویشاں کند نیمے دگر

---

[1] دبلا [2] پرواری اُس مقام کو کہتے ہیں جہاں بیل اور گھوڑے سردی اور گرمی سے حفاظت کیلئے رکھے جاتے ہیں اور وہاں کھانا بکثرت ان کو ملتا رہتا ہے [3] بالاخانہ [4] ادب دینا اور تنبیہ کرنا۔

همچناں در بند اقلیمے دگر　　　هفت اقلیم ار بگیرد پادشاہ

۴۔ **حکایت**۔ طائفہ دزدانِ عرب بر سرِ کوہے نشستہ بودند و منفذ[1] کارواں بستہ۔ و رعیتِ بلداں از مکائد ایشاں مرعوب و لشکرِ سلطاں مغلوب۔ بحکم آنکہ ملاذے منیع از قلۂ کوہے گرفتہ بودند و ملجا[2] و ماوائے خود کردہ۔ مدبرانِ ممالکِ آں طرف در دفع مضرتِ ایشاں مشاورت ہمے کردند کہ اگر ایں طائفہ ہم بریں نسق[3] روزگارے مداومت نمایند مقاومت ممتنع گردد۔ **مثنوی**

درختے کہ اکنوں گرفتست پائے　　　بہ نیروے شخصے بر آید ز جائے
وگر ہمچناں روزگارے ہلی　　　بگردونش از بیخ بر نگسلی
سرِ چشمہ شاید گرفتن بہ بیل[4]　　　چو پُر شد نشاید گذشتن بہ پیل

سخن بریں مقرر شد کہ یکے بتجسس ایشاں برگماشتند و فرصت نگاہ میداشتند۔ تا وقتیکہ بر سرِ قومے راندہ بود۔ و مقام خالی ماندہ۔ تنے چند مردانِ واقعہ دیدہ جنگ آزمودہ را بفرستادند۔ تا در شعب[5] جبل پنہاں شدند۔ شبانگاہے کہ دزداں باز آمدند سفر کردہ و غارت آوردہ سلاح از تن بکشادند۔ و رختِ غنیمت بنہادند۔ نخستین دشمنے کہ بر سرِ ایشاں تاخت آورد۔ خواب بود چنداں کہ پاسے از شب بگذشت۔ **شعر**

قرصِ خورشید در سیاہی شد　　　یونس اندر دہانِ ماہی شد

---

[1] آنے جانے کا راستہ [2] جائے پناہ [3] طرح [4] سلائی [5] گھاٹی۔

مردانِ دلاور از کمین گاہ بدر جستند۔ و دستِ یگان یگان بر کتف بستند۔ بامداداں بدرگاہِ ملک حاضر آوردند۔ ہمہ را بکشتن فرمود۔ اتفاقاً دراں میاں جوانے بود کہ میوۂ عنفوانِ[1] شبابش نو رسیدہ۔ و سبزۂ گلستانِ عذارش[2] نو دمیدہ۔ یکے از وزیراں پائے تختِ ملک رابوسہ داد۔ و روئے شفاعت بر زمین نہاد۔ و گفت ایں پسر ہنوز از باغِ زندگانی برنخوردہ است۔ و از ریعانِ جوانی تمتع نیافتہ۔ توقع بکرم و اخلاقِ خداوندی آنست کہ ببخشیدنِ خونِ او بر بندہ منت نہد۔ ملک روے ازیں سخن درہم آورد۔ و موافقِ رائے بلندش نیامد و گفت فرد

پرتوِ نیکاں نگیرد ہر کہ بنیادش بد است ۔ تربیتِ نااہل را چوں گردگاں بر گنبد است

نسل و بنیادِ ایناں منقطع کردن اولیٰ تر است کہ آتش کشتن و اخگر گذاشتن۔ و افعی کشتن و بچہ اش نگاہ داشتن کارِ خردمنداں نیست۔

قطعہ

ابر گر آبِ زندگی بارد ۔ ہرگز از شاخِ بید برنخوری
با فرومایہ روزگار مبر ۔ کز نئے بوریا شکر نخوری

وزیر ایں سخن بشنید۔ طوعاً[3] و کرہاً بپسندید و بر حسنِ رائے ملک آفریں خواند۔ و گفت۔ آنچہ خداوند دام ملکہٗ فرمود عینِ حقیقت است۔ و مسئلہ بے جواب کہ اگر در صحبتِ آں بداں تربیت یافتے طبیعت[4] ایشاں گرفتے۔ و یکے از ایشاں شدے۔ اما بندہ امیدوار است

۱ آغاز ابتدا۔ ۲ رخسار۔ ۳ خوشی۔ انوکھی ۴ سرشت۔ عادت۔

بصحبتِ صالحاں تربیت پذیرد و خوے خردمنداں گیرد۔ کہ ہنوز طفل است
و سیرتِ بغی و عنادِ آں قوم در نہادِ او متمکن نشدہ۔ و در حدیث است
"ہر زائیدہ زائیدہ می شود بطریقۂ اسلام و پدر و مادرش یہودی
می کنند۔ ادرا یا نصرانی یا مجوسی" قطعہ

پسرِ نوح با بداں بنشست خاندانِ نبوتش گم شد
سگِ اصحاب کہف روزے چند پےِ نیکاں گرفت مردم شد

ایں بگفت و طائفہ از ندمائے ملک با او بشفاعت یار شدند تا
ملک از سرِ آزارِ او درگذشت۔ و گفت۔ بخشیدم اگرچہ مصلحت ندیدم۔

رُباعی

دانی کہ چہ گفت زال با رستمِ گرد دشمن نتواں حقیر و بیچارہ شمرد
دیدیم بسے کہ آب سرچشمۂ خرد چوں بیشتر آمد شتر و بار ببرد

فی الجملہ پسر را بناز و نعمت بر آوردند۔ و استادِ ادیب را بہ
تربیت او نصب کردند۔ تا حُسنِ خطاب و ردِ جواب و آداب
خدمت ملوکش در آموختند۔ و در نظرِ ہمگناں پسند آمد۔ بارے وزیر
از شمائل او در حضرتِ سلطان شمۂ می گفت۔ کہ تربیت عاقلاں
در او اثر کردہ است۔ و جہلِ قدیم از جبلتِ او بدر بردہ۔ ملک را
ازیں سخن تبسم آمد و گفت۔ بیت

عاقبت گرگ زادہ گرگ شود گرچہ با آدمی بزرگ شود

لف: ناقرانی در زبان کہ مقرر کیا۔

سالی دو برین برآمد۔ طائفۂ اوباش محلت درو پیوستند و عقد موافقت بستند۔ تا بوقت فرصت وزیر را و هر دو پسرش را بکشت۔ و نعمت بے قیاس برداشت۔ و در مغارۂ دزدان بجاے پدر بنشست۔ و عاصی شد۔ ملک دست تحیر[۱] بدندان گرفت و گفت۔

قطعہ

شمشیر نیک ز آہن بد چون کند کسے؟　　ناکس بتربیت نشود اے حکیم[۲] کس
باران کہ در لطافت طبعش خلاف نیست　　در باغ لالہ روید و در شورہ بوم خس

قطعہ

زمین شورہ سنبل بر نیارد　　درو تخم عمل ضائع مگردان
نکوئی با بدان کردن چنانست　　کہ بد کردن بجاے نیک مردان

۵۔ **حکایت**۔ سرہنگ[۳] زادہ را دیدم بر در سرای اغلمش[۴] دیدم کہ عقل و کیاستے و فہم و فراستے زائد الوصف داشت۔ ہم از عہد خردی آثار بزرگی در ناصیۂ او پیدا۔ **بیت**

بالاے سرش ز ہوشمندی　　می تافت ستارۂ بلندی

فی الجملہ مقبول نظر سلطان آمد کہ جمال صورت و معنی داشت
و خردمندان گفتہ اند توانگری بدل است نہ بمال و بزرگی بعقل نہ بسال

---

۱ عاجزی و افسوس ۲ عالم ۳ دانشمند ۴ خوبی ۵ سردار و پیشرو لشکر و غیرہ
۶ بچپنے پہلوان ۷ نام بادشاہ۔

نہ بسال۔ ابنای جنس او بر منصب او حسد بردند و بخیانتی[ل] متہم کردند و در کشتن او سعی بیفائدہ نمودند مصرع دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست۔ ملک پرسید کہ موجب خصمی اینان در حق تو چیست گفت در سایۂ دولت خداوندی دام ملکہ ہمگنان را راضی کردم مگر حسود را کہ راضی نمی شود الا بزوال نعمت من و دولت اقبال خداوندی باقی باد۔

قطعہ

توانم آنکہ نیازارم اندرون کسی — حسود را چہ کنم کو ز خود برنج درست

بمیر تا برہی ای حسود کین رنجیست — کہ از مشقت او جز بمرگ نتوان رست

قطعہ

شوربختان بآرزو خواہند — مقبلان[ٹ] را زوال نعمت و جاہ

گر نبیند بروز شپرہ چشم — چشمۂ آفتاب را چہ گناہ؟

راست خواہی ہزار چشم چنان — کور بہتر کہ آفتاب سیاہ

حکایت۔ یکی را از ملوک عجم حکایت کنند کہ دست تطاول بمال رعیت دراز کردہ بود و جور و اذیت آغاز نہادہ۔ تا بجایی کہ خلق از مکاید ظلمش بجہان برفتند و از کربت[ت] جورش راہ غربت گرفتند۔ چون رعیت کم شد ارتفاع ولایت نقصان پذیرفت و خزینہ تہی ماند۔ و دشمنان طمع کردند و زور آوردند **قطعہ**

ہر کہ فریادرس روز مصیبت خواہد — گو در ایام سلامت بجوانمردی کوش

لہ گناہ ٹہ صاحبان اقبال تہ رنج و تنگی۔

بندهٔ حلقه بگوش ار ننوازی برود لطف کن لطف که بیگانه شود حلقه بگوش

باری در مجلس او کتاب شاهنامه می‌خواندند، در زوال مملکت ضحاک[1] و عهد فریدون، وزیر ملک را پرسید که هیچ توان دانستن که فریدون که گنج و حشم نداشت چگونه مملکت برو مقرر شد؟ گفت چنانکه شنیدی خلقی برو بتعصب گرد آمدند و تقویت کردند، پادشاهی یافت. گفت ای ملک چون گرد آمدن خلقی موجب پادشاهیست تو خلق را برای چه پریشان میکنی مگر سر پادشاهی کردن نداری. فرد

همان به که لشکر بجان پروری که سلطان به لشکر کند سروری

ملک گفت، موجب گرد آمدن سپاه و رعیت چه باشد؟ گفت پادشاه را کرم باید تا برو گرد آیند، و رحمت تا در پناه دولتش ایمن نشینند و ترا این هر دو نیست. مثنوی

نکند جور پیشه سلطانی که نیاید ز گرگ چوپانی

پادشاهی که طرح ظلم افکند پای دیوار ملک خویش بکند

ملک را پند وزیر ناصح موافق طبع نیامد، روی ازین سخن درهم کشید و بزندانش فرستاد. بسی بر نیامد که بنی عم سلطان بمنازعت برخاستند و بمقاومت لشکر آراستند و ملک پدر خواستند، قومی که از دست تطاول او بجان رسیده بودند و پریشان شده بر ایشان گرد آمدند و تقویت کردند تا ملک از تصرف این بدر

---

۱ - نام پادشاه [illegible]

رفت و بر آنان مقرر شد۔ قطعه

بادشاہے کو روا دارد ستم بر زیر دست دوستدارش روز سختی دشمن زور آور است
با رعیت صلح کن وز جنگ خصم ایمن نشیں زانکہ شاہنشاہ عادل را رعیت لشکر است

فرد

غم زیر دستاں بخور زینہار بترس از زبر دستی روزگار

۵۔ حکایت۔ بادشاہے با غلام عجمی در کشتی نشست، و غلام دیگر دریا ندیده بود و محنت کشتی نیازموده، گریه و زاری در نہاد، و لرزه بر اندامش افتاد، ملک را عیش ازو منغص بود، چاره ندانست، حکیمے دراں کشتی بود، ملک را گفت، اگر فرمان دہی من او را بطریقے خاموش گردانم، گفت غایت لطف و کرم باشد، بفرمود تا غلام را بدریا انداختند، چند نوبت غوطہ خورد، ازاں پس مویش گرفتند و پیش کشتی آوردند، بدو دست در سکانِ کشتی آویخت چوں برآمد بگوشہ نشست، و قرار یافت ملک را عجب آمد، پرسید کہ حکمت چہ بود؟ گفت از اول محنت غرق شدن ندیده بود و قدر سلامت کشتی نہ دانست، ہمچنیں قدر عافیت کسے داند کہ بمصیبتے گرفتار آید۔ قطعه

اے سیر ترا نان جویں خوش ننماید معشوق منست آنکہ بنزدیک تو زشت است
حوران بہشتی را دوزخ بود اعراف از دوزخیاں پرس کہ اعراف بہشت است

۶۔ حکایت۔ یکے از ملوک عجم رنجور بود در حالت پیری و امید

لہ [illegible] وبال کشتی سہ اعراف نام ایک مقام کا ہے جو دوزخ اور بہشت کے بیچ میں ہے ۱۲

زندگانی قطع کرده که[1] سوارے از در درآمد، و بشارت داد که فلاں قلعه را بدولت خداوند بکشادیم و دشمنان اسیر آمدند و سپاه و رعیت آن طرف بجملگی مطیع فرمان گشتند ملک نفسے سرد برآورد و گفت ایں مژده مرا نیست دشمنانم راست یعنی وارثان مملکت۔ قطعه

درین امید بسر شد دریغ عمر عزیز — که آنچه در دلم است از درم فراز آید
امید بسته برآمد ولے چه فائده زانکه — امید نیست که عمر گذشته باز آید

قطعه

کوس رحلت بکوفت دست اجل — اے دو چشمم وداع سر بکنید
اے کف دست و ساعد و بازو — همه تودیع یکدگر بکنید
برمن اوفتاده دشمن کام — آخر اے دوستاں گذر بکنید
روزگارم بشد به نادانی — من نکردم شما حذر بکنید

۹۔ حکایت۔ هرمز را گفتند از وزیران پدر چه خطا دیدی که بند فرمودی گفت گناہے معلوم نکردم۔ ولیکن به یقین دانستم که مهابت من در دل ایشان بیکران است و بر عهد من اعتماد کلی ندارند ترسیدم که از بیم گزند خویش آهنگ هلاک من کنند۔ پس قول حکما را کار بستم که گفته اند۔ قطعه

ازاں کز تو ترسد بترس اے حکیم — وگر با چنو صد برآئی بجنگ
ازاں مار بر پاے راعی زند — که ترسد سرش را بکوبد بسنگ

۱؎ ناگاه ۲؎ رخصت۔ پدرود کردن ۳؎ ختم ہوگئی ۴؎ خون ۵؎ قصد

نبینی که چون گربه عاجز شود   برآرد بچنگال چشم پلنگ

۱۰ حکایت - ببالین تربت یحیی پیغمبر علیہ السلام معتکف بودم در جامع دمشق که یکے از ملوک عرب - که به بے انصافی منسوب بود درآمد و نماز و دعا کرد و حاجت خواست -

بیت

درویش و غنی بنده این خاک درند   آنانکه غنی ترند محتاج ترند

آنگاه مرا گفت - از آنجا که همت درویشانست و صدق معامله ایشان توجه خاطری همراه من کنید - که از دشمنی صعب اندیشناکم گفتمش بر رعیت ضعیف رحمت کن تا از دشمن قوی زحمت نبینی -

قطعه

به بازوان توانا و قوت سر دست   خطاست پنجه مسکین ناتوان بشکست
نترسد آنکه بر افتادگان نبخشاید   که گر ز پای درآید کسش نگیرد دست
هر آنکه تخم بدی کشت و چشم نیکی داشت   دماغ بیهده پخت و خیال باطل بست
ز گوش پنبه برون آر و داد خلق بده
وگر تو می ندهی داد روز دادی هست

مثنوی

بنی آدم اعضای یکدیگرند   که در آفرینش ز یک جوهرند
چو عضوی بدرد آورد روزگار   دگر عضوها را نماند قرار

لہ لغزش ہی لکھا ہے -

تو کز محنت دیگران بی غمی نشاید که نامت نهند آدمی

۱۱۔ حکایت۔ درویشی مستجاب الدعوات[1] در بغداد پدید آمد حجاج بن یوسف را خبر کردند۔ بخواندش و گفت، دعای خیری بر من کن!
گفت خدایا جانش بستان! گفت از بہر خدا این چہ دعاست؟
گفت این دعای خیرست ترا و جملہ مسلمانان را۔ مثنوی

ای زبردست زیردست آزار گرم تا کی بماند این بازار؟
بچہ کار آیدت جہانداری مردنت بہ کہ مردم آزاری

۱۲۔ حکایت۔ یکی از ملوک بی انصاف پارسائی را پرسید کہ
کدام عبادت فاضل ترست؟ گفت ترا خواب نیم روز تا در آن
یک نفس خلق را نیازاری۔ قطعہ

ظالمی را خفتہ دیدم نیم روز گفتم این فتنہ است خوابش بردہ بہ
وانکہ خوابش بہتر از بیداریست آن چنان بد زندگانی مردہ بہ

۱۳۔ حکایت۔ یکی را از ملوک شنیدم کہ شبی در عشرت روز
کردہ بود و در پایان مستی می گفت، بیت

ما را بجہان خوشتر ازین یک دم نیست کز نیک و بد اندیشہ و از کس غم نیست

درویشی برہنہ بسرما خفتہ بود گفت۔

بیت

ای آنکہ باقبال تو در عالم نیست گیرم کہ غمت نیست غم ما ہم نیست

[1] جس کی دعا اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں مقبول ہو۔ حجاج بن یوسف ایک بڑا ظالم حاکم تھا ۱۲

ملک را خوش آمد، صره[1] هزار دینار از روزن بیرون کرد، و گفت دامن بدار اے درویش، گفت، دامن از کجا آرم؟ که جامہ ندارم۔ ملک را بر ضعف حال او رحمت زیادت شد۔ و خلعتے[2] بر آں مزید کرد و پیش درویش فرستاد۔ درویش آں نقد و جنس را باندک مدت بخورد و پریشان کرد و باز آمد۔

بیت

قرار در کف آزادگاں نگیرد مال ‏ ‏ ‏ ‏ نہ صبر در دل عاشق نہ آب در غربال

در حالتے کہ ملک را پروائے او نبود۔ حال بگفتند۔ بہم برآمد[3] و روئے ازو درہم کشید۔ و ازینجا گفتہ اند اصحاب فطنت و خبرت کہ از حدت[4] و صولت[5] پادشاہاں برحذر باید بودن۔ کہ غالب ہمت ایشاں بمعظمات امور مملکت متعلق باشد و تحمل ازدحام عوام نکنند۔

مثنوی

حرامش بود نعمت پادشاہ ‏ ‏ ‏ ‏ کہ ہنگام فرصت ندارد نگاہ

مجال سخن تا نبینی ز پیش ‏ ‏ ‏ ‏ بہ بیہودہ گفتن مبر قدر خویش

گفت۔ ایں گدائے شوخ مبذر[6] را کہ چندیں نعمت باندک مدت برانداخت برانید کہ خزینۂ بیت المال لقمۂ مساکین است نہ طعمۂ اخوان الشیاطین۔ بیت

ابلہے کو روز روشن شمع کافوری نہد ‏ ‏ ‏ ‏ زود بینی کش بشب روغن نباشد در چراغ

---

۱ ہمیانی جس میں روپیہ رکھا جاتا ہے ۲ خلعت ۳ غصہ ہوا ۴ تیزی ۵ دبدبہ ۶ فضول خرچ۔

یکے از وزرائے ناصح گفت، اے خداوند مصلحت آں می بینم کہ چناں کساں را وجہ کفاف بتفاریق مجری دارند تا در نفقہ اسراف نہ کنند اما آنچہ فرمودی از زجر و منع مناسب ارباب ہمت نیست۔ یکے را بلطف امیدوار گردانیدن و باز بنومیدی خستہ کردن۔ بیت

بروے خود در طماع باز نتواں کرد چو باز شد۔ بدرشتی فراز نتواں کرد

قطعہ

کس نہ بیند کہ تشنگانِ حجاز بر لب آب شور گرد آیند
ہر کجا چشمۂ بود شیریں مردم و مرغ و مور گرد آیند

۱۴۔ حکایت۔ یکے از پادشاہان پیشیں در رعایت مملکت سستی کردے و لشکر بسختی داشتے۔ لاجرم دشمنے صعب روے نمود ہمہ پشت بدادند۔

مثنوی

چو دارند گنج از سپاہی دریغ دریغ آیدش دست بردن بتیغ
چہ مردی کند در صف کارزار کہ دستش تہی باشد و کار زار

یکے از آناں کہ غدر کردند با من دوستی بود، ملامت کردم و گفتم دونست و بے سپاس و سفلہ و ناحق شناس کہ باندک تغیر حال از مخدوم قدیم برگردد۔ و حقوق نعمت سالیاں در نوردد۔ گفت اگر بکرم معذور داری۔ شاید کہ اسپم بے جو بود، و نمد زینم بگرو سلطان کہ بزر با سپاہی بخیلی کند با او بسر جوانمردی نتواں کرد۔

۱ے ٹوٹ ۲ے بھاگ گئے ۳ے زار ضعیف، خوار

بیت

زر بدہ مرد سپاہی را تا سر بنہد　　　　وگرش زر ندہی سر بنہد در عالم

۱۵ - حکایت - یکے از وزرا معزول شدہ بحلقۂ درویشاں در آمد و برکت صحبت ایشاں در وے سرایت[۱] کرد و جمعیت خاطرش دست داد ملک بار دگر با وے دل خوش کرد و عمل فرمود ۔ قبولش نیامد و گفت معزولی بہ کہ مشغولی

آنانکہ بکنج عافیت بنشستند　　　　دندان سگ و دہان مردم بستند
کاغذ بدریدند و قلم بشکستند　　　　وز دست و زبان حرف گیران رستند

ملک گفت - ہر آئینہ ما را خردمندی کافی باید کہ تدبیر مملکت را شاید گفت نشان خردمند کافی آنست کہ بچنیں کارہا تن در ندہد

بیت

ہمای بر ہمہ مرغان از آن شرف دارد　　　　کہ استخوان خورد و جانورے نیازارد

۱۶ - مثل سیاہ گوش را گفتند - ترا ملازمت شیر بچہ وجہ اختیار افتاد؟ گفت تا فضلۂ صیدش میخورم و از شر دشمنان در پناہ صولتش زندگانی می کنم ، گفتندش اکنون کہ بظل حمایتش درآمدی و بشکر نعمتش اعتراف کردی - چرا نزدیک تر نیائی تا بحلقۂ خاصانت در آرد و از بندگان مخلصت شمارد گفت - از بطش[۲] ہمچناں ایمن نیستم۔

---

۱ اثر کرد ۔ ۲ بطش پکڑنا - تمام ۱۲ ۔

بیت

اگر صد سال گبر آتش فروزد ... اگر یک دم در او افتد بسوزد

افتد که ندیم حضرت سلطان را زر بیاید و باشد که سر برود و حکما
گفته‌اند از تلون طبع پادشاهان بر حذر باید بودن که وقتی بسلامی
برنجند و دیگر وقت بدشنامی خلعت دهند و گفته‌اند ظرافت بسیار
هنر ندیمان است و عیب حکیمان ۔ بیت

تو بر سر قدر خویشتن باش و وقار ... بازی و ظرافت به ندیمان بگذار

حکایت یکی از رفیقان شکایت روزگار نامساعد بنزد
من آورد که کفاف اندک دارم و عیال بسیار و طاقت بار فاقه نمی
آرم و بارها در دلم آمد که باقلیمی دیگر نقل کنم تا در هر آن صورت که
زندگانی کرده شود کسی را بر نیک و بد من اطلاع نباشد ۔ بیت

بس گرسنه خفت و کس ندانست که کیست ... بس جان بلب آمد که بر او کس نگریست

باز از شماتت اعدا براندیشم که بطعنه در قفای من بخندند و سعی
مرا در حق عیال بر عدم مروت حمل کنند و گویند قطعه

مبین آن بی‌حمیت را که هرگز ... نخواهد دید روی نیکبختی
که آسانی گزیند خویشتن را ... زن و فرزند بگذارد بسختی

و در علم محاسبت چنانکه معلوم است چیزی دانم اگر بجاه شما
شغلی معین شود که موجب جمعیت خاطر باشد بقیت عمر از عهده

نیکبختی [illegible]

بحکم آن بیرون آمدن نتوانم گفتم عمل پادشاه ای برادر دو طرف دارد، امید نان و بیم جان، و خلاف رای خردمندان باشد بدین امید در آن بیم افتادن - بیت

کس نیاید بخانهٔ درویش   که خراج زمین و باغ بده!
یا بتشویش و غصه راضی شو   یا جگربند پیش زاغ بنه

گفت این موافق حال من نگفتی، و جواب سوال من نیاوردی نشنیده که هر که خیانت ورزد دستش از حساب بلرزد - بیت

راستی موجب رضای خداست   کس ندیدم که گم شد از ره راست

حکما گویند که چهار کس از چهار کس بجان برنجند - حرامی از سلطان و دزد از پاسبان و فاسق از غماز و روسپی از محتسب آنرا که حساب پاکست از محاسبه چه باک!

قطعه

مکن فراخ روی در عمل اگر خواهی   که وقت رفع تو باشد مجال دشمن تنگ
تو پاک باش و مدار ای برادر از کس باک   زنند جامهٔ ناپاک گازران بر سنگ

گفتم حکایت آن روباه مناسب حال تست که دیدندش گریزان و بیخویشتن افتان و خیزان کسی گفتش چه آفت است که موجب مخافت است گفت شنیده ام که شتر را بسخره میگیرند - گفت ای سفیه شتر را با تو چه مناسبت ست؟ و ترا باو چه مشابهت؟ گفت - خاموش که اگر حسودان

۱ه نه مردی گوید خواه از عیب جو ... زبان ناحفته و ... در ... [illegible]
... نادان -

ببعض گویند که این هم بچه شیر است و گرفتار آییم کرا غم تخلیص من دارد که تا تفتیش حال من کنند، تا تریاق از عراق آورده شود مار گزیده مرده شود، ترا همچنین فضل است و دیانت و تقوی و امانت، ولیکن متعنتان[1] در کمین اند و مدعیان گوشه نشین اگر آنچه حسن سیرت تست بخلاف آن تقریر کنند و در معرض خطاب پادشاه آیی در آن حالت کرا مجال مقالت باشد، پس مصلحت آن می بینم که ملک قناعت را حراست کنی۔ و ترک ریاست گوئی۔

بیت

بدریا در منافع بے شمار است ۔۔۔ اگر خواہی سلامت بر کنار است

رفیق این سخن بشنید و بهم برآمد۔ و روئے از حکایت من درهم کشید۔ سخن رنجش آمیز گفتن گرفت که این چه عقل و کفایت است، و فهم و درایت؟ قول حکما درست آمد که گفته اند۔ دوستان بزندان بکار آیند که بر سفره[2] همه دشمنان دوست نمایند۔ **قطعه**

دوست مشمار آنکه در نعمت زند ۔۔۔ لاف یاری و برادر خواندگی[3]

دوست آن دانم که گیرد دست دوست ۔۔۔ در پریشان حالی و درماندگی

دیدم که متغیر می شود۔ و نصیحت من بغرض می شنود۔ نزدیک صاحب دیوان[4] رفتم با سابقه معرفتی که در میان ما بود و صورت حالش بگفتم و اهلیت و استحقاقش بیان کردم تا بکار مختصرش نصب کردند چندے برین برآمد لطف طبعش را بدیدند۔ و حسن تدبیرش را بپسندیدند۔ کارش

---

۱ متعنتان: عیب جو ۲ سفره: دری۔ دسترخوان ۳ دنوا سے ۴ منہ بولا بھائی ۵ کچہری۔ دفتر مراد منا کر۔

ازان درگذشت و بمرتبهٔ بالاتر ازان متمکن شد همچنان نجم سعادتش در ترقی بود تا باوج ارادت برسید و مقرب حضرت سلطان و معتمد علیه گشت. بر سلامت حالش شادمانی کردم و گفتم. بیت

ز کار بسته میندیش و دل شکسته مدار — که آب چشمهٔ حیوان درون تاریکیست

دیگر

منشین ترش از گردش ایام که صبر — تلخ است ولیکن بر شیرین دارد

در آن قربت مرا با طایفهٔ یاران اتفاق سفر افتاد چون از زیارت مکه باز آمدم دو منزلم استقبال کرد ظاهر حالش دیدم پریشان و در هیئت درویشان گفتم چه حالت است گفت آنچنانکه تو گفتی طایفهٔ حسد بردند و بخیانتم منسوب کردند و ملک دام ملکه در کشف حقیقت آن استقصا نفرمود و یاران قدیم و دوستان حمیم از کلمهٔ حق خاموش شدند و صحبت دیرین فراموش کردند. قطعه

نبینی که پیش خداوند جاه — ستایش کنان دست بر بر نهند
اگر روزگارش درآرد ز پای — همه عالمش پای بر سر نهند

فی الجمله بانواع عقوبت گرفتار شدم تا درین هفته که مژدهٔ سلامت حجاج برسید از بند گرانم خلاص کرد و ملک موروثم خاص. گفتم در آن نوبت اشارت من قبولت نیامد که گفتم عمل پادشاه چون سفر دریاست خطرناک و سودمند یا گنج برگیری یا در طلسم بمیری۔

۱ـه تحقیق ـ توجہ کرنا ۲ـه سینہ پر ہاتھ رکھنا بعض جگہ تعظیم کیلئے معمول ہے ۳ـه ظاہر کیا

بیت

یا زر بهر دو دست کند خواجه در کنار　　یا موج روزی افکندش مرده بر کنار

مصلحت ندیدم ازین بیش ریش درویش را بملامت خراشیدن و نمک بر جراحت پاشیدن بدین کلمه اختصار کردم قطعه

ندانستی که بینی بند بر پای　　چو در گوشت نیامد پند مردم
دگر ره چون نداری طاقت نیش　　مکن انگشت در سوراخ کژدم

۱۸ - حکایت - ملک‌زاده گنج فراوان از پدر میراث یافت دست کرم بگشاد و داد سخاوت بداد و نعمت بیدریغ بر سپاه و رعیت بریخت -

قطعه

نیاساید مشام از طبلهٔ[1] عود　　بر آتش نه که چون عنبر[2] ببوید
بزرگی بایدت بخشندگی کن　　که دانه تا نیفشانی نروید

یکی از جلسای بی‌تدبیر نصیحتش آغاز کرد که ملوک پیشین مر این نعمت را بسعی اندوخته‌اند و برای مصلحتی نهاده - دست ازین حرکت کوتاه کن که واقعه‌ها در پیش است و دشمنان از پس نباید که وقت حاجت درمانی قطعه

اگر گنجی کنی بر عامیان بخش　　رسد هر کدخدائی را برنجی
چرا نستانی از هر یک جوی سیم　　که گرد آید ترا هر روز گنجی

ملک‌زاده روی ازین سخن درهم آورد و موافق طبعش نیامد و مر او را

---

۱ طبله [illegible] صندوقچه [illegible] خوشبو [illegible] سیاه [illegible]
خوشبو دار [illegible]

زجر فرمود۔ و گفت۔ خداوند تعالےٰ مرا مالک این مملکت گردانیده است تا بخورم و ببخشم۔ نه پاسبان که نگهدارم۔

بیت

قارون ہلاک شد که چہل خانه گنج داشت ‏ نوشیروان نمرد که نام نکو گذاشت

۱۹۔ حکایت۔ آورده اند که نوشیروان عادل را در شکارگاهے صیدے کباب میکردند و نمک نبود۔ غلامے را بروستا[1] دوانیدند۔ تا نمک آرد۔ نوشیروان گفت۔ نمک بقیمت بستان تا رسمے نگردد۔ و ده خراب نشود۔ گفتند ازیں قدر چه خلل زاید؟ گفت بنیاد ظلم اندر جہان اول اندکے بوده است۔ و ہر کس که آمد برآں مزید کرد تا بدیں غایت رسید۔

قطعه

اگر ز باغ رعیت ملک خورد سیبے ‏ برآورند غلامان او درخت از بیخ
به پنج بیضه که سلطان ستم روا دارد ‏ زنند لشکریانش هزار مرغ بسیخ

باب دوم در اخلاق درویشاں

۱۔ حکایت۔ یکے از بزرگان گفت پارسائے را چه گوئی در حق فلاں عابد که دیگراں در حق وے بطعنه سخنہا گفته اند گفت بر ظاہرش عیب نمی بینم و در باطنش غیب نمی دانم۔

---

[1] روستا۔ گاؤں

قطعه

هر کرا جامه پارسا بینی پارسا دان و نیک مرد انگار
ور ندانی که در نهانش چیست محتسب را درون خانه چه کار

۳- حکایت - درویشی را دیدم که سر بر آستان کعبه همی مالید و می‌نالید و می‌گفت که یا غفور یا رحیم تو دانی که از ظلوم و جهول چه آید

قطعه

عذر تقصیر خدمت آوردم که ندارم بطاعت استظهار
عاصیان از گناه توبه کنند عارفان از عبادت استغفار

عابدان جزای طاعت خواهند و بازرگانان بهای بضاعت من
بنده امید آورده‌ام نه طاعت بدریوزه آمده‌ام نه بتجارت فقره
بکن با من آنچه تو را سزاوار آنی و آن کرم در خور است بیت
گر کشی ور جرم بخشی روی و سر بر آستانم بنده را فرمان نباشد هرچه فرمائی برآنم

قطعه

بر در کعبه سائلی دیدم که همی گفت و می‌گرستی خوش
من نگویم که طاعتم بپذیر قلم عفو بر گناهم کش

قطعه

خلق در مکتب خداست از همه شی باشد صالحان خورده گیرند که بازرگانیم
گر کسی را غلبه‌ست و امیدی دارد ما گدائیم درین ملک نه بازرگانیم

۱ـ عنایت نگار، بغایت نادان، گدائی

۳- حکایت- دزدی بخانۂ پارسائی درآمد چندانکه طلب کرد چیزی نیافت دل تنگ شد پارسا را خبر شد گلیمی که بران خفته بود در راہِ دزد انداخت تا محروم نشود- قطعه

شنیدم که مردانِ راہ خدا | دل دشمنان را نکردند تنگ
ترا کی میسر شود این مقام | که با دوستانت خلافست و جنگ

مودتِ اہل صفا چه در روی و چه در قفا نه چنان کز پست عیب گیرند و پیشت میرند- نظم

در برابر چو گوسفند سلیم | در قفا همچو گرگ مردم خوار
هر که عیب دگران پیش تو آورد و شمرد | بیگمان عیب تو پیش دگران خواهد برد

۴- حکایت- تنی چند از روندگان متفق سیاحت بودند و شریک رنج و راحت خواستم که مرافقت[1] کنم موافقت نکردند گفتم این از کرم اخلاق بزرگان بدیع است- روی از مصاحبت درویشان برتافتن- و فایده دریغ داشتن که من در نفس خویش این قدرت و سرعت می‌شناسم که در خدمت مردان یار شاطر باشم نه بار خاطر-

یکی از آن میان گفت ازین سخن که شنیدی دل تنگ مدار که درین روزها دزدی بصورت درویشان برآمده بود- خود را در سلک صحبت ما منتظم کرده

---

[1] مرافقت ... [illegible]

شعر

چہ داند مردم کہ در جامہ کیست ... نویسندہ داند کہ در نامہ چیست

از آنجا کہ سلامت حالِ درویشان ست۔ گمانِ فضولش نبردند و بیاری قبولش کردند۔

مثنوی

صورتِ حالِ عارفاں دلق ست ... ایں قدر بس چو روے در خلق ست
در عمل کوش و ہر چہ خواہی پوش ... تاج بر سر نہ و علم بر دوش
در قزاگند مرد باید بود ... بر مخنث سلاحِ جنگ چہ سود

روزے تا بشب رفتہ بودیم۔ و شبانگہ در پاے حصارے خفتہ کہ دزدِ بے توفیق ابریقِ رفیق برداشت کہ بطہارت میروم و بغارت میرفت۔ فرد

پارسا بیں کہ خرقہ در بر کرد ... جامۂ کعبہ را جُلِ خر کرد

چندانکہ از نظرِ درویشاں غائب شد۔ ببرجے بر رفت و درجے بدزدید۔ تا روز روشن شد۔ آں تاریک دل مبلغے راہ رفتہ بود۔ و رفیقانِ بے گناہ خفتہ۔ بامداداں ہمہ را بقلعہ در آوردند۔ و بزدند و بزنداں کردند۔ ازاں تاریخ ترکِ صحبت گفتیم و طریقِ عزلت گرفتیم کہ سلامتی در تنہائی ست۔ قطعہ

چو از قومے یکے بیدانشی کرد ... نہ کہ را منزلت ماند نہ مہ را

لہ گدڑی لہ جبہ جو لڑائی میں پہنا جاتا ہے لہ چہ کہ چھوٹا لہ بزرگ بڑا

نبینی که گاوی در علفزار[1] بیالاید همه گاوان ده را

گفتم سپاس و منت خدای عز و جل را که از فوائد درویشان محروم نماندم. اگرچه بصورت از صحبت جدا افتادم بدین حکایت که گفتی مستفید گشتم و امثال مرا همه عمر این نصیحت بکار آید. **مثنوی**

بیک ناتراشیده[2] در مجلسی برنجد دل هوشمندان بسی

اگر برکه[3] پر کنند از گلاب سگی در وی افتد شود منجلاب

۵۔ حکایت۔ در جامع بعلبک وقتی کلمهٔ همی گفتم بطریق وعظ با جماعتی افسرده دل مرده راه از عالم صورت بعالم معنی نبرده۔ دیدم که نفسم در نمی گیرد۔ و آتشم در هیزم تر اثر نمی کند۔ دریغ آمدم تربیت ستوران[4]۔ و آئینه در محلت کوران۔ ولیکن در معنی باز بود۔ و سلسلهٔ سخن دراز در معنی این آیت که "ما نزدیک تریم بسوی آدمی از رگ گردن" سخن بجائی رسانیده بودم که می گفتم۔ **قطعه**

دوست نزدیک تر از من بمن است وین عجب تر که من از وی دورم

چه کنم با که توان گفت که او در کنار من و من مهجورم

من از شراب این سخن مست بودم۔ و فضالهٔ[5] قدح در دست۔ که رونده بر کنار مجلس گذر کرد۔ و دور آخر در وی اثر۔ نعره بزد که دیگران بموافقت وی در خروش آمدند و خامان مجلس در جوش گفتم سبحان الله

دوران باخبر در حضور۔ و نزدیکان بے بصر دور۔

---

۱ چراگاه ۲ بے ادب - بے تمیز ۳ حوض یا [illegible] ۴ چارپایے مثلاً اونٹ گھوڑا گدھا ۵ پس مانده

قطعه

فهم سخن چوں نکند مستمع قوتِ طبع از متکلم مجوے
فسحتِ میدانِ ارادت بیار تا بزند مردِ سخن گوے گوے

باب سوم در فضیلت قناعت

۱۔ حکایت۔ خواہندۂ مغربی در صفِ بزازانِ حلب میگفت اے خداوندانِ نعمت اگر شمارا انصاف بودے و مارا قناعت رسمِ سوال از جہاں برخاستے۔ قطعه

اے قناعت توانگرم گرداں کہ ورائے تو ہیچ نعمت نیست
کنج صبر اختیار لقمان ست ہر کرا صبر نیست حکمت نیست

۲۔ حکایت۔ دو امیرزادہ در مصر بودند یکے علم آموخت و دیگر مال اندوخت عاقبت الامر آں علامہ گشت و آں دیگر عزیز مصر شد۔ پس ایں توانگر بچشم حقارت در فقیہ نظر کردے و گفتے من بسلطنت رسیدم و ایں ہمچناں در مسکنت بماند گفت اے برادر شکر نعمت باری عز اسمہ ہمچناں بر من افزوں تر است کہ میراث پیغمبراں یافتم یعنی علم و ترا میراث فرعون و ہامان رسیدہ یعنی ملک مصر۔

مثنوی

من آں مورم کہ در پایم بمالند[۱] نہ زنبورم کہ از نیشم بنالند

۱۔ اظہار کشادگی۔

کجا خود شکر این نعمت گزارم که زور مردم آزاری ندارم

۳۔ حکایت۔ درویشی را شنیدم که در آتش فاقه می‌سوخت و خرقه بخرقه میدوخت و تسکین خاطر خود را میگفت شعر

بنان خشک قناعت کنیم و جامهٔ دلق که رنج محنت خود به که بار منت خلق

کسی گفتش چه نشینی که فلان درین شهر طبعی کریم دارد و کرمی عمیم میان بخدمت آزادگان بسته و بر در دلها نشسته اگر بر صورت حالت چنانکه هست وقوف یابد پاس خاطر عزیزان داشتن منت دارد و غنیمت شمارد گفت خاموش که در پستی مردن به که حاجت پیش کسی بردن۔

قطعه

هم رقعه دوختن به و الزام کنج صبر کز بهر جامه رقعه بر خواجگان نبشت
حقا که با عقوبت دوزخ برابر است رفتن بپای مردی همسایه در بهشت

۴۔ حکایت۔ رنجوری را گفتند دلت چه میخواهد گفت آنکه دلم چیزی نخواهد شعر

معده چو پر گشت و شکم درد خاست سود ندارد همه اسباب راست

۵۔ حکایت۔ بازرگانی را دیدم که صد و پنجاه شتر بار داشت و چهل بنده و خدمتگار شبی در جزیرهٔ کیش مرا بحجرهٔ خویش برد و همه شب نیارمید از سخنهای پریشان گفتن که فلان انبارم بترکستان است و فلان بضاعت بهندوستان و این قبالهٔ فلان زمین است و

۱ مکر ۲ فیض ۳ فقر و فاقہ ۴ اپنے اوپر لازم کر لینا ۵ شریک رہنا۔

فلاں چیز را فلاں کس ضمین[1] است۔ و گاہ گفتے کہ خاطر اسکندریہ دارم کہ ہوایش خوش است۔ باز گفتے نہ کہ دریائے مغرب مشوش است۔ سعدیا سفرے دیگر در پیش است۔ اگر آں کردہ شود بقیت عمر خویش بگوشۂ بنشینم و قناعت کنم۔ گفتم آں کدام سفر است گفت گوگرد پارسی خواہم بردن بچیں کہ شنیدم قیمتے عظیم دارد۔ و از آنجا کاسۂ چینی بروم آرم۔ و دیبائے رومی بہند۔ و پولاد ہندی بحلب۔ و آبگینۂ حلبی بہ یمن۔ و برد یمانی بپارس۔ و ازاں پس ترک سفر کنم۔ و بہ دکانے بنشینم۔ انصاف ازیں ماخولیا چنداں فرو گفت کہ بیش طاقت گفتنش نماند گفت اے سعدی تو ہم سخنے بگوے از انہا کہ دیدہ و شنیدہ گفتم۔

قطعہ

آں شنیدستی کہ در صحرائے غور بار سالارے بیفتاد از ستور
گفت چشم تنگ دنیا دار را یا قناعت پر کند یا خاک گور

۵۔ حکایت۔ مالدارے را شنیدم کہ بہ بخل اندر چناں معروف بود کہ حاتم طائی بکرم۔ ظاہر حالش نعمت دنیا آراستہ۔ و خست نفس جبلی ہمچناں در وے متمکن۔ تا بجائے رسید کہ نانے از دست بجانے ندادے۔ و گربۂ ابوہریرہ را بلقمۂ ننواختے۔ و سگ اصحاب کہف را استخوانے نینداختے۔ فی الجملہ خانۂ او را کس ندیدے در کشادہ و سفرۂ او را سر

---

[1] ضامن۔

بیت

درویش بجز بوے طعامش نشنیدے ۔۔۔ مرغ از پسِ نان خوردنِ او ریزہ نچیدے

شنیدم کہ بدریاے مغرب راہِ مصر پیش گرفتہ بود و خیال فرعونی در سر باوے مخالف کشتی برآمد چنانکہ گویند۔ فرد

با طبع ملولت چہ کند دل کہ نسازد ۔۔۔ شرطہ[1] ہمہ وقتے نبود لائق کشتی

دست بدعا برآورد۔ و فریاد بیفائدہ[2] خواندن گرفت۔ شعر

دستِ تضرع چہ سود بندہ محتاج را ۔۔۔ وقت دعا بر خدا وقت کرم در بغل

قطعہ

از زر و سیم راحتے برساں ۔۔۔ خویشتن ہم تمتعے برگیر

وانکہ ایں خانہ از تو خواہد ماند ۔۔۔ خشتے از سیم و خشتے از زر گیر

آوردہ اند کہ در مصر اقارب درویش داشت۔ بعد از ہلاک وے ببقیت مال او توانگر شدند۔ جامہاے کہن بمرگ او بدریدند۔ و خز[3] و دمیاطی[4] بعوض آں بریدند۔ ہم در آں ہفتہ یکے را دیدم از ایشاں برباد پاے سوار رواں۔ و غلام پری پیکر در پے او دواں۔ قطعہ

وہ کہ گر مردہ باز گردیدے ۔۔۔ بمیانِ قبیلہ و پیوند

ردِّ میراث سخت تر بودے ۔۔۔ وارثاں را ز مرگ خویشاوند

بسابقۂ معرفتیکہ درمیانِ ما بود آستینش گرفتم و گفتم بیت۔

بخور اے نیک سیرت سرہ[5] مرد ۔۔۔ کاں فرومایہ گرد کرد و نخورد

---

[1] موافق ہوا [2] فائدہ [3] ایک قسم کا ریشمی کپڑا [4] ایک قسم کا عمدہ کپڑا جو دمیاط کا، مصر میں تیار کیا جاتا ہے [5] نفیس واسطے دیے خوب و پاکیزہ۔

باب چہارم در فوائد خاموشی

۱۔ حکایت۔ یکے را از دوستان گفتم امتناع سخن گفتنم بعلت آں اختیار آمدہ است کہ غالب اوقات در سخن نیک و بد اتفاق افتد و دیدۂ دشمناں جز بر بدی نمی آید۔ گفت اے برادر دشمن آں بہ کہ نیکی نہ بیند۔ بیت۔

ہنر بچشم عداوت بزرگتر عیبے ست | گل است سعدی و در چشم دشمناں خار است

بیت

نور گیتی فروز چشمۂ ہور[1] | زشت باشد بچشم موشک کور[2]

۲۔ حکایت۔ بازرگانے را ہزار دینار خسارت افتاد پسر را گفت نباید کہ با کسے ایں سخن در میاں نہی گفت۔ اے پدر فرمان تراست نگویم ولیکن باید کہ مرا بر فائدہ ایں مطلع گردانی کہ مصلحت در نہاں داشتن چیست؟ گفت تا مصیبت دو نشود۔ یکے نقصان مایہ و دیگر شماتت ہمسایہ۔ بیت۔

مگو اندُہ خویش با دشمناں | کہ "لاحول"[3] گویند شادی کناں

۳۔ حکایت۔ جوانے خردمند از فنون فضائل حظے وافر داشت وطبعے نافر چندانکہ در محافل دانشمنداں نشستے زبان سخن ببستے

[1] ہور = آفتاب [2] چھچھوندر [3] مراد از کلمہ "لاحول ولا قوۃ الا باللہ" جو امور قبیح کے وقوع پر کہا جاتا ہے۔

بارے پدرش گفت۔ اے پسر تو نیز آنچہ دانی بگوئی؟ گفت ترسم کہ از
آنچہ ندانم بپرسند و شرمساری برم۔ قطعہ

آں شنیدی کہ صوفئے میکوفت — زیر نعلین خویش میخے چند
آستینش گرفت سرہنگے — کہ بیا۔ نعل بر ستورم بند

فرد

نگفتہ ندارد کسے با تو کار — ولیکن چو گفتی دلیلش بیار

۴۔ حکایت جالینوس ابلہے را دید دست در گریبان دانشمندے
زدہ بود و بے حرمتی ہمی کرد گفت اگر ایں دانا بودے کار او بنادان
بدینجا نرسیدے۔ مثنوی

دو عاقل را نباشد کین و پیکار — نہ دانائے ستیزد با سبکسار
اگر نادان بوحشت سخت گوید — خردمندش بنرمی دل بجوید
دو صاحبدل نگہدارند موئے — ہمیدون سرکش و آزرم جوئے
وگر ہر دو جانب جاہلانند — اگر زنجیر باشد بگسلانند
یکے را زشت خوئے داد دشنام — تحمل کرد و گفت اے نیک فرجام
بترزانم کہ خواہی گفت "آنی" — کہ دانم عیب من چوں من ندانی

۵۔ حکایت۔ سحبان وائل را در فصاحت بے نظیر نہادہ اند
بحکم آنکہ سالے بر سر جمع سخن گفتے کہ لفظے مکرر نکردے وا گر ہماں
اتفاق افتادے بعبارت دیگر بگفتے و از جملہ آداب ندمائے حضرت
ملوک یکے این ست۔

مثنوی

سخن گرچہ دلبند و شیریں بود　　سزاوار تصدیق و تحسین بود
چو یکبار گفتی مگو باز پس　　کہ حلوا چو یکبار خوردند بس

حکایت ۔ یکے را از حکما شنیدم کہ میگفت ہرگز کسے بجہل خود اقرار نکردہ است مگر آنکس کہ چون دیگرے در سخن باشد ہمچنان تمام ناگفتہ سخن آغاز کند **مثنوی**

سخن را سرست اے خردمند و بن　　میاور سخن در میان سخن
خداوند تدبیر و فرہنگ و ہوش　　نگوید سخن تا نبیند خموش

حکایت تنے چند از بندگان محمود گفتند حسن میمندی را کہ سلطان امروز چہ گفت ترا در فلان مصلحت گفت بر شما ہم پوشیدہ نماند گفتند آنچہ با تو گوید با مثال ما گفتن روا ندارد گفت باعتماد آنکہ داند کہ نگویم پس چرا ہمی پرسید **بیت**

نہ ہر سخن کہ برآید بگوید اہل شناخت　　بسر شاہ سر خویشتن نشاید باخت

حکایت ۔ در عقد بیع سرائے متردد بودم جہودے گفت بخر کہ من از کدخدایان این محلتم وصف این خانہ چنانکہ ہست از من پرس ہیچ عیبے ندارد گفتم بجز آنکہ تو ہمسایۂ من باشی **قطعہ**

خانۂ را کہ چون تو ہمسایہ است　　دہ درم سیم کم عیار ارزد
لیکن امیدوار باید بود　　کہ پس از مرگ تو ہزار ارزد

حکایت یکے از شعرا پیش امیر دزدان رفت و ثنا گفت ۔ فرمود تا جامہ اش

برکنند و از ده بدر کنند مسکین برهنه بسرما می رفت سگان در قفائے وے افتادند خواست تا سنگے بردارد و سگان را دفع کند زمین یخ بسته بود عاجز شد گفت اینچه حرامزاده مردمانند سگان را گشاده اند و سنگ را بسته امیر دزدان از غرفه بدید بشنید و بخندید و گفت اے حکیم[1] از من چیزے بخواه گفت جامۂ خود میخواہم اگر انعام فرمائی بیت

امیدوار بود آدمی بخیر کسان   مرا بخیر تو امید نیست بد مرسان

سالار دزدان را برو رحمت آمد جامۂ او باز داد و قباے پوستینی بران مزید کرد و درمے چند

باب ششم در ضعف پیری

حکایت۔ مہمان پیرے بودم در دیار بکر که مال فراوان داشت و فرزندے خوبروئے شبے حکایت کرد که مرا در عمر خویش بجز این فرزند نبوده است درختے درین وادی زیارتگاه است که مردمان بحاجت خواستن آنجا روند و شبہائے دراز در پائے آن درخت بخدا نالیده ام تا مرا این فرزند بخشیده است شنیدم که پسر با رفیقان آهسته میگفت چه بودے اگر من آن درخت را بدانستمے که کجاست تا دعا کردمے که پدرم بمردے۔

حکمت: خواجه شادی کنان که فرزندم عاقلست و پسر طعنه زنان که پدرم فرتوت است۔

---

[1] بڈھا آدمی جو کہ باعقل ہو۔

قطعہ

سالہا بر تو بگذرد کہ گذار | نکنی سوئے تربت پدرت
تو بجائے پدر چہ کردی خیر | تا ہماں چشم داری از پسرت

حکایت ۔ روزے بغرورِ جوانی سخت راندہ بودم و شبانگہ بپائے گریوہ سست ماندہ پیر مردے ضعیف از پسِ کارواں ہمی آمد گفت چہ خسپی کہ نہ جائے خفتن ست گفتم چوں روم کہ نہ پائے رفتن ست گفت ایں نشنیدی کہ صاحبدلاں گفتہ اند رفتن و نشستن بہ کہ دویدن و گسستن قطعہ

اے کہ مشتاقِ منزلے مشتاب | پندِ من کار بند و صبر آموز
اسپِ تازی دو تک رود بشتاب | اشتر آہستہ میرود شب و روز

باب ہفتم در تاثیر تربیت

حکایت ۱۔ یکے را از وزرا پسرے کودن بود پیش دانشمندے فرستاد کہ مر ایں را تربیتے کن مگر عاقل شود روزگارے تعلیم کرد مؤثر نبود پیش پدرش فرستاد کہ ایں عاقل نمی شود و مرا دیوانہ کرد قطعہ

چوں بود اصل جوہرے قابل | تربیت را درو اثر باشد
ہیچ صیقل نکو نداند کرد | آہنے را کہ بدگہر باشد
سگ بدریائے ہفتگانہ بشوئے | کہ چو تر شد پلید تر باشد

ل؎ پست پہاڑ یا بلند ٹیلہ ۔ ے کم فہم ۔

خرِ عیسیٰ اگرش بمکہ برند چوں بیاید ہنوز خر باشد

حکایت ۲۔ حکیمے پسراں را پند ہمی داد کہ اے جانانِ پدر ہنر آموزید کہ ملک و دولتِ دنیا اعتماد را نشاید و سیم و زر در محلِ خطرست یا دزد بیکبار ببرد یا خواجہ بتفاریق بخورد اما ہنر چشمۂ زایندہ است و دولتِ پایندہ اگر ہنرمند از دولت بیفتد غم نباشد کہ ہنر در نفسِ خود دولت است ہرجا کہ رود قدر بیند و صدر نشیند و بے ہنر لقمہ بچیند و سختی[1] بیند

شعر

سخت است پس از جاہ تحکم بردن خو کردہ بناز جورِ مردم بردن

قطعہ

وقتے افتاد فتنۂ در شام ہر کس از گوشۂ فرا رفتند
روستازادگان[2] دانشمند بوزیریِ پادشا رفتند
پسرانِ وزیر ناقص عقل بگدائی بروستا رفتند

حکایت ۳۔ سالے نزاعے[3] میانِ پیادگانِ حجاج افتادہ بود۔ و داعی[4] دراں سفر ہم پیادہ بود۔ انصاف در سر و روے ہم افتادیم و دادِ فسوق و جدال بدادیم۔ کجاوہ نشینے را دیدم کہ با عدیل[5] خویش میگفت۔ یا للعجب پیادۂ عاج عرصۂ شطرنج را بسر می برد فرزین می شود۔ یعنی بہ ازاں می شود کہ بود و پیادگانِ حاج بادیہ را بسر بردند و بتر شدند۔

---

[1] محتاجی [2] گنوار بچے [3] لڑائی [4] یعنی شیخ سعدیؒ [5] ساتھی۔

قطعه

از من بگوی حاجی مردم‌گزای را / کو پوستین خلق بآزار می‌درد

حاجی تو نیستی شتر است از برای آنکه / بیچاره خار می‌خورد و بار می‌برد

جدالِ سعدی با مدعی در بیان توانگری و درویشی

یکی بر صورتِ درویشان نه بر صفتِ ایشان. در محفلی دیدم نشسته و شنعتی در پیوسته. و دفتر شکایت باز کرده. و ذمّ توانگران آغاز نهاده. سخن بدین جا رسانیده که درویش را دستِ قدرت بسته است و توانگر را پائے ارادت شکسته. بیت.

کریمان را بدست اندر درم نیست / خداوندانِ نعمت را کرم نیست

مرا که پروردهٔ نعمت بزرگانم این سخن سخت آمد. گفتم اے یار توانگران دخلِ مسکینانند. و ذخیرهٔ گوشه‌نشینان. و مقصدِ زائران و کهفِ مسافران و متحملِ بارِ گران از بهرِ راحتِ دگران. و دستِ تناول بطعام آنگه برند که متعلقان و زیردستان بخورند. و فضلهٔ مکارمِ ایشان به ارامل و پیران و اقارب و جیران رسد. قطعه

توانگران را وقفست و نذر و مهمانی / زکات و فطره و اعتاق و هدی و قربانی

تو کے بدولتِ ایشان رسی که نتوانی / جز این دو رکعت و آنهم بصد پریشانی

اگر قدرتِ جود است وگر قوتِ سجود. توانگران را بهتر میسر شود

---

۱ بے کاما ۲ عطا کرنی خوراک ۳ جمع ارمله بیوه ۴ جمع جار یعنی همسایه ۵ آزاد کرنا

که مال مزکّی دارند و جامه پاک و عرض مصون و دلِ فارغ. و قوتِ طاعت در لقمهٔ لطیف است. و صحتِ عبادت در کسوتِ نظیف پیداست که از معدهٔ خالی چه قوت آید. واز دستِ تهی چه مروّت. واز پای بسته چه سیر. واز دستِ گرسنه چه خیر خیزد. قطعه

شب پراگنده خسپد آنکه پدید — نبود وجه بامدادانش
مور گرد آورد بتابستان — تا فراغت بود زمستانش

فراغت با فاقه نپیوندد. و جمعیت در تنگدستی صورت نبندد. یکے تحریمهٔ عشا[1] بسته و دیگر منتظرِ عشا نشسته. هرگز این بدان کے ماند.

خداوند روزی بحق مشتغل — پراگنده روزی پراگنده دل

پس عبادتِ ایشان بقبول نزدیکتر است که جمع اند و حاضر نه پریشان و پراگنده خاطر. اسبابِ معیشت ساخته. و باورادِ عبادت پرداخته. عرب گوید. پناه می خواهم بخدا از گدائی بروافتاده وهمسائگی آنکس که دوست ندارد. و در خبر است گدائی روسیاهی ست در هر دو جهان. گفت این شنیدی و آن نشنیدی که فرموده اند. درویشی وفقیری فخرِ من است. گفتم خاموش که اشارتِ سیدِ عالم علیه السلام بفقرِ طائفه ایست که مردِ میدانِ رضااند و بهدفِ تیرِ قضا. نه اینان که خرقهٔ ابرار پوشند و لقمهٔ ادرار فروشند. رباعی

ای طبلِ بلند بانگ در باطن هیچ — بی توشه چه تدبیر کنی وقتِ بسیج

---

[1] یعنی [illegible] عشاء کی نماز کہ عشاء کا کھانا [illegible] صبر و ارادہ

روی طمع از خلق بپیچ ار مردی تسبیح ہزار دانہ بر دست مپیچ

درویش بے معرفت نیارامد تا کارش بکفر انجامد کہ "قریب است فقیری کہ کفر گردد" و نشاید جز بوجہِ نعمت برہنہ را پوشیدن۔ یا در استخلاص گرفتارے کوشیدن۔ و ابنائے جنس ما را بمرتبہ ایشاں کہ رساند۔ و یدِ علیا بہ یدِ سفلے چہ ماند۔ نہ بینی کہ حق جل شانہٗ در محکم تنزیل از نعیم اہلِ بہشت خبر میدہد۔ کہ "مرایشاں راست رزقے مقدر و معین" فرد۔

تشنگاں را نماید اندر خواب ہمہ عالم بچشم چشمۂ آب

حالیکہ من ایں سخن بگفتم عنانِ طاقتِ درویش از دستِ تحمل برفت۔ تیغِ زباں برکشید۔ و اسپِ فصاحت بمیدانِ وقاحت[1] جہانید۔ وگفت۔ چنداں مبالغہ در وصفِ ایشاں بکردی و سخنہائے پریشاں بگفتی کہ وہم تصور کند کہ تریاق اند۔ یا کلید خزانۂ ارزاق مشتے متکبر مغرور۔ معجب نفور مشتغلِ مال و نعمت۔ مفتتن جاہ و ثروت کہ سخن نگویند الا بسفاہت و نظر نکنند۔ الا بکراہت۔ علما را بگدائی منسوب کنند۔ و فقرا را بے سروپائی طعنہ زنند۔ بدولتِ مالے کہ دارند و عزتِ جاہے کہ پندارند برتر از ہمہ نشینند۔ و خود را بہ از ہمہ بینند۔ نہ آں در سر دارند کہ سر بکسے بردارند۔ بے خبر از قولِ حکیماں کہ گفتہ اند۔ ہر کہ بطاعت از دیگراں کم است و بنعمت بیش بصورت توانگر است و بمعنی درویش۔

---

[1] وقاحت۔ بے شرمی۔ ۲ ... ۳ متکبر مغرور ... مبتلا ... فریفتہ ...

گفتم مذمت اینان روا مدار که خداوند کرم اند۔ گفت غلط گفتی که بندۂ درم اند۔ چه فائده که ابر آذار اند و نمی بارند۔ و چشمۂ آفتاب اند و بر کس نمی تابند۔ و بر مرکب استطاعت سوار اند۔ و نمی رانند۔ قدمے بہر خدا ننهند و درمے بے منّ و اذیٰ ندهند۔ مالے بمشقت فراهم آرند۔ و بخست نگهدارند۔ و بحسرت بگذارند۔ چنانکه بزرگان گفته اند۔ سیم بخیل از خاک وقتے برآید که او در خاک رود۔ شعر

برنج و سعی کسے نعمتے بچنگ آرد ۔۔۔ دگر کس آید و بے رنج و سعی بردارد

گفتمش بر بخل خداوندان نعمت وقوف نیافته الا بعلت گدائی دگر نه هر که طمع یکسو نهد کریم و بخیلش یکے نماید۔ محک داند که زر چیست۔ و گدا داند که ممسک کیست۔ گفتا بتجربت آں می گویم که متعلقاں بردر بدارند۔ و غلیظان شدید را برگمارند۔ تا بار عزیزاں ندهند۔ و دست جفا بر سینۂ صالحاں و اہل تمیزاں نهند۔ و گویند کس اینجا نیست و بحقیقت راست گفته باشند۔ بیت

آنرا که عقل و همت و تدبیر و رائے نیست ۔۔۔ خوش گفت پرده دار که کس در سرائے نیست

گفتم بعذر آنکه از دست متوقعان بجاں آمده اند۔ و از رقعۂ گدایاں بفغاں۔ و محال عقلست که اگر ریگ بیاباں دُر شود چشم گدایاں پُر شود۔

دیدۂ اہل طمع بنعمت دنیا ۔۔۔ پُر نشود همچناں که چاه بشبنم

منت آزار [illegible] ۔

هر کجا سختی دیده تلخی کشیده را بینی خود را بشره[1] در کارهای مخوف اندازد و از عقوبت آخرت نه هراسد و حلال از حرام نشناسد قطعه

سگی را گر کلوخی بر سر آید ز شادی برجهد کاین استخوانیست
اگر نعشی دو کس بر دوش گیرند لئیم الطبع[2] پندارد که خوانیست

گفتا نه که من بر حال ایشان رحمت می‌برم گفتم نه که بر مال ایشان حسرت می‌خوری - ما درین گفتار و هر دو بهم گرفتار - هر بیدقی که براندی بدفع آن کوشیدمی - و هر شاهی که بخواندی بفرزین بپوشیدمی تا نقد کیسهٔ همت در باخت - و تیر جعبهٔ[3] حجت همه بینداخت - قطعه

هان تا سپر نیفکنی از حملهٔ فصیح کورا بجز مبالغهٔ مستعار نیست
دین ورز و معرفت که سخندان سجع گوی بر در سلاح دارد و کس در حصار نیست

تا عاقبت الامر دلیلش نماند - ذلیلش کردم - دست تعدی دراز کرد و بیهده گفتن آغاز - و سنت جاهلان است که چون بدلیل از خصم فرو مانند سلسلهٔ خصومت بجنبانند چون آزر بت تراش که بحجت با پسر برنیامد بجنگش برخاست - دشنامم داد سقطش گفتم گریبانم درید زنخدانش گرفتم - قطعه

او در من و من در او فتاده خلق از پی ما دوان و خندان
انگشت تعجب جهانی از گفت و شنید ما بدندان

القصه مرافعهٔ[4] این سخن پیش قاضی بردیم - و بحکومت عدل راضی

---

۱ حرص ۲ ناکس ۳ ترکش ۴ مقدمہ و نالش -

شدیم تا حاکم مسلمانان مصلحتی بجوید - و میان توانگران و درویشان فرقی بگوید - قاضی چون حالت ما بدید - و منطق ما بشنید سر بجیب تفکر فرو برد و پس از تامل بسیار سر بر آورد و گفت ای که توانگران را ثنا گفتی - و بر درویشان جفا روا داشتی - بدانکه هر جا که گل است خار است با خمر خمار است - و بر سر گنج مار است - و آنجا که در شاهوار است نهنگ مردم خوار است - لذت عیش دنیا را لدغهٔ اجل در پس است - و نعیم بهشت را دیوار مکاره در پیش -

جور دشمن چه کند گر نکشد طالب دوست　　گنج و مار و گل و خار و غم و شادی بهم اند

نظر نکنی در بستان که بید مشک است و چوب خشک و همچنین در زمرهٔ توانگران شاکرانند و کفور - و در حلقهٔ درویشان صابرانند و ضجور -

اگر ژاله هر قطره در شدی　　چو خر مهره بازار ازو پر شدی

مقربان حضرت حق جل و علا توانگرانند درویش سیرت - و درویشان توانگر همت - و مهین توانگران آنست که غم درویش خورد - و بهین درویشان آنکه کم توانگران گیرد - و کسیکه توکل و اعتماد کند بر ذات خدا پس خدا کافی است مراورا - پس روی عتاب از من بجانب درویش کرده و گفت ای که گفتی توانگران مشتغل اند و ساهی - و مست ملاهی - نعم طائفه هستند برین صفت که بیان کردی - قاصر همت - کافر نعمت - که ببرند -

---

۱ اثر ۲ زیرک ۳ تنگ دل ۴ غمگین ۵ ذلیل ۶ حقیر ۷ بہتر ۸ آستین ۹ [illegible]
منہیات جیسے کھیل کود وغیرہ جو یاد خدا سے غافل کریں

و بنهند و نخورند و ندهند. اگر به مثل باران نبارد یا طوفان جهان را بر دارد به اعتماد مکنت خویش از محنت درویش نپرسند و از خدا نترسند و گویند. شعر

گر از نیستی دیگری شد هلاک مرا هست بط را ز طوفان چه باک

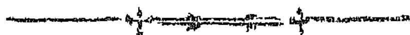
شعر

دونان چو گلیم خویش بیرون بردند گویند چه غم گر همه عالم مردند

نوعی بدین گونه بسته شد گشتی. و طائفه خوان نعمت نهاده و دست کرم گشاده. طالب نام اند و مغفرت و صاحب دنیا و آخرت. چون بندگان حضرت پادشاه عالم عادل اتابک ابوبکر بن سعد زنگی همیشه باد در عصا از ذاتِ او را فتح و نیز پاسے ادرار

قاضی چون سخن بدین غایت رسانید. و از حد قیاس ما اسپ مبالغه درگذرانید. بمقتضاے حکم قضا رضا دادیم و از ما مضی درگذشتیم و بعد از مجارا طریق مدارا گرفتیم. و سر بتدارک بر قدم یکدیگر نهادیم. و بوسه بر سر و روے هم دادیم و ختم سخن برین دو بیت کردیم. قطعه

مکن ز گردش گیتی شکایت اے درویش که تیره بختی اگر هم برین نسق مردی
توانگرا چو دل و دست کامرانت هست بخور ببخش که دنیا و آخرت بردی ـ



ـــــــــــــــــــــــــــــــــــ

۱ توانگری تندرست ـ

باب ہشتم در آدابِ صحبت

۱- حکمت- مال از بہر آسائش عمر است نہ عمر از بہر گرد[۱] کردن مال- عاقلے را پرسیدند نیک بخت کیست، و بدبخت چیست- گفت نیک بخت آنکہ خورد و کشت- بدبخت آنکہ مرد و ہشت-

مکن نماز بر آں ہیچکس کہ ہیچ نکرد کہ عمر در سرِ تحصیل مال کرد و نخورد

۲- حکمت- موسیٰ علیہ السلام قارون را نصیحت کرد کہ نکوئی کن چنانکہ نیکی کرد خدا با تو- نشنید- عاقبتش شنیدی- قطعہ-

آنکس کہ بہ دینار و درم خیر نیندوخت سر عاقبت اندر سرِ دینار و درم کرد

خواہی کہ ممتع[۲] شوی از نعمتِ دنیا با خلق کرم کن چو خدا با تو کرم کرد

عرب گوید بخش و منت منہ کہ نفع آں بتو باز میگردد- قطعہ

درختِ کرم ہر کجا بیخ کرد گذشت از فلک شاخ و بالائے او

گر امیدواری کز و بر خوری[۳] بمنت منہ ارہ بر پائے او

قطعہ

شکرِ خدائے کن کہ موفق شدی بخیر ز انعام و فضل او نہ معطل[۴] گذاشتت

منت منہ کہ خدمتِ سلطان ہمی کنی منت شناس ازو کہ بخدمت بداشتت

۳- پند ملک از خردمنداں جمال گیرد- و دین از پرہیزگاراں کمال یابد- پادشاہاں بہ صحبتِ خردمنداں از آں محتاج ترند کہ خردمنداں

---

[۱] جمع کردن [۲] مستفید [۳] منتفع [۴] بیکار

بقیهٔ پند پادشاهان۔ قطعه

پندی اگر بشنوی ای پادشاه   در همه دفتر به از این پند نیست
جز به خردمند مفرما عمل   گرچه عمل کار خردمند نیست

۴۔ حکمت۔ رحم آوردن بر بدان ستم است بر نیکان، و عفو کردن از ظالمان جور است بر درویشان۔ بیت

خبیث را چو تعهد کنی و بنوازی   به دولت تو گنه می‌کند به انبازی

۵۔ پند۔ رازی که نهان خواهی با کس در میان منه، و اگرچه دوست مخلص باشد، که مر آن دوست را نیز دوستان باشند۔ و همچنین مسلسل۔ قطعه

خامشی به که ضمیر دل خویش   با کسی گفتن و گفتن که مگوی
ای سلیم آب ز سرچشمه ببند   که چو پر شد نتوان بستن جوی

سخنی در نهان نباید گفت   که چو بر ملا نشاید گفت

۶۔ حکمت۔ دشمن ضعیف که در طاعت آید و دوستی نماید، مقصود وی جز این نیست که دشمن قوی گردد۔ و گفته‌اند بر دوستی دوستان اعتماد نیست تا به تملق دشمنان چه رسد۔ و هر که دشمن کوچک را حقیر شمارد بدان ماند که آتش اندک را مهمل گذارد۔ قطعه

امروز بکش چو می‌توان کشت   کاتش چو بلند شد جهان سوخت
مگذار که زه کند کمان را   دشمن که به تیر می‌توان دوخت

۱؎ [illegible]

۷. **حکمت** سخن در میان دو دشمن چنان گوی که اگر دوست گردند شرم زده نباشی۔ **ابیات**

میان دو کس جنگ چون آتش است — سخن چین بدبخت هیزم کش است
کنند این و آن خوش دگر باره دل — وی اندر میان کوربخت و خجل
میان دو کس آتش افروختن — نه عقل است و خود در میان سوختن

قطعه

در سخن با دوستان آهسته باش — تا ندارد دشمن خونخوار گوش
پیش دیوار آنچه گوئی هوش دار — تا نباشد در پس دیوار گوش

۸. **حکمت** - نصیحت از دشمن پذیرفتن خطاست - و لیکن شنیدن رواست - تا بخلاف آن کار کنی که عین صواب است - **مثنوی**

حذر کن ز آنچه دشمن گوید آن کن — که بر زانو زنی دست تغابن
گرت راهی نماید راست چون تیر — از آن برگرد و راه دست چپ گیر

۹. **حکمت** - چون بینی که در سپاه دشمن تفرقه افتاد - تو جمع باش - و اگر جمع شوند از پریشانی اندیشه کن - **قطعه**

برو با دوستان آسوده بنشین — چو بینی در میان دشمنان جنگ
وگر بینی که باهم یک زبانند — کمان را زه کن و بر باره بر سنگ

۱۰. **حکمت** - ده آدمی بر سفرهٔ بخورند و دو سگ بر مرداری باهم بسر نبرند - حریص بجهانے گرسنه است - و قانع بنانے سیر - حکما گفته اند

---

۱ چنانچه خوردن شرمنده ۲ افسوس ۳ قطعه شده دستر خوان ۔

درویشی بقناعت به از توانگری ببضاعت شعر

رودهٔ تنگ بیک نانِ تهی پُر گردد   نعمت روی زمین پُر نکند دیدهٔ تنگ

قطعه

پدر چون دورِ عمرش منقضی گشت   مرا این یک نصیحت کرد و بگذشت
که شهوت آتش است از وی بپرهیز   بخود بر آتش دوزخ مکن تیز
در آن آتش نداری طاقت سوز   بصبر آبی برین آتش زن امروز

انتخاب از تاریخ فرشته

جلد اول

ذکر شاهی شیرشاه افغان بن حسن سور

نام شیرشاه فرید و نام پدرش حسن که از طایفهٔ افغانان سور است در وقتیکه سلطان بهلول لودی بحکومت رسید جد حسن سور که ابراهیم نام داشت همراهی او بهندوستان آمده و در [illegible] بسکنی اقامت [illegible] [illegible] ابتدا [illegible] اعتبار [illegible] از [illegible] سور که از [illegible] بکر [illegible] از [illegible] افغانان آنجا [illegible] اند از آن

[illegible]

چنانکه فرقهٔ سور است ایشان خود را از سلاطین غوری دانند و گویند
که یکی از اولاد ایشان که محمد سوری نام داشت از ولایت خود جلای
وطن کرده میان افغانان روه آمده توطن گزید و نسب از قوم ... از
رؤسای افغانان به مرتبهٔ تقرب رسیده با آنکه رسم ایشان نیست که
دختر به بیگانه دهند لیکن آن کس دختر خود به محمد سور داده داماد گردانید
فلذا اولادش به مرتبه با افغانان سر مشهور گشتند و بایں اعتبار انتما الیه
بزرگترین قبائل افغانان خواهند بود. القصه در عهد سلطان بهلول پدر
حسن سور که ابراهیم نام داشت هوس چاکری کرده از میان قبیلهٔ خود
بیرون آمد و نوکری یکی از امرای سلطان بهلول اختیار کرد و چندگاه
در حصار فیروزه و روزی چند در پرگنهٔ نارنول گذرانید و چون نوبت
پادشاهی پادشاه بهلول لودی در گذشت و دور پادشاهی به پسرش
سلطان سکندر رسید و جمال خان که از امرای پادشاه سکندر لودی
بود حاکم جونپور شد حسن بن ابراهیم سور را که ملازم قدیم او بود رعایت
کرده سرافراز نمود و خواص پور ٹانڈه که از توابع رهتاس است به جاگیر
داده صاحب پانصد سوار ساخت. حسن را هشت پسر بودند. از آن جمله
فرید و نظام هر دو از یک مادر بودند و مادر ایشان از نسل افغانان بود. دیگر
پسران از بطون کنیزان بوجود آمده بودند. ... حسن را ...
فرید چنان ... القصه ...
...

که فرزندم را تعلیم داده پیش من فرستید که می‌خواهم چیزی که خوانده تهذیب
اخلاق نماید هر چند جمال حال فرید را تکمیل نمود که تحصیل پدرم بود او
قبول نکرده گفت چون در نزد [illegible] رسید اسم علما را [illegible] جمال الطلب
علم قیام می‌نمائیم و تدریس آنجا بود و چیزی که [illegible] تحصیل [illegible]
که در آن زمان اهل هند می‌خواندند خوانده و کافیه را با حواشی و دیگر
کتب علمی نیز درس کرد را نیز از نظم و نثر و تواریخ و فنون بهره یافته بعد
از دو سال که [illegible] آمد خویشان او در میان آمده فرید را تجدید
پدر آورده [illegible] گذشته شده در حسن و ادب [illegible] با گیر [illegible] تفویض
داشته [illegible] جاگیر [illegible] فرید [illegible] وداع [illegible] پدر [illegible]
که مدار کار عالم خصوصاً امور امارت منحصر به عدالت است اگر مرا جاگیر
می‌فرستید من از سویت تجاوز نخواهم کرد [illegible]
نزدیکان [illegible] از راه [illegible] تجاوز نماید [illegible] نخواهم کرد و از این قسم
مقدمات گفته به جاگیر رفت و آنجا [illegible] و کفایت [illegible]
در میان [illegible] داشت و در مقام تنبیه [illegible] از عمال [illegible]
و [illegible] پیدا شد مردمان خویش [illegible] گشته لشکر همراه
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

سکونت داشتند طلبیده بقدر خرچ و جامه امداد نموده و بوعده تسلی کرده
هر یکی را بر اسپان عاریت سوار و بر سر جاهائے که او را بنظر در آمده
آورده رفت و قریب مواضع ایشان فرود آمده گرد خود قلعه ساخت و
هر روز جنگل می برید تا بقلعه که ملاذ و ملجاے ایشان بود رسیده سرکوبها
ساخته غالب آمد و خلق کثیر را قتیل و اسیر گردانید و ازین ممر شوکتے
بهم رسانید و دلهاے مردمان آن مرز و بوم بجا آورد که جمله مطیع و منقاد شده
مالگذاری می نمودند پرگنات معمور و آبادان گشت و او صاحب ملک مشهور
شد و اشتهار بهم رسیده شهرهٔ عالم گشت و پسر از وے که حسن بجاگیر آمده
معموری پرگنات بطریق سرانجام و سرداری فرزند مشاهده نموده خوش
وقت شده تحسینها کرد گویند حسن را کنیزکے بود که ازو دو پسر داشت
سلیمان و احمد و سلیمان [illegible] احمد حسن گفت که شما وعده کرده بودید
که هرگاه پسران تو بزرگ شوند داروغگی پرگنات بآنها داده خواهد شد
الحال که آنها بزرگ شده اند بوعده وفا باید نمود حسن رعایت خاطر فرزند
که بزرگ و خلف بود نموده سکوت می داشت و فرید این معنی را
فهمیده دست از حکومت پرگنات باز داشته حسن داروغگی پرگنات
بسلیمان و احمد داد و فرید عذرخواهی فرزند نموده گفت چنانچه تو کاردانی حسب
تجربه شده می خواهم که برادران تو نیز صاحب وقوف شوند و در آخر
قائم مقام من تو خواهی بود. القصه معزول حکومت پرگنات سلیمان و

[illegible] جامه پناه [illegible]

احمد قرار گرفت فرید آزرده خاطر شده باتفاق برادر خرد نظام باگره رفت
وبخدمت دولت خان لودی که از امرای کبار بادشاه ابراهیم لودی بود
قرار گرفت و بدستیاری خدمت کرده از خود راضی وخوشنود ساخت روزی
دولت خان گفت مطلب و مدعائی که داشته باشی بگو تا سرانجام کرده
آید فرید گفت پدرم پیر شده و به سبب جاگیر پدرم خراب است و سپاهیان
نیز خراب و پریشان می باشند اگر آن پرگنات بما هر دو برادر مرحمت
شود یک برادر با پانصد سوار همه وقت در خدمت بادشاه بوده دیگری
بسرانجام سپاهی و رعیت خواهد پرداخت و نیز بخدمت گزاری پدر بزرگوار
قیام خواهد نمود. دولت خان روزی این سخن را بعرض بادشاه ابراهیم
لودی رسانید بادشاه فرمود که آنکس بد مردی است که گله و شکوه از پدر
دارد. دولت خان این حرف را بفرید گفته او را تسلی نمود که بار دیگر وقت
نیک ملاحظه نموده عرض خواهم کرد و دیار و ساز تو خواهم شد و وظیفه به مدد
افزوده او را نگاه داشت و فرید را جهت خوش خلقی و آشنائی و کرم و
مروت بهر کس دوست گرفته دولت خان نیز در همه باب همراهی او
می نمود تا آنکه پدر او فوت شد و دولت خان خبر فوت حسن را بعرض
سلطان رسانیده پرگنات جاگیر پدر را بفرید و برادرش گرفته در فرمان
با فرمان ملکیت سهسرام و خواصپور پدر بجاگیر رفت و بسرانجام سپاهی و
رعیت مشغول گشت چون بابر پادشاه مقاومت[1] نیاورده پیش محمد خان سور که

---

[1] ملتجی بود.

حاکم جونپور بود و هزار و پانصد سوار داشت رفته و از برادر شکایت کرد
محمد خان سور گفت بابر پادشاه هندوستان آمده است و درین زودی
میان مغل پادشاه و ابراهیم جنگ خواهد شد اگر پادشاه بر ابراهیم ظفر
یافت ترا اختیار نیست [illegible] سفارش خواهم کرد سلیمان گفت این همه انتظار
نمی توانم [illegible] سرگردان [illegible] محمد خان [illegible] کس پیش فرید
فرستاده [illegible] برادران [illegible] صلح [illegible] فرید گفت [illegible] سلیمان
آنچه [illegible] قبول دارم [illegible] شرکت [illegible]
[illegible] تمام [illegible] گیرند [illegible]
[illegible] محمد خان سور سلیمان [illegible] گفت خاطر جمع دار
[illegible] از فرید گرفته [illegible] خواهم داد و چون فرید [illegible]
اطلاع یافت [illegible] شده [illegible] بابر پادشاه با سلطان ابراهیم
[illegible] کشته شدن سلطان ابراهیم و فتح بابر پادشاه شنید
اندیشه مند شده ملازمت بهادر خان ولد دریا خان لوحانی که ولایت بهار
را [illegible] شاهی [illegible] خود را سلطان محمد خطاب داده بود
[illegible] سلطان محمد [illegible] بود [illegible]
[illegible] شیر [illegible] شد [illegible] سلطان
محمد [illegible] شیر خان [illegible]
شیر خان را [illegible] سلطان محمد [illegible] تمام [illegible] آمده

[illegible]

(۱) الغرض پسر خرد خود جلال خان را در تحت تربیت خود نمود و بعد از رفتن شیر خان
رخصت جاگیر گرفته بسبب اتفاق از آدمی از سپاه را در روزے سلطان محمد
در مجلس اشاره اش شیر خان کرد که از زمره تکلیف شده نمی آید محمد خان حاکم چوند
رخصت داده پرسید ... که او بغایت حیله گر و مکار است انتظار آمدن
بادشاه محمد ... نمی دارد و باعث حرص مزاج سلطان محمد را از او
منحرف ساخته گفته علاج آوردن او آنست که سلیمان نام برادرش که
پدر در حیات خود او را از مقام خود داشته است که اگر مخبر با من
می باشد اگر جاگیر شیر خان او را بخشد هر آئینه مخلص شده دولت‌خواه
آید. سلطان محمد بواسطه سوابق شیر خان بے تقصیر خطا حرفی
تغییر جاگیر رضا نداده به محمد خان گفت که بروش مناسب میان
برادران جاگیر را قسمت کرده تسکین فتنه و فساد بده محمد خان بسرعت
بجاگیر خود جانب چوند آمده شادی نام غلام خود را پیش شیر خان فرستاده
پیغام داد که برادران تو سلیمان و احمد که پیش من می باشند و
التماس می نمایند که قسمت تو محروم اند لائق آنکه حصه ایشان بدهی. شیر خان گفت
ملک روه نیست که مملکتے باشد. ملک هندوستان است هر کرا پادشاه
می دهد جاگیر با او تعلق می دارد و تا امروز در روش سلاطین چنان بوده که
آنچه مال میت می بود از روئے شرع میان فرزندانش قسمت می کردند
و هر کرا شایسته امارت می دانستند نگاه داشته و سرداری با وی دادند

لے حیلہ کرنے والا۔ ٹلہ بیقرار و بے چین - ۴۵۶۳

بیت

ملک بیرا سعه شد گیرد کسی تا نه تیغ و دو دستی بسے

در سنهٔ حکم پادشاه ابراهیم لودی سوداگر بود احمد نام که در ولایت بهار ماند و را مستحقهم
بودن ساری غلام سر گشته آنچه شنیده بود به محمد خان گفت محمد خان
برا شنیدم ساری غلام گفت نام تحقیق مرا با تفاق سلیمان و احمد با خود بیرد
بعضی شیر شیر خان را بدر کرده بود پرگنه را تسلیم سلیمان و احمد کرد
و حکم شیر شیرخان سلیمان و احمد گذاشته بیا۔ اتفاقاً در ال رفته از جانب
شیرخان ملک سکهه نام غلام او که پدر شدا حسن خان بسته و از خواص بود
حاضر بود و شیرخان بحضور مدبی ساری و سلیمان و احمد شنید و ملک سکهه نوشت
که در مقام دست نه دهد قصبه را به ساری غلام و سلیمان و احمد
چون فیتنا را خواص پور رسید ملک سکهه بجنگ بر آمده بقتل رسید و لشکر شیرخان
متفرق شده بسهسرام آمد و شیرخان را تاب مقاومت نامده اراده رفتن
بطرف جونپور نمود چون دید که نقشه پیش سلطان احمد باید رفت شیرخان
مشکل شد شیرخان امیر سلطان احمد دست خاطر او را بجهت نواحی از
دست مخالف رسانید و بر آن قرار گرفت که خدمت جنید
برلاس که از جانب حضرت بابر پادشاه حکومت کرا مانک پور داشت
نمود و پادشاه نظام غرایب را سے را پیش بیند۔ القصه شیرخان بعد از
ارسال رسل و رسائل عهد و قول گرفته بملازمت سلطان جنید برلاس

له تا بنی که پریشان نو کرشده مرد۔

شتافت و پیشکش بسیار گذرانید و [illegible] از سلطان جنید [illegible]
آراسته گشت [illegible] شیرخان [illegible]
بکوه رهتاس [illegible] و پرگنه [illegible] شیرخان [illegible] چون [illegible]
و دیگر پرگنات آن نواحی بتصرف درآورد [illegible]
گذاشتن [illegible] الاول تربیت
سلطان جنید برلاس فرستاده [illegible] آورد
بود [illegible] شیرخان [illegible]
[illegible] انتقام [illegible]
پرگنات خود را بتصرف [illegible] سلطان [illegible]
پیوسته آمد [illegible]
شیرخان [illegible]
خود را [illegible] تربیت سلطان جنید برلاس [illegible]
اتفاقاً [illegible] سلطان جنید برلاس [illegible] بابر پادشاه میرفت
او همراه خویش [illegible] شیرخان ملازمت [illegible]
دریافت و اطوار دولتخواهان [illegible] ملازم [illegible]
انتساب بود و چون چندگاه در لشکر گذرانید و طرح [illegible] طور سلوک [illegible]
مغل را مشاهده کرده [illegible] با یاران خود گفت که مغل را از هندستان
بدر کردن آسان است ایشان گفتند بچه دلیل میگوئی گفت پادشاه

---

۱ شکرگذار

ایشان خود بحالات کمتر می‌رسد و پاسپه و زر را می‌گذارد و زر را بمقتضای
رشوت کار کرده حق پادشاهی بجا نمی‌آورند و عیب افغانان آنست که
باهم نفاق دارند اگر مرا دولت مساعدت کند نفاق از میان ایشان
بردارم و کار خود بسازم بابر ازان بدین داعیه که درآن وقت خیال می‌نمود
خنده کرد و مسخری می‌نمودند تا آنکه روزی در مجلس او دو تشت ماکولی بر سر
سفره طبق با چیچه پیش شیرخان نهاده بود او در خوردن آن خود را عاجز
یافته با چیچه بر دوست از ان بر آورده بکارد ریزه ساخته باز در کاسه کرده از
قاشق خوردن گرفت حضرت بابر پادشاه برین حال واقف شده بمیر
خلیفه گفت که این افغان غریب کار کرد و چون از کارهای که با
محمدخان شور کرده بود مطلع شد به تدبیر و زیرکی او اشاره رفت شیرخان
از همزبانی پادشاه با میرخلیفه آگاه شد و این قدر دانست
که نظر عبرت منظور است و این معنی علاوه داعیه که داشت شده و طلب
شب از لشکر پادشاه فرار نموده بجاگیر خود رفت و بسلطان جنید برلاس نوشت
که چون محمدخان سور با سلطان محمد گفته است که به سعی پرگنات من و زوج
زیسته منقطع گشته بی‌رخصت بجاگیرها شتافتم و خود را از زمرهٔ دولت
خواهان بیرون نمی‌دانم - القصه چون شیرخان از طرف مغل مایوس
و متوهم شده بود باتفاق برادر خود نظام باز پیش محمد سلطان رفت
سلطان محمد او را نوازش کرده اتالیقی جلال خان پسرش بطریق اول مقرر

۱؎ موافقت ۲؎ خواهش - اراده ... داعی جمع ۳؎ مراد از بابر پادشاه ۴؎ چیچه ۵؎ کرده

و مقرب گشت دران ایام بحسب تقدیر سلطان محمد فوت شده جلال خان
پسرش که خرد سال بود قائم مقام پدر شد و والدهٔ جلال خان لاڈو ملکه
نام مهمات را پیش خود گرفته باتفاق شیرخان حکم میراند و در همان نزدیکی
مادر جلال خان نیز فوت شده حکومت بهار من حیث الاستقلال بشیرخان
قرار گرفت و مخدوم عالم نام از امرای والی بنگاله که حکومت حاجی پور
داشت با شیرخان رابطهٔ محبت و موافقت بهم رسانید و سلطان محمود
والی بنگاله ازو خاطر نگران کرده قطب خان حاکم ولایت مونگیر را بتسخیر
ولایت بهار و استیصال شیرخان و مخدوم عالم گسیل کرد و شیرخان هرچند در
صلح زد و ملائمت نمود فایده نکرد و آخر باتفاق افغانان دل بر مرگ
نهاده قرار جنگ داد و چون فریقین بهم رسیدند جنگ عظیم شده قطب خان
کشته شد و شیرخان غالب آمده فیل و خزانه و حشم بنگاله را متصرف گشت
و شیرخان از پیش صاحب قوت شد و ازین جهت لوحانیان از رشک و حسد
با شیرخان در مقام نفاق شدند و قصد کشتن او کرده دران باب با جلال
خان که او نیز از لوحانیان بود کنگاش کردند و جمعی از متعلقان
جلال خان شیرخان را ازان معنی آگاهی بخشیدند شیرخان بجلال خان
گفت که امرای شما از روی حسد با من در مقام نفاق اند اگر شما
در علاج این امر شما نمیکوشید مرا ضرورست از خدمت شما جدائی اختیار
باید کرد و جلال خان گفت هرانچه صلاح تو باشد من ازان بیرون

۱؎ مستقل طور پر ۲؎ بھیجا ۳؎ رخصت کیا ۴؎ نوکر و چاکر وغیرہ ۵؎ مشورہ باہمی۔

تیتم شیرخان گفت که ایشان را دو فرقه باید ساخت یکی را به تحصیل زر به پرگنات روانه باید کرد و دیگری را مقابل حاکم بنگاله باید فرستاد و بعد در محافظت خود بخوبی کوشید که جلال خان لوحانیان از وفور عجز شده قرار دادند که بتقویت سلطان محمود والی بنگاله رفته نوکری اختیار نمایند ولایت بهار را پیشکش نمایند پس لوحانیان و جلال خان شیرخان را به بهانه آنکه در مقابل مغل باشد در بهار گذاشته خود پیش سلطان محمود رفتند و او ابراهیم خان پسر قطب خان را به کمک داده بر سر شیرخان فرستاد و شیرخان در قلعه که از گل ساخته بود متحصن شده هر روز جمعی را بجنگ می فرستاد و زد و خورد می کرد تا آنکه ابراهیم خان مدد دیگر از حاکم خود طلبید شیرخان بر طلب کمک مطلع شده مردم خود را بجنگ صف مستعد ساخت و وقت بامداد مردم خود را مهیا نموده از قلعه بیرون آمد لشکر بنگاله هم صف پیاده و سوار و آتشبازی و فیلان ترتیب داده مقابل شدند شیرخان فوجی از مردم خود در برابر ایشان داشته مردم چیده دیگر را در عقب پشته مخفی ساخت و قرار داد که باقی فوج مقابل غنیم تیراندازی نمایند و پشت داده رو به گریز نهند تا سواران ایشان بجهت تعاقب از میان کوچها بر آیند و چون چنین کردند لشکری که مخفی بود یکباره حمله آورده و داد مردانگی داده روزگار بنگالیان بر آوردند و ابراهیم خان بی نسبت پیکار کرده بقتل رسید و جملهٔ توپخانه جنگی با بیرقها

[illegible]

برده به بنگاله رفت و تمامی فیلان و توپخانهٔ بنگالیان بدست شیر خان در آمده ملک بهار بی‌نزاع صاف گشت و استعداد شاهی بهم رسید گویند در آن ایام تاج خان نامی از جانب بادشاه ابراهیم لودی بحکومت قلعهٔ چنار اشتغال داشت و او را زنی بود لاڈو ملکه نام عقیمه که تاج خان را نهایت محبت با او بود و پسران تاج خان که از زنان دیگر بودند از کمال رشک و حسد در مقام کشتن لاڈو ملکه شده شبی یکی از پسران که کلان‌تر از همه بود شمشیری به لاڈو ملکه انداخت و زخم کاری نیامده غوغا شد که لاڈو ملکه را کشتند تاج خان با شمشیر برهنه خود را بدانجا رسانیده قصد پسر کرد چون پسر بیقین دانست که از دست او خلاصی ممکن نیست بقتل پدر مبادرت نمود شمشیر آن بی‌سعادت کارگر افتاده تاج خان کشته شد چون پسران تاج خان سرانجام قلعه و سپاه نتوانستند نمود هرآینه شیر خان که در همسایگی بود برین معنی اطلاع یافته به میر احمد ترکمان که عمدهٔ نوکران تاج خان و خالوی لاڈو ملکه بود در باب تادیب پسران بی‌ادب سخن در میان آورد و بعد آمد و شد رسولان قرار بران گرفت که شیر خان لاڈو ملکه را در حبالهٔ نکاح خود آورده قلعهٔ چناره را متصرف گردد پس شیر خان عقد با لاڈو ملکه نموده قلعه را مع خزائن و دفائن متصرف گشت. نظم

چو هنگام رسیدن در رسد تنگ — برد هم خود کسی کام دل از سنگ
ازین جا سیر ماند دیده را او — که نظاره چه میسر بود از دور

له جراحت کاری

و در خلال این احوال بادشاه محمود بن بادشاه سکندر لودی از صدمهٔ افواج فردوس مکانی بابر بادشاه پناه برانا سنکا برده باتفاق رانا سنکا و حسن خان میواتی و دیگر زمینداران بر سر فردوس مکانی بابر بادشاه آمده و در نواحی قصبهٔ بیانه جنگ کرده شکست خورد چنانچه در محل خود ثبت گردید و بادشاه محمود در حوالی چتور روز بشب می آورد اتفاقاً اکثر امرای لودی که در ولایت پتنه اجتماع داشتند کس بطلب بادشاه محمود فرستادند و او آمده بعضی[1] بار بر مسند حکومت پتنه جلوس نمود و از آنجا لشکر گران بولایت بهار در آمد شیر خان چون دید که افغانان را از متابعت بادشاه محمود چاره نیست ناچار بملازمت او رفته اطاعت و انقیاد نمود و امرای بادشاه محمود ولایت بهار را در میان باهم تقسیم نموده پارهٔ بشیر خان گذاشتند و غدر خواهی نموده گفتند که هرگاه ولایت جونپور را از تصرف مغل برآوریم باز تمامی ولایت بهار از تو خواهد بود و شیر خان درین باب قولنامه[2] از بادشاه محمود گرفت و بعد از چندی جهت سرانجام لشکر رخصت جاگیر گرفته بسهسرام آمد و درین وقت که بادشاه محمود بقصد جنگ مغل و گرفتن ولایت جونپور می رفت کس بطلب شیر خان فرستاد او جواب نوشت که متعاقب سرانجام لشکر نموده می رسم امرای بادشاه محمود گفتند شیر خان بس محیل است و مکار لائق آنکه بجاگیرش رفته او را همراه بگیریم و بادشاه محمود با لشکر خود متوجه جونپور شد و امرای جنت آشیانی[3] که در جونپور بودند تاب مقاومت نیاورده

---

۱ تا پایداری ۲ اقرارنامه ۳ مراد از همایون

بدر رفتند جونپور و آں نواحی بتصرف افغانان در آمده تا ولایت مانکپور رانده متصرف شدند دراں وقت حضرت جنت آشیانی در نواحی کالنجر تشریف داشتند و چوں غلبه و طغیان[1] افغانان بسامع علیه رسید عنان عزیمت بدفع رفع افغانان معطوف ساخت بادشاه محمود بن [illegible] و دیگر امرای افغانان در برابر آمده مقابله نمودند چوں شیر خان از سرداری و کلاں تری ببن و بایزید و تاب بوده میخواست که خود بزرگ شود و از روش کار غلبه مغلان برأی العین مشاهده می نمود در خفیه بمیر هندو بیگ که از امرای کبار و سپه سالار مغل بود پیغام داد که چوں من پرورده نعمت فردوس مکانم در وقت جنگ سبب هزیمت افغانان خواهم شد چنانچه در [illegible] جنگ با فوج خود طرح داده بکنارے رفت و جنت آشیانی بفتح و فیروزی اختصاص یافته بادشاه محمود بد حال بولایت پتنه رفت و گوشه گرفته ترک سپاه گری کرده تا آنکه در سنه ۹۴۹ نهصد و چهل و نه بولایت اودیسه رفته در آنجا وفات یافت و جنت آشیانی بعد از فتح متوجه آگره شده امیر هندو بیگ را پیش شیر خان فرستاد که قلعه چنار را بوے سپارد شیر خان در دادن قلعه عذر آورد و امیر هندو بیگ برگشته بملازمت آمد چوں ایں خبر بجنت آشیانی رسید متوجه قلعه چنار شده جمعے از امرا را پیشتر فرستاد تا قلعه را محاصره نمودند شیر خان عریضه ارسال داشت که من بتوجه و امداد حضرت فردوس مکانی بابر بادشاه بمرتبهٔ حکومت رسیده ام

---

[1] ظلم و نا فرمانی -

و در جنگ بادشاه محمود بن بایزید بسبب فتح آں حضرت شد هم پادشاه اگر
چنار را ایمن مسلم دارد قطب خاں پسر خود را با فوجے بخدمت فرستاده لوازم
خدمت گزاری بتقدیم رساند و چوں دراں یورش غلبه و استیلاے
بهادرشاه گجراتی بسامع عزّ و جلال رسیده بود درین وقت مدّ آں را لائق
نموده عرضش بدرجهٔ قبول افتاد و شیرخاں قطب خاں را با عیسیٰ خاں
حاجب که بمنزله وزیر او بود بملازمت فرستاده جهت آشتائی مراجعت نمود
بهم بهادرشاه گجراتی پرداخت القصه قطب خاں با پانصد سوار در رکاب
آں حضرت بود لیکن از گجرات گریخته پیش پدر آمد و درین وقت شیرخاں
فرصت یافته ولایت بهار را مصفا ساخت و لشکر بنگاله کشته امراے
بنگاله در مقام محافظت گڑهی شده یک بار جنگ کردند آخر الامر گڑهی
بتصرف شیرخاں درآمده بولایت بنگاله رفت و بادشاه محمود بنگالی طاقت
جنگ نیاورده در حصار گور متحصن شد و شیرخاں مدتے به محاصره مشغول گشته
چوں یکے از زمینداران بهار فتنه انگیخته بود سپاه خود به بهار برگشت و خواص
خاں و دیگر امرا سپاه خود را به سر بنگاله گذاشت و چوں وقت محاصره
بطول انجامید و غله در شهر نایافت شد ناچار سلطان محمود از راه کشتی
گریخته به حاجی پور رفت و شیرخاں خاطر از فتنه و فساد جمع ساخته دنبال
سلطان محمود نموده اولاً علاج جنگ کرده زخمی از معرکه گریخت و بنگاله
بتصرف شیرخاں درآمده عروس آں مملکت را در آغوش کشید و چوں

له ناظر و کوا ضح ٹه پیچھے

جنت آشیانی از سفر گجرات معاودت نموده باگره آمد و دفع شیر خان را
اهم دانسته رایات جهان کشا بطرف چنار بحرکت در آمد جلال خان که
در قلعهٔ چنار بود و غازی خان سور و جمعی دیگر را بحراست قلعه گذاشته
خود بجانب کوهستان جهارکهند رفت و چون شش ماه از محاصرهٔ قلعه
چنار گذشت رومی خان که صاحب اهتمام توپخانهٔ بادشاهی بود در
دریا سرکوبها ساخته قلعه بتصرف سپاه مغل در آمد و بادشاه محمود که زخم دار
از معرکهٔ شیر خان گریخته بود درین وقت بملازمت بادشاه مشرف شده
جنت آشیانی دوست بیگ را در قلعه گذاشته متوجه شیر خان شد و
او جلال خان و خواص خان و اکثر لشکر خود را به محافظت گڈھی که
سرحد بنگاله است فرستاد و جنت آشیانی جهانگیر قلی بیگ و دیگر امرا را
پیشتر روانه فرمود و جلال خان و خواص خان که در گڈھی بودند با
ایشان جنگ کرده غالب آمدند جنت آشیانی دیگر بار افواج فرستاده
خود نیز از عقب بسرعت رسید و فتح گڈھی شده جلال خان پیش
پدر رفت چون جنت آشیانی از گڈھی گذشت شیر خان شهر گور
را خالی کرده بجانب جهارکهند رفت و بواسطهٔ قرب و جوار در اندیشهٔ
تسخیر قلعهٔ رهتاس گردید تا زنان و فرزندان خود را در آنجا گذاشته بفراغ
بال باقلیم ستانی و جنگ جنت آشیانی پردازد اما ازان که گرفتن آن قلعه
بجبر و قهر امکان عقلی نداشت متوسل و متشبث بدامن حیله و تدبیر
گشته کسان نزد راجه آن حصن فلک اساس که راجه هرکشن نام

---

[1] جنگل مارنے والا [2] قلعہ

داشت فرستاده پیغام کرد که ولایت بهار بغایت شکست و لشکر بسیار از دشمن
جمع آمده ازین سبب ارادهٔ تسخیر ولایت بنگاله دارم و خاطر بسبب قرب و
جوار مغلان جمع نیست اکنون اعتماد بر یاری و دوستی تو کرده اهل و
عیال خود و سپاهیان خود را میخواهم که بقلعهٔ تو فرستم و بخاطر جمع به بنگاله درآیم
راجه از قبول این ملتمس[1] سر باز زده شیرخان دیگر باره مردم شناسا
مع تحف و هدایا بخدمت راجه و وکلای او فرستاده پیغام نمود که بجز عورات
و خزانه چیزی دیگر نخواهم فرستاد۔ اگر فتح بنگاله نصیب شده بسلامت
معاودت نمودم ادای حق شفقت شما بواجبی خواهم کرد و اگر قضیه برعکس
باشد باری عیال و اموال من نزد شما باشد بدست مغلان که دشمن
قدیم اند نیفتد راجه آن حصار بطمع آنکه خزانه بدو آید پیشکش می آید
قبول کرد و شیرخان هزار ڈولی ترتیب داده بطریقی که در هندوستان
عورات را از جای بجای در ڈولی نشانیده و برقع [illegible] بر
در هر ڈولی بجای زنی دو مرد مردانه در آورده و پانصد کس [illegible]
[illegible] بر سر نهاده چه بدستی بجای [illegible] عصا [illegible]
داده بپای قلعه فرستاد چون در چند ڈولی [illegible]
نشانده بود و خواجه سرایان نیز همراه بودند [illegible] و متعلقانش غافل
مطلق شده تفحص و تجسس ننمودند و مال و منال را ملک خود تصور کرده
در بالا بردن تعجیل نمودند و بعد از آنکه ڈولی ها تحویل که راجپوتان آنها

---

[1] درخواست سه گنج گرانمایه خسرو پرویز کے ایک خزانہ کا نام ہے [illegible] ہزار روپیہ [illegible] بڑھی
عورتیں

تعین کرده بود رسیدند که گرگان[1] ڈولی نشین که راجه ایشان را اذن تصور کرده بود با شمشیرهاے آهیخته مردانه بدر دویدند و مزدوران پول[2] سیاه را که مانند زر سرخ بر سر داشتند افگنده چوبها علم کردند و روے بدروازه آورده با راجه هرکشن و مخصوصان او که در کمال غفلت بودند بجنگ پیوستند دران اثنا شیرخان که لشکر خود را مستعد و مکمل کرده گوش بر آواز بود خود را بشتاب سحاب بدروازه بارسانید و چون دروازه را کشاده دید با اکثر مردم خود بدرون در آمد و راجه هرکشن با جمعے از مخصوصان خود لحظه بجنگ ایستاده آخر چون دانست که کار از دست رفته است دروازۂ عقب قلعه را کشاده بهزار مشقت نیم جانے بتگ پا بیرون برد و مثل رهتاس قلعه که در ربع مسکون نظیر ندارد با خزائن و دفائن به این سهولت بتصرف شیرخان در آمد قبل ازان در سنوات سابق نصیر خان فاروقی حاکم خاندیش بهمین مکر و تدبیر قلعۂ اسیر را از آسا اهیر گرفته بود و رهتاس بے مبالغه و اغراق در استحکام بحدیست که مسافران ربع مسکون مانند آن نشان نمی دهند الحق اکثر بقاع و قلاع هندوستان بنظر مؤلف در آمده است اما بخوبی رهتاس قلعه دیده نشده الغرض در حوالی قلعه پهاید بزیر کوهے ده فیق واقع شده در عرض و طول زیاده از پنج کروه از دامن کوه تا دروازۂ قلعه یک کروه راه بیشتر است و در اکثر امکنۂ آن حصار بهر آشاره چشمهاے آب خوشگوار موجود است بلکه

---

[1] تجربه کار۔ [2] از مرده [3] اپنا کام [4] پیسه [5] بادل۔ ایک جگه۔ مقام [6] بیچ قلعه۔

در مکانے که چاه میکنند بعد از حفر[1] یک ذراع یا دو ذراع چشمهٔ آب شیرین پدیدار میگردد و هرکرا نظر بر آں قلعه می افتد بے اختیار بر زبان می آورد که از بدایع صنائع آفریدگار است و بنا بر آنکه طائر همت هیچ یک از بادشاهان عالی مقدار در هوائے تسخیر آں قلعه پرواز نکرده بود بتصرف شیرخان در آمد افغانان قوی دل شده اهل و عیال خود را درال قلعه در آورده اسباب قلعه داری بر وجه اتم سامان نمودند۔ بیت

بپاره کشاده شود کار سخت — بدست بر آید بهار از درخت

و جنت آشیانی مدت سه ماه در شهر گور که در کتب سلف به لکهنوتی مذکور است توقف نموده بعیش و عشرت گذرانید درین وقت خبر رسید که هندال میرزا در آگره و میوات علم بغی[2] و مخالفت افراخته خطبه بنام خود خوانده شیخ بهلول را بقتل رسانید آں حضرت جهانگیر قلی بیگ را با پنج هزار سوار انتخابی در گور گذاشته مراجعت فرمود و چون لشکر بادشاهی از کثرت باران و گل ولائے[3] بے سامان شده اکثر اسپان سپاهیان سقط[4] شده بودند نهایت بے سرانجامی بحال مردم راه یافته بود شیرخان فرصت غنیمت شمرده با لشکرے زیاده از مور و ملخ بر سر راه آمده در نواحی جوسا مقابله نموده گرد لشکر خود قلعه ساخته نشست و بعد از رسل و رسائل شیخ خلیل نام شخصے را که مرشد خود میدانست بخدمت جنت آشیانی فرستاده پیغام داد که ولایت بهار را تا گڈهی بتصرف

---

۱ کھودنا ۲ بغاوت ۳ کیچڑ ۴ مر گئے تھے۔

اولیائے دولت گذاشته خطبه [illegible] آنحضرت می سازم نظر بریں
چوں مقدمهٔ صلح قرار گرفت لشکر [illegible] ایشاں نسبت بیکدیگر وزہا بیدغدغه
شدند وآب جو سار را کی [illegible] گفتند شیرخاں ایشاں را غافل
یافته وقت شب ایلغار فرموده [illegible] ۹۴۶ نهصد و چهل و شش
بالشکرے آراسته و فیلان کوه [illegible] افواج بادشاهی را فرصت
ترتیب نشد شکست افتاد و [illegible] ال پریشانی متوجه آگره شده

همه سال گوهر نخیزد ز سنگ [illegible] سازد جهان گاه جنگ
و شیرخاں مراجعت نموده به بنگاله [illegible] قلی بیگ با لشکرے
در آنجا بودند بدفعات با او جنگ [illegible] ے نداشتند خود را
علف تیغ شیرخاں ساختند [illegible] بر شاه خطاب واده سکه
و خطبه بنام خود ساخت و سال د [illegible] تمام متوجه آگره شد
دریں وقت که بنگاله را انگاشته باید [illegible] مرزا از خدمت
جنت آشیانی جدا شده به لاهور [illegible] چغتائی بداں سبب
که بادشاه تربیت ترکمانان می [illegible] یشاں می کوشند
نفاق کرده بنیاد مخالفت نهادند [illegible] و باوجود ایں حال
بجنت آشیانی از آگره بفوج شتا [illegible] گذشت و دریں محل
لشکر مغل بصد هزار و لشکر افغانان [illegible] میرسید با جملہ

۱؎ کوچ ۲؎ چاره - خوراک -

در روز عاشوره سنه ۹۴۷ نهصد و چهل و هفت لشکر مغل کوچ کرده اراده فرود آمدن منزل داشتند که شیرشاه صف آراسته بجنگ پیش آمد و لشکر مغل بے جنگ هزیمت یافته جنت آشیانی در آب اسپ انداخت و بمحنت تمام برآمده متوجه لاهور شد و چون شیرشاه تا لاهور تعاقب نمود جنت آشیانی بجانب سندهر روان شد و شیرشاه تا خوشاب دنبال نمود و اسمعیل خان و غازی خان و فتح خان بلوچ دودائی که سردار طائفه بلوچ بودند آمده شیرشاه را دیدند و شیرشاه کوهستان سند را حوالی کرده بالنات را ملاحظه کرده در جائے که قلعه ضرور بود طرح قلعه انداخت و موسوم برهتاس کرده در همین وقت خواص خان غلام خود را که نسبی و مردانگی او در نام بادشاهی نسبت آورده بود امیر الامرا گردانیده عشر ممالک محروسه باقطاع وے مقرر فرموده او را با هیبت خان نیازی و لشکرے بسیار در آنجا گذاشته بجانب هندوستان مراجعت کرده چون به آگره رسید شنید که خضر خان شیروانی که از جانب او حاکم بنگاله بود دختر سلطان محمود بنگالی را بعقد در آورده در نشست و برخاست بطرز بادشاهان سلوک می نماید شیرشاه گفت علاج واقعه پیش از وقوع باید کرد پس این مهم را واجب دانسته بجانب بنگاله شتافت و خضر خان شروانی باستقبال آمده محبوس گشت و شیرشاه ولایت بنگاله را بچند کس قسمت نموده ملوک طوائف ساخت و قاضی فضیلت را که از علمائے

---

۱ تعاقب۔

ولایت کرده بود ... انصاف داشت و در السنه و
افواه بقاضی نصیح ... گردانیده صلاح و فساد ملک را
در قبضهٔ اقتدار او گذا ... ه به آگره آمده در سنه ۹۴۹ نهصد
چهل و نه بعزم تسخیر ... اکرد چون بگوالیار رسید شجاعت خان
افغان که از امرا ... به گوالیار تعین شده بود ابوالقاسم
بیگ را که از قبل جنت ... بر آورده قلعه را به تصرف بندهای ایشان
شیر شاهی در آورد ... ده رسید ملو خان حاکم مالوه که از
غلامان سلاطین خلجیه ... آمده بے طلب بایلغار آمد و
ادراد دیده در هم بعد ... سے که بر خاطر او استیلا یافت راه
فرار پیش گرفت ... را بحکومت مالوه گذاشته و
شجاعت خان را ... جاگیر داده همانجا گذاشت و
خود متوجه رن ... بعد از رفتن شیر شاه باز بمالوه آمده
با حاجی خان و شجـ ... رد و شکست یافته بدر رفت و چون
فتح بنام شجاعت ... اه حاجی خان را طلبیده حکومت
مالوه به شجاعت ... خود بجانب رن تنبهور رسید و ایلچیان
چرب زبان فرستـ ... ان سلطان محمود لودی تعلیم گرفت
و او انتخاب آگره ... یک و فرار ملو خان به شیر شاه رسید
ور بدیهه این ... چه کرد و بدی ملو غلام گیدی

---

۱ خلجیه ۲ احمق :

و شیخ عبدالحی و شیخ جمالی مصرعے دیگر گفته‌اند مصرعه

تولیت مصطفیٰ را الا بتر فی عبیدی

بالجمله شیرشاه مدت یک سال در آگره قرار گرفته سرانجام لشکر و ملک نمود و هیبت خان حکم فرستاد که ملتان را از تصرف بلوچان برآورد و او رفته با فتح خان بلوچ جنگ کرده غالب گشته ملتان را مسخر ساخت و شیرشاه رعایت او کرده وے را خطاب اعظم همایون داد و در سنه ۹۵۰ نهصد و پنجاه پورن مل ولد راجه سلهدی پوربیه در قلعهٔ رایسین علم غلبه و استیلا برافراشته اکثر پرگنات آن نواحی را متصرف شده دو هزار عورات مسلمه را بحرم خود نگاه داشت ازین سبب عرق حمیت شیرشاهی بحرکت در آمده به تسخیر قلعهٔ رایسین پرداخت و چون مدت محاصره بشش ماه کشید شیرشاه سخن صلح درمیان آورده با پورن مل عهد و پیمان بست که با وے ضرر جانی نرساند پورن مل با زنان و فرزندان و چهار هزار راجپوت نامی از قلعه برآمده بیرون منزل کرد و از علمائے وقت میرزا رفیع الدین صفوی باوجود عهد و پیمان فتوے به قتل پورن مل داد و شیرشاه تمام لشکر و فیلان کوه پیکر آراسته بر سر پورن مل فرستاد تا از اطراف لشکر او را درمیان گرفتند پورن مل و راجپوتان دل بر مرگ نهاده کار رستمانی کردند که داستان رستم و اسفندیار بازیچه شد و پروانه وار خود را بر دم تیغ و تیر و دندان فیل بے محابا با فسان زدند که جمله با زن و فرزند خود را کشتند و کشته شدند و شیرشاه مراجعت نمود

باگره آمد و چند ماه قرار گرفت و تازگی سرانجام لشکر نموده متوجه تسخیر ولایت
مارواڑ گردید و در هر منزل گرد لشکر را خندق و قلعه استحکام میداد و لوازم
حزم و احتیاط بتقدیم میرسانید و چون به زمین ریگستان رسید و بستن قلعه
متعذر گشت بفکر صائب و اندیشهٔ درست بفرمود تا جوالها پر ریگ ساخته
بالای هم میگذاشتند و قلعه می ساختند اول بر سر مالدیو که حکومت و ولایت
ناگور و جودهپور داشت و در میان راجهای هندوستان بکثرت لشکر و حشم ممتاز بود
رفت و قریب پنجاه هزار سوار راجپوت در ظل رایت رای مالدیو جمع گشته
قریب یکماه در نواحی اجمیر در برابر شیرشاه نشست و هنگام در جنگ پیشدستی
نمی نمود و شیرشاه جمعیت او را بنظر آورده از آمدن خود پشیمان گشته بود
چون مالدیو وارث آن مملکت نبود بلکه خروج نموده متغلب راجهای آن
حدود را مغلوب ساخته بود چهار تن راجها فرصت یافته نزد شیرشاه آمده
بمشورت شیرشاه کتابات از زبان امرای مالدیو بخط هندی به شیرشاه
نوشتند که ما نیز بضرورت و بی نیت اطاعت مالدیو میکردیم و تحقیقا
او ساخته منتظر لطیفهٔ غیبی بودیم الحمد لله که شغل آن بادشاهت متوجه
گشت تا انتقام چندین ساله ما را ازو بکشید پس هنگام لشکر ظفر اثر اسلام
نزدیک رسید ما از راجهٔ مالدیو جدا شده بکمک عالی ملحق می گردیم بدین مقال
مکاتیب نیز از زبان شیرشاه نوشتند که انشاء الله تعالی بعد از فتح و
مغلوبیت مالدیو شما را معزز و مکرم داشته جمیع اقطاع موروثی آبا و اجداد

۱؎ طرفین جانبه سکه سواری

از ما بدانی میداریم باید که خاطر جمع داشته در اظهار لوازم دولت خواهی خود را معاف ندارید پس آن کتابات مزوّره را بلطائف الحیل بدست مالدیو انداختند و مالدیو که همیشه از زمینداران امرای خود اندیشه و دغدغه در خاطر داشت از مطالعهٔ مکاتیب هراسان شده با آنکه سه چهار منزل بقصد جنگ پیش آمده بود توقف نمود و کونبها نام که از امرای او بکثرت سپاه و وفور شجاعت از همه مردم امتیاز داشت در پیش رفتن و جنگ کردن مبالغه بسیار بجای آورد و چون یکی از کتابات بنام کونبها بود و یقین مالدیو شده که او برای مصلحت خود ترغیب قتال می نماید توهمش زیاده شده عازم مراجعت گشت و کونبها و دیگر امرای او هر چند نصیحت کردند سودی نبخشید و ایشان چون بر مضمون کتابات جعلی[1] امیر شیرشاه مطلع شدند از تهمت بیوفائی که در مذهب همه کس خصوصی راجپوتان اصل ننگ و عار است اندیشیده باتفاق بمالدیو گفتند که دولت خواهی و اخلاص چون محمول بر نفاق می شود واجب و لازم است که برای دفع آن تهمت با شیرشاه چندان حرب نمائیم که فتح کنیم یا کشته شویم و باین قرار داد خدای خواهی وداع کرده وقت شب که مالدیو کوچ کرده بولایت خود رفت کونبها و دیگر امرای راجپوت با دوازده هزار سوار که در جمیع معارک از ایشان آثار مردانگی بظهور رسیده بود بعزم شبخون بجانب لشکر شیرشاه روان شدند و راه غلط کرده دیر بلشکرگاه شیرشاه رسیدند و از کمال حمیت و غیرت

---

[1] جعلی : خیالی ، جمع مزوره ۔

با افغانان که بے اغراق[1] هشتاد هزار سوار بودند بجنگ ایستاده مصاف دادند
اکثر افواجِ افاغنه را برهم زده نزدیک بآن رسیده بود که شیرشاه فرار نماید ناگاه
یکے از امرائے عمدهٔ افغانان موسوم بجلال خان جلوانی معروف به شجاعت
وکاردانی به لشکر تازه زور در رسیده هم از گردِ راه بر راجپوتان حمله آورده وسلک
جمعیت ایشان از هم پاشیده کونبها ودیگر راجپوتان کشته شدند وشیرشاه
که بر شکست متیقن شده بود ظفر یافته بر زبان آورد که برائے یک مشت
ارزن[2] پادشاهیِ هندوستان را برباد داده بودم چه که در ملک مالدیو
بسبب کثرتِ ریگ وکمی آب مثل دیگر ممالک هندوستان گندم وجو و
نخود ونیشکر وتنبول وبرنج خوب نمی شود واکثر مزروعات ایشان
ارزن است که بزبانِ هندی آن را باجرا گویند ونیز مالدیو از جنگ امرائے
بیگناه از قتل ایشان وتزویر وحیلهٔ افغانان مطلع شده تاسف بسیار
خورده ناکام بکوهستانِ جودهپور گریخت وشیرشاه بعد ازین فتح که
در خور[3] بازوے او بود بقلعهٔ چیتور رفته بصلح گرفت ومراجعت کرده بدان
تنبور آمد وچون قلعهٔ رن تنبور را بجاگیر عادل خان پسر بزرگ خود داده بود
عادل خان چند روز رخصت گرفت تا سیر قلعه وسرانجام آن وقت نموده متوجه
آمد وشیرشاه از آنجا بجانب قلعهٔ کالنجر که محکم ترین قلاع هندوستان است
نهضت کرده وراجهٔ کالنجر بواسطهٔ بدعهدی که در باب پورن مل پیدا بود
اطاعت نکرده در مقام مخالفت شد شیرشاه قلعه را مرکز وار در میان گرفته

---

۱ بلا مبالغہ ۲ غلہ جیسا باجرا ۳ لائق کے گزارہ

بساختن نقب و سرکوب و ساباط اشتغال نمود و چون ساباط بقلعه رسید شیرشاه
از اطراف جنگ انداخت و در جائے که خود ایستاده بود مردمان حقهاے
پر دارو تفنگ باندرون قلعه می انداختند اتفاقاً یک حقه بر دیوار قلعه
خورده برگشت و شکست درمیان حقهاے دیگر افتاد و آتش درگرفته شیرشاه
با شیخ خلیل مرشد خود و ملا نظام و دانشمند دریا خان شروانی سوختند و
شیرشاه با آں حالت خود را بمرحل رسانید و چنانکه نفس می کشید بشور بهم
میرسانید و فریاد کرده لشکر را بجنگ ترغیب می نمود و مقربان خود را تاکید
و اهتمام تمام بجنگ می فرستاد در آخر آن روز که دوازدهم ربیع الاول
سنه نهصد و پنجاه و دو بود خبر فتح قلعه شنیده ودیعت حیات سپرده

نظم

زروزگار جہاں حالتم پسند آمد	که خوب زشت و بد و نیک در گذر دیدم
بر صحیفه بنا و نمائے خورشید	نگاشته سخنے خوش بآب زر دیدم
که اے بدولت ده روزه گشته مستظهر	مباش غره که از تو بزرگتر دیدم

شیرشاه پانزده سال در امارت گذرانید و پنج سال پادشاهی بلاد
هندوستان کرد و بعقل و تدبیر صائب امتیاز تمام داشت و آثار پسندیده بسیار
گذاشت چنانچه از بنگاله و سنارگانو تا آب سند که بنیلاب اشتهار دارد
یکهزار و پانصد کروه است و در هر یک کروه سرائے ساخته چاه و مسجد از خشت
و گچ پرداخته موذن و مقری و امامے مقرر نموده آنها را وظیفه معین کرده
و در هر سرا یک دروازه طعام پخته و خام براے مسلمانان دروازه دیگر که ...

۱؎ سرنگ ۲؎ ربیع ۳؎ سنار ... دالانگ استاده اسی طرح

برای هندوان مقرر بوده که دائم میرسانیده تا مسافران عسرت[1] نه کشیده باشند و در هر سرای دو اسپ با اسم به زبان هندی ڈاک چوکی گویند نگاه داشته که هر روز خبر مالک و اقصای بنگاله بادشاه میرسید و در دو طرف راه هر دو جانب و خیابان از درختان میوه دار از قسم کرنی و جامون وغیره نهال افشانده بود که خلائق در سایه‌اش آسوده شده می‌گذشتند و همین طریق از آگره تا مندو که صد و پنجاه کروه است درختان میوه دار بر پا کرده بود و سرای و مسجد ساخته و در عهد او امنیت به مرتبه بود که مترددین[2] در صحرا و بیابان هر جا میرسیدند از کالای خود اندیشه نکرده بفراغت می‌خفتند و گویند اگر زالی با سبدی پر از طلا در صحرا خواب کردی حاجت پاسبان اصلا نبودی. شیرشاه چنانکه ریش سفید خود را دید به آه چند بار میگفت که دولت و شاهی نزدیک به وقت شام به من رسید. گویند درین باب تاسف بسیار خورده و شعرهای عذرخواهانه و متاسفانه گفته. القصه این بیت شیخ گنجوی ورد او است. بیت

شه الله باقی ترا یاد دائم
جهان شیر شه بن حسن سور قائم

آخر اوقات خود را صرف کار خلائق کرده و سرانجام سپاه و رعایا بخوبی نموده و به طریقهٔ عدل و داد استقامت داشته. بیت

پس از مرگ هر کس که در نام ماند
بها ناکه در زندگی کام ماند

و شاعری تاریخ فوت او گفته. قطعه

شیرشاهی که از مهابت او
شیر و بز آب را بهم می‌خورد

---

[1] تنگی اور پریشانی [2] آنے جانے والے مسافر [3] اسباب وغیرہ کی ٹوکری۔

چوں برفت از جہاں بدار بقا گفت تاریخ او ز آتش مُرد

۹۵۲

انتخاب از رقعات عالمگیری

بنام بادشاہزادۂ کلاں سلطان محمد معظم شاہ عالم بہادر

۱ رقعه — بهین پور خلافت فرزند سعادت توام محمد معظم حفظه الله تعالیٰ و سلّم! اعلیٰ حضرت فردوس منزلت بتسخیر فتح ولایت بلخ و بدخشاں و خراساں و ہرات ملک قدیم و موروثی توجه مفرط داشتند. مکرراً افواج بادشاہی بسرکردگی مراد بخش[1] بآں صوب فرستادند. چنانچه اکثر آں ولایت فتح هم شد. لیکن بسبب کم حوصلگی آں نامراد که بے طلب حضور برخاسته آمده باستمالت[2] اهالی و اکابر آں دیار نپرداخت. ملک مقبوضه و مفتوحه از دست رفته و خزانه ضائع گشت. ازینجا است که گفته اند از پسر ناخلف دختر بهتر. نظر باین توجیه که سعی اگر جد نتوانند پسر تمام کنند. این فانی را آرزو باقی است تدبیرش غیر ازین نیست که نبیرهٔ آں حضرت[3] را با فوج شائسته و سامان بایسته[4] بآں سمت بفرستم. دیگر از ما چه می آید با وجود تاکیدات حضور[5] شما قندهار را تسخیر نتوانسته آید. تا اینها هم چه رسد

[1] مراد از شاہجہاں [2] از حد در گذشتن [3] سرداری [4] اچھی اچھی باتوں سے اپنی طرف مائل کرنا [5] مراد از عالمگیرؒ [6] ضروری و محتاج الیه.

ظاہرا کار ما از شما نیست۔ عارف بجز و کُہ عارف است۔ ایں نمود بے بود خود آفتاب سر کوہ[1] است۔ بدست آمدہ چہ دنیا مدچہ۔ شما فکر خود کنید کہ در سجادہ بہ ہمچشماں چہ رُو خواہید نمود۔ و در آنجا کہ بحضرت حق سبحانہٗ تعالیٰ و حضرت اعلیٰ۔

رقعہ ۲۔ مہین پور سلطنت! بر اسے اضافۂ پسر چارمین کہ ظاہر ابسیار دوست می دارند۔ عرضداشتیکہ نوشتہ بودند بمطالعہ درآمد۔ ہیچی مراتب خرد بزرگ امکان ندارد۔ دو طرفہ تر اینکہ آں فرزند خبر خانۂ خود ندارد۔ خبر ہم داخستہ پسر از کجا یافتند۔ بہر حال۔ ع۔ عمرت دراز باد کہ ایں ہم غنیمت است بپاس خاطر آں فرزند بطور دیگر رعایت کردہ خواہد شد۔

رقعہ ۳۔ مہین پور خلافت! با وجود سلامت نفس فتح اللہ خاں را چرا ناخوش کردید۔ پادرا یام شاہزادگی با امرا ہیچو سلوک می کردیم کہ ہمہ راضی بودند۔ در حضور و غیبت بہ خوشدلی تعریف و توصیف ما می کردند بل با وصف اقتدار برادر نامہربان بعضے با ترک رفاقت او کردہ ملازمت ما اختیار کردند۔ ہمچی کہ باشارہ برادر نامہربان حرکات نا ملائم کردہ حرفہاے بے ادبانہ بزبان آوردند۔ تا بآئینہ اغماض و تحمل خشتہ[2] شدہ از سر انصاف اوراد بصاحب جوہلگی ما کردند تا نقش سرداری و بہادری ما بر لوح خاطر اشرف اقدس اعلیٰ حضرت مرتسم گشت و کارہاے دست بستہ بازو بازوے ایں مو ضعیف صورت گرفت شما مثل فتح اللہ خانے را رنجیدہ خاطر کردید۔ ہیچ سپاہی جگر دار[3] ہمہ کارہ را کہ بکار عمدۂ شما می آمد

---

[1] کنایہ از انتہاے عمر و زندگانی [2] کوڑا [3] ہوشیار [4] منقوش [5] مشقت کرنے والا

شکستہ دل نمودید۔ فرد۔

گر صد ہزار لعل و گہر مسید ہی چہ سود دل را شکستۂ کہ گوہر شکست

مضٰی ما مضٰی حالا ہم اگر دلجوئی کنید بہتر و برائے اصلاح کار مفید تر است۔

بیت

اصیحتے کنمت بشنو و بہانہ مگیر کہ ہر چہ ناصح مشفق گوید بپذیر

بیشتر ہر چہ رضا۔ وسلام بر آں کس است کہ پیروی راہ راست کند۔

رقعہ ہم۔ ہمین پور خلافت اعظم خاں از حضور رخصت یافتہ جلد رسیدہ آنچہ بزبان او حوالہ شدہ۔ ابلاغ نماید۔ از خود خبرم نیست کہ کیستم؟ و کجا می روم؟ بہ سر ایں عاصی پُر معاصی چہ خواہد گذشت۔ حالا از ہمہ رخصت می شوم و ہمہ را بخدا می سپارم۔ فرزندان نامدار را نگاہ باید کہ نگاہ لطف بکنند و تجویز کشف و خون خلق کہ بندہائے خدا اند نشوند۔ آنچہ منظور می آید طرفہ ہنگامہ برپا شدنی است۔ ایزد متعال[1] المطلوب توفیق حفاظت خلق اللہ و دوام بدایت خالق اللہ چراغ راہ سالکان طریق ریاست و ملک داری کناد

بنام بادشاہزادہ محمد اعظم شاہ بہادر

رقعہ ا۔ فرزند عالیجاہ! اسپ راہوار کہ ایں مرتبہ برائے ما فرستادہ از سواری آں خیلے خوشیم۔ و یادگار از غمخواری اے پدر پیر از اں فرزند جواں بخت می دہد۔ از کمال تحفگی بجوش خرام موسوم کردہ شد۔

[1] نیا عجیب کہ دلوں کا پھیرنے والا ہے جمع ودیعت یعنی امانت کہ خوشی۔

چوں آں فرزند در تجویز نام مطابق ہر چیز مہارت تام دارند برائے ہر یکے از اسپان خاصہ تاکہ فہرست آں بقید رنگ و نسل مرسلہ آختہ بیگی خواہد رسید تجویز کردہ بہ نویسند۔

رقعہ ۲- فرزند عالیجاہ۔ ڈالی انبہ مرسلہ آں فرزند بذائقہ پدر پیر خوشگوار آمد برائے نام انبہ گمنام استدعا نمودہ اند۔ چوں آں فرزند جودت طبع دارند ما وا از تکلیف پدر پیر چرا می شوند بہر حال سدھارس و رسنا بلاس نامیدہ شد۔

رقعہ ۳- فرزند عالیجاہ! از کھچڑی بریانی شما در زمستان یاد می آید الحق کہ قبولی اسلام خاں بآں نمی رسید می خواستم کہ سلیمان بریانی پز را از شما بگیرم اما شفقت پدری اقتضا نکرد۔ اگر از شاگرداں او کسے مہارت این فن داشتہ باشد طلبیدہ آید والا خوشا روزے کہ بیایند و تجویزند و بخورانند۔ بیت

خوشا وقتے و خرم روزگارے کہ یارے برخورد از وصل یارے

بیت

ہوس از سر ہم یک سر مو نرفت سیاہی ز مو رفت و از رو نرفت

رقعہ ۴- فرزند عالیجاہ محمد اعظم حفظہ اللہ تعالیٰ و سلم ظاہراً در سواری خیلے جلد تند می روند چنانچہ سید ساٹیاں برادر ایشاں از پا در افتادہ زندگی را جواب دادہ وقتے در حضور بحضور ماندہ طریق سواری دیدہ اند

۱ داروغہ مطبخ ۲ درخواست ۳ ایک قسم کا کھانا جس میں چاول اور چنا شامل کرکے پکایا جاتا تھا ۴ چیز بہ دار۔

بجز اخلافِ آں پسندیده اند۔ فرد۔

آہستہ خرام بلکہ مخرام زیرِ قدمت ہزار جان است

رقعہ ۵۔ فرزندِ عالیجاه محمد اعظم حفظہ اللہ تعالیٰ و سلم۔ احسن بیگ دیوانِ کار
چکلہ کوڑا برعایتِ خاطرِ افضل اجل معزول نشده۔ رعایاے آنجا
واویلا داده اند۔ و سر بسنگ میزنند و میگویند۔ ع۔ اگر تو نمی پرسی داورِ روزِ
داورے ہست۔ محاسبانِ حقیقی ظلمِ عمّال بنامِ ما و شما می نویسند۔ جزاے
اعمال حق دانستہ۔ باحوالِ سکنۂ آنجا دارسند۔ والا جاگیر تغییر خواہد شد
و عوض نخواہند یافت۔

رقعہ ۶۔ فرزندِ عالیجاہا! آنچہ معلوم میشود مصطفیٰ قلی بیگ دیوانِ خاص
آں فرزند کار را بعجز و رسی سرانجام میدہد غنیمت است اضافۂ منصب
و خطابِ خانی اگر بہ او رسید داده آید۔ آدمِ خوب مثلِ طلاے بے غش است۔

بیت

آنچہ بجستیم و دیدیم کم کہ بسیار است نیست نیست جز انساں دریں عالم کہ بسیار است و نیست

روزے سعد اللہ خان مرحوم بعد فراغ از اوراد و وظائف تا دیرے دست
بدعا برداشتہ۔ یکے از ندماے گستاخ پرسید "کدام آرزو باقی است؟"
گفت "آدمِ خوب"۔ الحق حرفِ خوبے گفتہ۔ ہر چند جوہرِ دیانت و امانت
و خلقیتِ انسانی جبلی است بہر کہ حق تعالیٰ کرامت کرده باشد۔ اما ہمت
و انصافِ آقا را نیز دخلے ہست۔ کہ نوکر را مرفہ الحال و از وجہ معاش

ـه براں کندہ [illegible]

مقدار احوال فارغ البال دارد۔ تا ضرور است عالم تعلق خلل اندازِ اعتقادِ او نشود۔ ع که مزدور خوشدل کند کار بیش۔

رقعہ ۷۔ فرزندِ عالیجاہ! بإظہارِ جاسوساں معلوم شد۔ کہ شاہ راہ از بہادر پور تا خجستہ بنیاد خالی از مخاطرہ نیست۔ قطاع الطریقاں مال بیوپاریاں و مسافران بغارت می برند۔ و مترددین با مینت نمی توانند آمد و رفت نمود۔ ہرگاہ در قرب لشکر او شما ایں حال بودہ باشد وا ے بر حالِ طرق دور دست معلوم میشود کہ منہیاں اخبار معتبر باں فرزند نمی رسانند۔ از انجا کہ غفلت و بے پروائی خلافِ طریق ریاست و جہانبانی است۔ کاتبان جد بتہدید تعیین نمایند۔ و عملہ و فعلۂ پیشین را بسزا رسانند۔ و فوجے مستعد مقرر سازند کہ استیصال مفسدان از بیخ و بن کردہ شاہ راہ از شر جماعت حرامیاں پاک سازند۔ تنگ بدعملی تا کے گوارا تواں کرد۔ بیت

من نمی گویم زیاں کن یا بفکر سود باش ایے ز فرصت بیخبر در ہر چہ باشی زود باش

رقعہ ۸۔ فرزند ارجمند عالیجاہ! آب خورۂ سفید چینی خوش تماشش کہ اکنوں با وجود تلاش بہم نمیرسد بطریق پیش کش آوردہ بودند درین ضمن کرسی گجکرطہ نیز بنظر گذشت برائے آں فرزند دلبند فرستادیم شکر ہر دو عطیہ بجا آرند و در ارسال ڈالی انبہ تلافی ما فات کوشند۔

رقعہ ۹۔ فرزندِ عالیجاہ! یاد داریم کہ روزے بخدمت میاں عبد اللطیف قدس سرہ الشریف رفتیم۔ و در اثنائے کلام گفتیم کہ اگر اجازت باشد

[illegible]

چند دہ از مضافات کلرگون برائے مصارفِ خانقاه[۱] مقرر کرده شود۔ ایں دو مصرعہ بر زبانِ صدق ترجمان راندند۔ بیت۔

شاه ما را ده دِه و منّت نہد — رازقِ ما رزق بے منّت دہد

گفتیم "ہمچنین است امّا تقدیمِ خدمتِ فقرا و اہلِ اللہ برائے خیر و برکتِ دینی و عاقبتِ خود و حصولِ دعائے مزیدِ نعمت و دولت است نہ برائے آنکہ منّت" گفتند "اگر فی الحقیقت از تصمیمِ ارادهٔ باطن نیست خیرات نیست غلات از حصّۂ رعایا بگیرند بلکہ مظلومانِ محنت کش زیاده از اں الله۔ داد را بہ وظیفہ برائے گوشہ نشینانِ متوکّل کہ زبانِ سوال البتّہ بیابانہا و زوایائے[۲] ویران مسکن دارند مقرر سازند و بدادِ مظلومان نوعے برسند کہ حقِ کسے تلف نشود۔ و دستِ اقویا از حالِ ضعفا کوتاه باشد۔ افزونیِ دولت و نعمت مشاہده نمایند۔ بتقریبِ نالشِ سکنۂ چکلہ گوڑه ایں نقل بیاد آمد کہ بے اختیار بآں فرزند قلمی شد۔

رقعہ ۱۰۔ فرزندِ عالیجاه! داروغۂ توپخانہ و دیوانخانہ را فوجدار لدارح احمد آباد کرده اند۔ و از بعضے سیّات نکوہیده شان داد برائے تمرد انحصار دیده مستغیثان بحکایتِ داروغۂ مذکور بعدالتِ آں فرزند باز می یابند۔ دیگر حالِ مردمِ خوار اوباش رفیق و داماد شده خلق الله را ایذا می دہند حیرانم کہ در وقتِ جزائے اعمال چہ جواب خواہیم داد حق سبحانہ تعالےٰ

---

[۱] قریہ گاؤں [۲] وہ گھر جہاں مشائخ اور درویش عبادت کرتے ہیں [۳] بجا لانا۔ [۴] جمع زاویہ یعنی کنج و عزلت [۵] رشوت۔ خارت [۶] فریادی۔ دادخواه۔

عادل است اگر ظالم را کار فرما گیرند هر ضرر اینکه از ظالم عائد بود با آید عدل آنست و آن سزا دادن ظالم را از دو راه ادل هر بد اد و ادخواه نرسیدن و زیں خود بعجیز ظلم بودن است۔ بیت ۔

گندم از گندم بروید جو ز جو از مکافات عمل غافل مشو

رقعہ ۱۱ ۔ فرزند عالیجاہ! مثل ندارید از ضعیفہ بیچارہ یا کہ بحال تباہ محروم خواہد بود بر ما و شما حقی دارد و فو اسهایش انچہ کرد نتیجۂ آں دیدند متعلق حق ہیچ حال نباید بود یاد داشتہ باشند کہ روزے کہ فیل فتح جنگ خاں بر آں فرزند حملہ آورد۔ عیر مجھ چہ کار رستانہ کرد فیل را از شوخی باز داشت و خلعت عنایت نگرفتند کہ حق نمانہ زادی بجا آوردم مزد چرا بگیرم برائے خدا و خاطر ما سینہ را از کینہ دیرینہ پردازند و آں ضعیفہ را کہ غیر شما دیگرے ندارد مشمول عواطف سازند۔

بیت

تدریان[1] خود را بیفزا سے ستم ہا کہ ہرگز نیاید زپرورده عسدر

رقعہ ۱۲ ۔ فرزند عالیجاہ! روزے سعد اللہ خاں در حضور بدید آمد ۔ اعلیٰ حضرت سبب پرسیدند۔ عرض کرد کہ شعرے چند در بیاضے بہ نظر آمدہ بود نقل بر سید ارشد تا بعرض رسانم تدبیر بنیان سلطنت از عدالت ۔ از افتن ملک و مال از شجاعت ۔ دوام از صحبت داشتن با علما و فضلا و محترز بودن از قرب جہلا۔ فتنہ از عقل است ۔ عاقل بودن بہ

[1] بیونانی ۔

عقاید و مستقل ماندن در یقین شده اند۔ مقصّر نبودن در امور دینوی
از تدبیر۔ راضی و شاکر ماندن بر تقدیر دیر پائی خاندان از ترحم نمودن
بر یتیمان و محتاج نشدن خود از کامروائی محتاجان۔ انصرام امور ملکی
بصلاح و صوابدید وزرا۔ مظفر و منصور بودن باستمداد همت فقرا۔ تندرست
ماندن از نیت ازالۂ درد دردمندان امید رحمت داشتن از جناب حق
بعفو جرائم مجرمان آں حضرت خیلے محظوظ شده۔ بوسه بر پیشانی حسانِ
مبرور دادند و آخر روز چند تهان محمودی زرده وزری یکرنگ سنجابِ مذکور مرحمت
فرمودند خواستم که تنها متلذّذ شده باشم بآں فرزند دلبند هم نوشتم توفیق عمل به
همگناں رفیق باد۔

رقعه ۱۴۳ - فرزند سعادت توام محمد اعظم حفظه الله تعالیٰ وسلّمه۔ ظاهرا
پسر ناظر دیوان خانۂ آں فرزند عالیجاه در قمار خانه قمار می بازد حیف
صد حیف با وصف دعوی جهان بانی این همه غفلت و نسیانی۔ هرکاره‌ها
چه شد که خبر نمی رسانند۔ یا رفروشی خواهد بود۔ کاتبانِ جدید مقرر سازند و
تهدید کنند۔

رقعه ۱۴۴ - فرزند عالیجاه! جانا عزیزا! چند فقره از بیاض اعلیٰ حضرت
خوش آمد۔ باقتضائے شفقت قلبی بے اختیار بآں فرزند ارجمند
نوشتیم که تنها متلذّذ نباشیم چندیں چیز بهترین اعمال است رو دادن
به مردم بد رنجیدن بعدم حصول مقصد رنجانیدن مردم خوب مزاج۔

---

۱ کوتاہی کرنے والا ۲ دور کرنا ۳ مقبول ۴ یعنی دارو غہ ۵ خاموشی

نخواستن باکمالِ احتیاج صحبت داشتن با اہلِ معاد (آخرت) جستجو کردنِ قابلان
با استعداد۔ بار دادن پیش خود بمردم جہّال دادن بارباب استحقاق بقدر
توفیق بیش از سوال کرم داشتن اہلِ فضل۔ مصروف نمودنِ مزاج
بعدل میل کردن با قوالِ غیر عقائد۔ بے خبر بودن از احوالِ متوکلان
بے مکانہ غنیمت دانستن وجود یگانگان که بیگانه از خلق باشند
پیش داشتنِ ہمے که مصالح امور دنیا و عقبیٰ بودند درین عصر ہم مردم
خوب بسیار اند۔ اما دل متفحص و توفیق پیش آوردن آنہا کو۔ ظاہرا
بعد چندے بتر ازین خواہد شد۔ فرد۔

من ز وضع زمانه در فکرم که مبادا ازین بتر گردد

شما که داعیۂ جہانبانی دارید بجوئید و بخواہید و بگیرید و نگاه دارید۔

رقعہ ۱۵۔ فرزند عالیجاه از احمدآباد میر عرب درویش را دیده اند
البته یافته بودند۔ و سلام این شرمندۂ عقبیٰ و طالب دنیا را ابلاغ نماید
و خیر عواقب امور و سلامت ایمان از دل و جان مسئلت کنند۔
گذرانیدگی با جان دو روزه از حسن عمل عمر این غافل بیہوده حاصل
گذشته۔ قدرے که مانده نیز لا حاصل میرود۔ قدم حیات پیش روز نگر
نجاتے چه امید ہست۔ فرد

آنچه ما کردیم بر خود ہیچ اعمیٰ نه کرد در بیابان خانه گم کردیم صاحب خانه را

رقعہ ۱۶۔ فرزند عالیجاه۔ آنحضرت از سعد اشرف خاں پرسیدند که

؎ خواہش

اسباب خوشنودی خالق و خیریت عاقبت جست‌وجو عرض کرد که علامت سعادت
آن که حضرت آفریدگار در ذات اقدس آفریده. شخصی از راه کنایه به خان موصوف
گفت که مردم متدین و وفادار در عرصهٔ روزگار کمتر اند شاید به قبل شما
در آمده باشد جواب داد که زمانه از آدم خوب هیچ گاه خالی نیست صاحب
می باید که دریابد و آنها را بیشتر از دیگران در کار خود نماید و گوش بر حرف اهل
غرض در حق او نگذارد. اعلی حضرت می فرمودند که مردم متدین به آبرو
طلب و مقصد می خوب [illegible] چرا که خدا [illegible] بر [illegible]
گردانند باید که شخصی آشنا را به وجه قابلیت آنکاره سازد اگر چه بیگانه باشد
و از جاهل اگر چه بیگانه شود و چه خویش اوست دور نگاه دارد. مقصدی آشنا به
قرابت دوست اعتماد نیست.

رقعه ۱۷ - فرزند عالیجاه! از نوشتهٔ اعلیحضرت در خلوت به ما شکوه ارشاد
شده بود. در حق آن است پادشاه هیچ خلقی بدگمان نباشد. همه را
مشمول به مواظبت و التفات دارد. و بعضی غرض آمیز ساز الی در
حق این جماعت نشنود که این حرف وحشت بکار خود آید بلکه دل
می سوزد. جرئت ناگفتنی می گویم. نفاق با مردم کار صنایع کاری است.
رقعه ۱۸ - فرزند عالیجاه! در نوشتهٔ اعلیحضرت تا آنکه به غسل خانه تشریف
آورده بود سعدالله خان و علی مردان خان موجب ملال خاطر اشرف
استفسار نمودند. آنحضرت فرمودند که چند کس از ظلمات ملک و مال

از رنجیده و شوم.

طعمۂ اجل شده اند و مردم دیگر با فر و شکوه بالفعل بنظر نمی آیند که از و متحمل
چنان امور خطیر توانند شد. باندیشۂ اینکه مبادا انتظام ابتر شود خاطر اشرف و دست
قلیچ خان عرض کرد که رونق مهمات خلافت ازل بنیاد بحسن تربیت شخص والا
بالفعل هریکی از نوکران خانۂ غلام چنان تربیت شده اند که بمنصب والاے
پادشاهی و خدمات عمده سنجات و رتق و فتق معاملات سزاوار اند. بمجرد استماع این
حرف در مزاج اشرف فرحے پدید آمد و حکم شد که آخر روز کلان ازیشان بیاید تا سیر
صورت و سیرت آنها کرده شود چه خوش باشد. اگر کار ایشان خاطرخواه بمشتی گردد
چنانچه بر وقت حضور پیش نور آمده و به تحصیل دولت ملازمت اقدس مشرف شد
انسانی و کاردانی داده. هریکے بنابات و قدردانی خدیو آفاق بمنصبے
لائق از ذات و تابینان عز اختصاص یافت. و حضرت خان مذکور را
نیز مشمول عواطف خاص فرموده یک هزاری ذات دو صد سوار اضافه داده
فرمودند. مصرع - اے وقت تو خوش کہ وقت ما خوش کردی -
خان موصوف در جنب شکرانۂ پذیرائی عرض خود و تفضلات عطا و بلند قیمت
یک هزار مهر باهل استحقاق بخشش کرد.
رقعه ۱۹ - فرزند عالیجاه - کاسیاب خان پیشکار بخشی شما نوشته است - بیت -

هرکه تیغ ستم کشد بیرون فلکش هم بدان بریزد خول

اگرچه برادرے نسق اخیر کرده بود اما اگر استیصال ناروا جانب تنبیه شدید
بود معهذا قصاص اگرچه از آئین عدالت است لیکن دل آزاری

لہ برکت ۲ہ باندھنا کھولنا یعنی انتظام کرنا ۳ہ بندوبست کرنا ۴ہ زوال ۵ہ مطیع و فرمانبردار
۶ہ انتظام

موجب ناخوشنودی حضرت باری ست از نجاست که گفته اند۔ ع۔
در عفو لذتیست که در انتقام نیست

فرمان بخطِ انور در حالت نزع صادر شد

سلام[۱] علیکم و علیٰ من لدیکم۔ پیری رسید و ضعف قوی شد۔ قوت از اعضا رفت یگانه آمدم و بیگانه می روم خبر از خود ندارم که کیستم؟ و چه کاره ام؟ نفسے که بے ریاضت رفت۔ افسوس آں باقی ماند۔ ملک داری و رعیت پروری از من نیامد عمر عزیز مفت رفت۔ خداوند در خانه دارم در روشنائی آں بچشم تاریک خود نمی بینم۔ حیات پایدار نیست۔ و از نفس رفته نشانے پیدا نیست از استقبال توقع مغفرت و ... مفارقت کرده و جرم پوست تنها گذاشت فرزند کام بخش اگرچه به بیجاپور رفت۔ اما نزدیک است و آں عالیجاه از آں هم نزدیک تر۔ عزیز القدر شاه عالم از همه دور تر۔ فرزند زاده محمد عظیم بحکم الله العظیم نزدیک هندوستان رسیده لشکریان همه بے دست و پا و سراسیمه چوں من مضطرب که از خداوند خود تنهائی گزیده در حالت اضطراب است و چوں سیماب بیقراری نشد که صاحب نعمتے داریم۔ هیچ با خود نیاوردم و ثمره گناهاں همراه می برم۔ نمی دانم که در چه عقوبت گرفتار خواهم شد۔ هرچند نظر بر الطاف و رحمت امید قوی است۔ اما نظر بر اعمال و افعال فکر نمی گذارد چوں از خود گذشتم۔ دیگرے کجا ماند ع۔ هرچه باد ا باد ما کشتی در آب انداختیم۔

[۱] سلام بر شماست و بر کسیکه نزد شماست [۲] پریشان۔

صیانت[1] بندگان اگرچہ پروردگار خواہد کرد لیکن نظر بر عالم ظاہر بہ فرزندان ہم ضرور است کہ خلق اللہ و مسلمین ناحق کشتہ نشوند۔ فرزند زادہ بہادر وداع ہائے آخرین بگوئید وقت رخصت ندیدم۔ اشتیاق باقی ماند۔ بیگم بیمار ہم اگرچہ ملول است لیکن مالک دلہا خدا است کوتاہ اندیشی مومنات جز ناکامی ثمرہ ندارد۔ الوداع۔ الوداع۔ الوداع۔

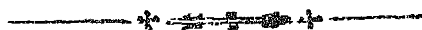
فرمان بنام پادشاہزادۂ سوم سلطان محمد کام بخش کہ در وقت آخریں صادر فرمودند

فرزند جگر بند من! اگرچہ در عالم اختیار ہرچند بہ رضای الٰہی نصیحت کردم و زیادہ از امکان وسعی نمودم چون خواست الٰہی نبود بگوش رضا نشنیدند حالا کہ از ہمہ بیگانہ میروم بر بے بضاعتی شما ترحم دارم۔ اما چہ فائدہ؟ از عذاب ہر گناہ و ہر چہ کردم ثمرۂ آں با خود می برم عجب تنہا آمدم تنہا میروم۔ پایی قافلہ تب اگرچہ از دو ماہ دور مرا گرفتہ داشت لیکن تاب نابود کردہ گذاشت۔ ہر جا نظر می کنم جز خدا نظر نمی آید۔ اندیشۂ لشکریان و نظر بر مآل آخرت موجب ملالت خاطر شد۔ از خود خبرم نیست۔ گناہ بسیار کردم نمی دانم کہ چہ عذاب گرفتار خواہم شد۔ حراست[2] بندگان اگرچہ رب العالمین خواہد کرد۔ اما بہ مسلمانان و فرزندان ہم

---

[1] نگہداشت، حفاظت۔ [2] نگہبانی۔

اہم است حفظ و احتیاط بندہ بانجب ظاہر ضرور ۔ عالیجاہ ہم نزدیک است
آنچہ لازم بود در حق شما گفتہ ام ۔ او ہم بجان و دل قبول داشتہ ۔ نشود کہ
مسلمانان کشتہ شوند و وبال بگردن این ناکارہ بماند شما را و فرزندان
شما را بخدا می سپارم و خود رخصت می خواہم ۔ حالت اضطراب است ۔ بہادر شاہ
در جائیکہ بود ہست ۔ و فرزند زادۂ عظیم الشان نزدیک ہندوستان آمدہ
و فرزند زادۂ بہادر در نواحی گجرات ۔ حیوۃ النسا چیزے از روزگار
ندیدہ ملول ہست ۔ و حال بیگم بیگم دانند ۔ اودیپوری والدۂ شما بیماری
با من بودہ ارادۂ رفاقت دارد ۔ خانہ زادان و مریدان حضور ہر چند بیگنہ ہم تا
جو فروش اند ۔ باید برفق و مدارا و بے پروائی کار گرفت ۔ پا باندازہ روا
دراز کشیدہ ۔ والسّلام



بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتخاب از بوستان سعدی

حمد باری عزّ اسمہ

بنام جهاندار جان آفرین — حکیم سخن در زبان آفرین
خداوند بخشنده و دستگیر — کریم خطا بخش پوزش پذیر
عزیزیکه هرکه از درش سر بتافت — بهر در که شد هیچ عزت نیافت
سر پادشاهان گردن فراز — بدرگاه او بر زمین نیاز
نه گردن کشان را بگیرد بفور — نه عذر آوران را براند بجور
وگر خشم گیرد بکردار زشت — چو باز آمدی ماجرا در نوشت
دو کونش یکے قطره در بحر علم — گنه بیند و پرده پوشد بحلم
اگر با پدر جنگ جوید کسے — پدر بیگمان خشم گیرد بسے
وگر خویش راضی نباشد ز خویش — چو بیگانگانش براند ز پیش
وگر بنده چابک نباشد بکار — عزیزش ندارد خداوندگار
وگر بر رفیقان نباشی شفیق — بفرسنگ بگریزد از تو رفیق
وگر ترک خدمت کند لشکری — شود شاه لشکر کش از وے بری
ولیکن خداوند بالا و پست — بعصیان در رزق بر کس نبست

سلہ آغاز منظم این کتاب بنام [illegible] ۶۵۵ هجری [illegible] ۶۵۵ عمل ۶۵۶ [illegible] سبب نافرمانی کردن

ادیم زمین سفرهٔ[1] عام اوست	چه دشمن برین خوان یغما[2] چه دوست
اگر بر جفا پیشه بشتافتی	که از دست قهرش امان یافتی
بری ذاتش از تهمت ضد و جنس	غنی ملکش از طاعت جن و انس
پرستار امرش همه چیز و کس	بنی آدم و مرغ و مور و مگس
چنان پهن[3] خوان کرم گسترد	که سیمرغ در قاف قسمت خورد
لطیف کرم گستر کارساز	که دارای خلق است و دانای راز
مر او را رسد کبریا و منی	که ملکش قدیم است و ذاتش غنی
یکی را بسر بر نهد تاج بخت	یکی را بخاک اندر آرد ز تخت
کلاه سعادت یکی بر سرش	گلیم شقاوت یکی در برش
گلستان کند آتشی بر خلیل	گروهی بر آتش برد ز آب نیل
گر آنست منشور احسان اوست	ور اینست توقیع فرمان اوست
پس پرده بیند عملهای بد	همو پرده پوشد بآلای خود
بتهدید اگر بر کشد تیغ حکم	بمانند کروبیان صم و بکم
وگر در دهد یک صلای کرم	عزازیل گوید نصیبی برم
بدرگاه لطف و بزرگیش بر	بزرگان نهاده بزرگی ز سر
فروماندگان را برحمت قریب	تضرع کنان را بدعوت مجیب
بر احوال نابوده علمش بصیر	باسرار ناگفته لطفش خبیر
بقدرت نگهدار بالا و شیب	خداوند دیوان روز حسیب

[1] دستر خوان [2] تاراج، لوٹ [3] فراخ، کشادہ ... خوردن ... سینہ ... حکم ... نوشتہ ... شیب مراد ... ۱۲

نه مستغنی از طاعتش پشت کس　　نه بر حرف او جای انگشت کس
بر او علم یک ذره پوشیده نیست　　که پیدا و پنهان بنزدش یکیست
مهیا کن روزی مار و مور　　اگرچه بی دست و پایند و زور
بامرش وجود از عدم نقش بست　　که داند جز او کردن از نیست هست
دگر ره بکتم عدم در برد　　وزان جا بصحرای محشر برد
جهان متفق بر الٰهیتش　　فرو مانده در کنه ماهیتش
بشر ماورای جلالش نیافت　　بصر منتهای جمالش نیافت
نه بر اوج ذاتش پرد مرغ وهم　　نه در ذیل وصفش رسد دست فهم
درین ورطه کشتی فرو شد هزار　　که پیدا نشد تخته بر کنار
چه شبها نشستم درین سیر گم　　که حیرت گرفت آستینم که قم
محیط است علم ملک بر بسیط　　قیاس تو بر وی نگردد محیط
نه ادراک در کنه ذاتش رسد　　نه فکرت بغور صفاتش رسد
توان در بلاغت بسحبان رسید　　نه در کنه بیچون سبحان رسید
که خاصان درین ره فرس رانده اند　　بلا احصی از تگ فرو مانده اند
نه هر جای مرکب توان تاختن　　که جاها سپر باید انداختن
وگر سالکی محرم راز گشت　　ببندند بروی در بازگشت

له عاجز ہو کر رہ گئے [illegible] حضور [illegible] سے اٹھ کھڑا ہو [illegible] مراد [illegible] روح القدس ارواح و ملائکہ [illegible] ؎ ایک شخص کا نام جو فصاحت اور بلاغت میں مشہور تھا ؎ اشارہ ہے اس حدیث کی طرف جس میں حضور صلعم نے فرمایا ہے کہ میں تیرے اوصاف شمار نہیں کر سکتا تو ویسا ہی ہے جیسا تو نے اپنی تعریف آپ کی ہے ۱۲۰

کسے را درین بزم ساغر دہند　　که داروے بیہوشیش در دہند
یکے باز را دیدہ بردوختہ است　　یکے دیدہ ہا باز و پر سوختہ است
کسے رہ سوے گنج قارون نبرد　　وگر برد رہ باز بیرون نبرد
بترسم درین موج دریاے خون　　کز و کس نبردہ است کشتی برون
اگر طالبی کین زمین طے کنی　　نخست اسپ باز آمدن پے کنی
تأمل در آئینۂ دل کنی　　صفائی بتدریج حاصل کنی
مگر بوئے از عشق مستت کند　　طلبگار عہد الستت[۱] کند
بپاے طلب رہ بدانجا بری　　وز آنجا ببال محبت پری
بدرد یقین پردہاے خیال　　نماند سراپردہ الا جلال
دگر مرکب عقل را پویہ نیست　　عنانش بگیرد تحیر کہ بیست
درین بحر جز مرد داعی[۲] نرفت　　گم آں شد کہ دنبال راعی نرفت
کسانے کزین راہ برگشتہ اند　　برفتند بسیار و سرگشتہ اند
خلاف پیمبر کسے رہ گزید　　کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید
مپندار سعدی کہ راہ صفا　　تواں رفت جز بر پے مصطفا

باب اوّل در عدل و رائے و تدبیر جہانداری

نگنجد کرمہاے حق در قیاس　　چہ خدمت گذارد زبان سپاس

۱؎ اشارہ ہے عہد الست یعنی روز میثاق کا یعنی جب اللہ تعالیٰ نے کل ارواح کو پیدا کیا تو سب کی جانب خطاب کرکے فرمایا "کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں"۔ سب نے جواب دیا "ہاں بیشک تو ہے"۔ ۲؎ باز و ۳؎ داعی راعی سے مراد حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم ہیں ۱۲

خدایا تو این شاهِ درویش دوست — که آسایشِ خلق در ظلِ اوست
بسے بر سرِ خلق پاینده دار — بتوفیقِ طاعت دلش زنده دار
برومند دار از درختِ امید — سرش سبز و رویش برحمت سپید
براه تکلف مرو سعدیا — اگر صدق داری بیار و بیا
تو منزل شناسی و شه راه رو — تو حق گوی و خسرو حقائق شنو
چه حاجت که نه کرسی آسمان — نهی زیر پائے قزل ارسلان
مگو پائے عزت بر افلاک نه — بگو روئے اخلاص بر خاک نه
بطاعت بنه چهره بر آستان — که این ست سرِ جادهٔ راستان
اگر بندهٔ سر برین در بنه — کلاهِ خداوندی از سر بنه
چو طاعت کنی لبسِ شاهی مپوش — چو درویش مخلص برآور خروش
که پروردگارا توانگر توئی — توانا و درویش پرور توئی
نه کشور خدایم نه فرمان دهم — یکے از گدایان این درگهم
چه برخیزد از دست و کردار من — گر دستِ لطفت شود یارِ من
تو بر خیر و نیکی دهم دسترس — وگرنه چه خیر آید از من بکس
دعا کن بشب چون گدایان بسوز — اگر می کنی پادشاهی بروز
کمر بسته گردن کشان بر درت — تو بر آستانِ عبادت سرت
زہے بندگان را خداوندگار — خداوند را بندهٔ حق گزار

(۲) حکایت

یکے دیدم از عرصهٔ رودبار — که پیش آمدم بر پلنگے سوار

چنان هول زان حال بر من نشست　　که ترسیدم از پای رفتن ببست
تبسم کنان دست بر لب گرفت　　که سعدی مها را آنچه دیدی شگفت
تو هم گردن از حکم داور مپیچ　　که گردن نپیچد ز حکم تو هیچ
چو خسرو بفرمان داور بود　　خدایش نگهبان و یاور بود
محالست چون دوست دارد ترا　　که در دست دشمن گذارد ترا
روا نیست رو از طریقت متاب　　بنه گام و کامی که خواهی بیاب
نصیحت کسے سودمند آیدش　　که گفتار سعدی پسند آیدش

(۳) پند دادن کسریٰ ہرمز را

شنیدم که در وقت نزع روان[1]　　بهرمز چنین گفت نوشین روان[2]
که خاطر نگهدار درویش باش　　نه در بند آسائش خویش باش
نیاساید اندر دیار تو کس　　چو آسایش خویش خواهی و بس
نیاید به نزدیک دانا پسند　　شبان خفته و گرگ در گوسفند
برو پاس درویش محتاج دار　　که شاه از رعیت بود تاجدار
رعیت چو بیخند و سلطان درخت　　درخت اے پسر باشد از بیخ سخت
مکن تا توانی دل خلق ریش　　وگر می کنی می کنی بیخ خویش
اگر جادهٔ بایدت مستقیم　　ره پارسایان امیدست و بیم

---

۱ رواں بفتح اول۔ جان ۱۲ ۲ نوشیں رواں فارس کے مشہور عادل بادشاہ کا نام نوشیں رواں یعنی میٹھی جان والا۔ نوشیرواں کے عدل اور خوش خوئی کی وجہ سے یہ لقب ہوا ۱۲ ۳ جہد والا

گزندِ کسانش نیاید پسند　　که ترسد که در ملکش آید گزند
وگر در سرشت[۱] وی این خوی نیست　　در آں کشور آسودگی بوئے نیست
اگر پائے بندی رضا پیش گیر　　وگر یک سوارہ سرِ خویش گیر
فراخی در آں مرز و کشور مخواہ　　کہ دل تنگ بینی رعیت ز شاہ
ز مستکبران[۲] دلاور بترس　　ازاں کو نترسد ز داور بترس
دگر کشور آباد بیند بخواب　　کہ دارد دل اہلِ کشور خراب
خرابی و بدنامی آید ز جور　　بزرگاں رسند ایں سخن را بغور
رعیت نشاید بہ بیداد کشت　　کہ مر سلطنت را پناہند و پشت
مراعاتِ دہقاں کن از بہرِ خویش　　کہ مزدورِ خوشدل کند کار بیش
مروت نباشد بدی با کسے　　کزو نیکوئی دیدہ باشی بسے

(۴۳) پند دادنِ خسرو شیرویہ را

شنیدم کہ خسرو[۳] بہ شیرویہ گفت　　دراں دم کہ چشمش ز دیدن بخفت
براں باش تا ہر چہ نیت کنی　　نظر در صلاحِ رعیت کنی
مپیچ اے پسر گردن از عقل و رائے　　کہ مردم ز دستت نپیچند پائے
گریزد رعیت ز بیدادگر　　کند نامِ زشتش بہ گیتی سمر[۴]
بسے بر نیاید کہ بنیادِ خود　　بکند آنکہ بنہاد بنیادِ بد

۱؎ عادت ۱۲ ۲؎ غرور کرنے والے ۳؎ خسرو پرویز کے بیٹے کا نام اصل میں شیرویہ تھا۔ شخص جس کا چہرہ شیر کے مانند ہو ۴؎ افسانہ مراد مشہور کرنا ۱۲

خرابی کند شیر و شمشیر زن — نه چندان که دود دل طفل و زن
چراغی که بیوه زنی بر فروخت — بسی دیده باشی که شهری بسوخت
از آن بهره ورتر در آفاق کیست — که در ملک رانی بانصاف زیست
چو نوبت رسد زین جهان غربتش — ترحم فرستند بر تربتش
بد و نیک مردم چو می بگذرند — همان به که نامت به نیکی برند
خدا ترس را بر رعیت گمار — که معمار ملک ست پرهیزگار
بد اندیش تست آن و خونخوار خلق — که نفع تو جوید در آزار خلق
ریاست[۵] بدست کسانی خطاست — که از دست شان دستها[۵] بر خداست
نکوکار پرور نبیند بدی — چو بد پروری خصم جان خودی
مکافات دشمن بمالش مکن — که بیخش[۵] برآورده باید ز بن
مکن صبر بر عامل ظلم دوست — که از فربهی بایدش کند پوست
سر گرگ باید هم اول برید — نه چون گوسفندان مردم درید

حکایت (۵)

چه خوش گفت بازارگان اسیر — چو گردش گرفتند دزدان به تیر
چو مردانگی آید از رهزنان — چه مردان لشکر چه خیل زنان
شهنشه که بازارگان را بخست — در خیر بر شهر و لشکر ببست
کی آنجا دگر هوشمندان روند — چو آوازهٔ رسم بد بشنوند
نکو بایدت نام و نیکی قبول — نکو دار بازارگان و رسول

ف۵ حکومت ۔ ے۵ دست بر خدا بردن۔ خدا کے سامنے دعا کیلئے ہاتھ اٹھانا ۱۲ ے۵ جڑ ۱۲

بزرگان مسافر بجان پرورند — کہ نام نکوئے بہ عالم برند

تبہ گردد آں مملکت عنقریب — کزو خاطر آزردہ آید غریب

غریب آشنا باش و سیاح دوست — کہ سیاح جلاب[1] نام نکوست

نکو دار ضیف[2] و مسافر عزیز — وز آسیب شاں بر حذر باش نیز

ز بیگانہ پرہیز کردن نکوست — کہ دشمن تواں بود در زی[3] دوست

قدیمان خود را بیفزاے قدر — کہ ہرگز نیاید ز پروردہ غدر

چو خدمت گزاریت گردد کہن — حق سالیانش فرامش مکن

گر او را ہرم دست خدمت ببست — ترا بر کرم ہمچناں دست ہست

حکایت ۶

شنیدم کہ شاپور[6] دم در کشید — چو خسرو برسمش قلم در کشید

چو شد حالش از بینوائی[7] تباہ — نبشت ایں حکایت بنزدیک شاہ

کہ اے شاہ آفاق گستر بعدل — اگر من نماندم تو مانی بفضل

چو بذل تو کردم جوانی خویش — بہنگام پیری مرانم ز پیش

غریبے[8] کہ پر فتنہ باشد سرش — میازار و بیروں کن از کشورش

تو گر خشم بر وے نرانی رواست — کہ خود خوے بد دشمنش در قفاست

وگر پارسی باشد از زاد بوم — بصنعاش مفرست و سقلاب[9] و روم

ہم آنجا امانش مدہ تا بچاشت — نشاید بلا بر دگر کس گماشت

---

۱ کسی چیز کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچانے والا، مراد مشہور کرنے والا ۲ مہمان ۳ زی - پوشاک ۴ ہیئت ۵ پیری - بڑھاپا ۶ خسرو پرویز کے غلام کا نام ۷ بے سروسامانی ۸ مسافر ۹ صنعا، ملک یمن میں ایک شہر اور سقلاب ایشیائی روم کا شمالی حصہ ۱۲

که گویند برگشته باد آن زمین | کزو مردم آیند بیرون چنین
عمل گر دهی مرد منعم شناس | که مفلس ندارد ز سلطان هراس
چو مفلس فرو برد گردن بدوش | ازو بر نیاید دگر جز خروش
چو مشرف دو دست از امانت بداشت | بباید برو ناظرے برگماشت
ور او نیز در ساخت با خاطرش | ز مشرف عمل برکن و ناظرش
خدا ترس باید امانت گزار | امین کز تو ترسد امینش مدار
بیفشان و بشمار و با دل نشین | که از صد یکے را نه بینی امین
دو همجنس دیرینه را هم قلم | نباید فرستاد یک جا بهم
چه دانی که همدست گردند و یار | یکے دزد باشد یکے پرده دار
چو دزدان ز هم باک دارند و بیم | رود در میان کاروانے سلیم
یکے را که معزول کردی ز جاه | چو چندے برآید ببخشش گناه
برآوردن کام امیدوار | به از قید بندی شکستن هزار
نویسنده را گر ستون عمل | بیفتد نبرد طناب امل
بفرمان بران بر شه دادگر | پدروار خشم آورد بر پسر
گهش می زند تا شود دردناک | گہے میکند آبش از دیده پاک
چو نرمی کنی خصم گردد دلیر | وگر خشم گیری شوند از تو سیر
درشتی و نرمی بهم در به است | چو رگ زن که جراح و مرهم نه است
جوانمرد و خوش خلق و بخشنده باش | چو حق بر تو پاشد تو بر خلق پاش

[illegible]

چو یاد آیدت عهد شاهان پیش — همین نقش برخوان پس از عهد خویش
نیامد کس اندر جهان کو بماند — مگر آن کزو نام نیکو بماند
نمرد آنکه ماند پس از وی بجای — پل و خانی و خان و مهمانسرای
هر آن کو نماند از پسش یادگار — درخت وجودش نیاورد بار
وگر رفت و آثار خیرش نماند — نشاید پس مرگش الحمد خواند
چو خواهی که نامت بود جاودان — مکن نام نیک بزرگان نهان
همین کام و ناز و طرب داشتند — بآخر برفتند و بگذاشتند
یکی نام نیکو ببرد از جهان — یکی رسم بد ماند ازو جاودان
بسمع رضا مشنو ایذای کس — وگر گفته آید بغورش برس
گنهکار را عذر نسیان بنه — چو زنهار خواهند زنهار ده
گر آید گنهکاری اندر پناه — نه شرطست کشتن باول گناه
چو باری بگفتند و نشنید پند — دگر گوشمالش بزندان و بند
وگر پند و بندش نیاید بکار — درختی خبیثست بیخش برآر
چو خشم آیدت بر گناه کسی — تأمل کنش در عقوبت بسی
که سهلست لعل بدخشان شکست — شکسته نشاید دگر باره بست

(۷) حکایت در تدبیر پادشاهان و تأخیر کردن در سیاست

ز دریای عمان برآمد کسی — سفر کرده هامون و دریا بسی

---

۱ تالاب ۲ فاتحه ۳ خوشی د شفا ۴ همیشه یعنی خوشی سے ۵ لازم ۶ سزا
۷ ایک قصبه ہے دریائے شور سمندر کے کنارے کہ اس کو صحار کہتے ہیں بعض لوگ کہتے ہیں
کہ عمان ایک دریا ہے جس میں موتی ہوتے ہیں ۸ بیابان - میدان ۱۲

عرب دیده و ترک تا جیک و روم
ز هر جنس در نفس پاکش علوم

جهان گشته و دانش اندوخته
سفر کرده و صحبت آموخته

بهیکل قوی چون تناور درخت
ولیکن فرو مانده بے برگ سخت

دو صد رقعه بالائے هم دوخته
ز حراق او در میان سوخته

بشهرے در آمد ز دریا کنار
بزرگے دران ناحیت شهریار

که طبعے نکونامی اندیش داشت
سر عجز بر پائے درویش داشت

بشستند خدمتگزاران شاه
سر و تن بحمامش از گرد راه

چو بر آستان ملک سر نهاد
نیایش کنان دست بر بر نهاد

نرفتم درین مملکت منزلے
کز آسیب آزرده دیدم دلے

ندیدم کسے سرگران از شراب
مگر هم خرابات دیدم خراب

ملک را همین ملک پیرایه بس
که راضی نگردد بآزار کس

سخن گفت و دامان گوهر فشاند
بنطقے که شه آستین بر فشاند گوہر

پسند آمدش حسن گفتار مرد
بنزد خودش خواند و اکرام کرد

زرش داد و گوهر بشکر قدوم
بپرسیدش از گوهر و زاد و بوم

بگفت آنچه پرسیدش از سرگذشت
بقربت ز دیگر کسان در گذشت

ملک با دل خویشتن رائے زد
که دستور ملک این چنین سزد

ولیکن بتدریج تا انجمن
بسستی نخندد برائے من

سلہ صورت سلہ پیوند سلہ گرمی سلہ وزارت - جانب سلہ تعریف اور دعا جو تضرع اور زاری سے ساتھ کیجائے سلہ آنکے شکر میں سلہ وزیر نشینی سلہ آہستہ آہستہ ۱۲

بعقلش بباید نخست آزمود — بقدر ہنر پایگاہش[1] فزود
برد بر دل از جور غم بارہا — کہ نا آزمودہ کند کارہا
چو قاضی بفکرت نویسد سجل[2] — نگردد ز دستار بنداں[3] خجل
نظر کن چو سوفار داری بشست — نہ آنگہ کہ پرتاب کردی ز دست
چو یوسف کسے در صلاح و تمیز — بیک سال باید کہ گردد عزیز
بایام تا بر نیاید بسے — نشاید رسیدن بغور کسے
ز ہر نوعے اخلاق او کشف[4] کرد — خردمند و پاکیزہ دیں بود مرد
نکو سیرتش دید و روشن قیاس — سخن سنج[5] و مقدار مردم شناس
برائے بزرگاں مہش دید و بیش — نشاندش زبردست دستور خویش
چناں حکمت و معرفت کار بست — کہ در امر و نہیش درونے نخست
در آورد ملکے بزیر قلم — کزو بر وجودے نیامد الم
زبان ہمہ حرف گیراں ببست — کہ حرفے بدش بر نیامد ز دست
حسودے کہ یک جو خیانت ندید — بکارش نیامد چو گندم طپید[6]
ز روشن دلش ملک پر تو گرفت — وزیر کہن را غم نو گرفت
ندید آں خردمند را رخنہ[7] — کہ در وے تواند زدن طعنہ
امین و بد اندیش طشت و مور — نشاید در و رخنہ کردن بزور

---

[1] مرتبہ [2] حکمنامہ [3] علما و فضلا۔ دستور ہے کہ جب ایک شخص تحصیل علم سے فارغ ہوتا ہے تو اس کے سر پر پگڑی باندھی جاتی ہے [4] یعنی دریافت اور معلوم کیا [5] سمجھنے والا سخن فہم [6] [illegible] [7] عیب

مثل

نکونام را جاه و تشریف و مال — بیفزود و بدگوی را گوشمال
بتدبیر دستور دانشورش — به نیکی به شد نام در کشورش
بعدل و کرم سالها ملک راند — برفت و نکونامی از وی بماند
چنین پادشاهان که دین پرورند — به بازوی دین گوی دولت برند
از آنان نبینم درین عهد کس — وگر هست بوبکر سعدست و بس
بهشتی درختی تو ای پادشاه — که افگنده‌ای سایه یک ساله راه
طمع بود در بخت نیک اخترم — که بال همای افگند بر سرم
خرد گفت دولت نبخشد همای — گر اقبال خواهی درین سایه آی
خدایا برحمت نظر کرده‌ای — که این سایه بر خلق گسترده‌ای
دعاگوی این دولتم بنده‌وار — خدایا تو این سایه پاینده دار
صواب است پیش از کشش بند کرد — که نتوان سر کشته پیوند کرد
خداوند فرمان و رای و شکوه — ز غوغای مردم نگردد ستوه
سر پر غرور از تحمل تهی — حرامش بود تاج شاهنشهی
نگویم چو جنگ آوری پای دار — چو خشم آیدت عقل بر جای دار
تحمل کند هر که را عقل هست — نه عقلی که خشمش کند زیر دست

---

۱ خلعت ۲ بدخواه ۳ کیند ۴ بادشاه ۵ مبارک ذات ۶ قتل ۷ دبدبه ۸ عاجز ۹ ثابت قدم ۱۲

چو لشکر برون تاخت خشم[1] از کمین
نہ انصاف ماند نہ تقوی نہ دین

ندیدم چنین دیو زیر فلک
کز و می گریزند چندین ملک

(۸) گفتار

نہ بینی بہ حکم شرع[2] آب خوردن خطاست
وگر خون بفتوی[3] بریزی رواست

اگر شرع فتوی دہد بر ہلاک
الا تا نداری ز کشتنش باک

وگر دانی اندر تبارش کسان
بر ایشان ببخشای و راحت رسان

گنہ[4] بود مرد ستمکارہ را
چہ تاوان زن و طفل بیچارہ را

تنت زورمند است و لشکر گران
ولیکن در اقلیم دشمن مران

کہ وے بر حصار[5] گریزد بلند
رسد کشورے بی گنہ را گزند

نظر کن در احوال زندانیان
کہ ممکن بود بی گنہ در میان

چو بازارگان در دیارت بمرد
بمالش خساست[7] بود دست برد

کزان پس کہ بر وے بگریند زار
بہم بازگویند خویش و تبار[8]

کہ مسکین در اقلیم غربت[6] بمرد
متاعے[9] کزو ماند ظالم ببرد

بیندیشی از آن طفلک بی پدر
وز آہ دل دردمندش حذر[10]

بسا نام نیکوے پنجاہ سال
کہ یک نام زشتش کند پایمال

---

۱ یعنی غصہ ۲ اندر دستے شرع ۳ یعنی قتل ۴ جرم و گناہ
۵ قلعہ ۶ غریب الوطن ۷ کنجوسی ۸ خاندان والے ۹ سامان
اسباب ۱۰ پرہیز

پسندیده کاران جاوید نام　　　تطاول نکردند بر مال عام
بر آفاق گر سر بسر پادشاست　　　چو مال از توانگر ستاند گداست
بمرد از تهی دستی آزاد مرد　　　ز پهلوے مسکین شکم پُر نکرد

(۹) در معنی شفقت بر رعیت

شنیدم که فرماندهے دادگر　　　قبا داشتے هر دو رو آستر
یکے گفتش اے خسرو نیک روز　　　قبائے ز دیبائے چینی بدوز
بگفت این قدر ستر و آسایش ست　　　وزیں بگذری زیب و آرائش ست
نه از بهر آں می ستانم خراج　　　که زینت کنم بر خود و تخت و تاج
چو همچوں زناں حله در تن کنم　　　بمردی کجا دفع دشمن کنم
مرا هم ز صد گونه آز و هواست　　　ولیکن خزینه نه تنها مراست
خزائن پر از بهر لشکر بود　　　نه از بهر آئین و زیور بود
سپاهی که خوشدل نباشد ز شاه　　　ندارد حدود ولایت نگاه
چو دشمن خر روستائے برد　　　ملک باج و ده یک چرا می خورد
مخالف خرش برد و سلطاں خراج　　　چه اقبال بینی دراں تخت و تاج
مروت نباشد بر افتاده زور　　　برد مرغ دوں دانه از پیش مور

۹؎ دست درازی
۱؎ دوہرہ لباس ۲؎ خواہش نفس ۳؎ دسواں حصہ جو زمینداروں سے بطور خراج لیا جاتا ہے ۴؎ محصول ۵؎ کمینہ ۱۲

رعیت درخت است اگر پروری　　بکامِ دل دوستاں برخوری
بہ بے رحمی از بیخ و بارش مکن　　کہ ناداں کند حیف بر خویشتن
کساں برخورند از جوانی و بخت　　کہ بر زیردستاں نگیرند سخت
اگر زیر دستے در آید ز پائے　　حذر کن ز نالیدنش بر خدائے
چو شاید گرفتن بہ نرمی دیار[1]　　بہ پیکان خوں از مشامے[2] میار
بمردی[3] کہ ملک سراسر زمیں　　نیرزد کہ خونے چکد بر زمیں

(۱۰) حکایت

شنیدم کہ جمشید فرخ سرشت[4]　　بسرچشمہ بر بہ سنگے نوشت
بریں چشمہ چوں ما بسے دم زدند　　برفتند چوں چشم برہم زدند[5]
گرفتیم عالم بمردی و زور　　ولیکن نبردیم با خود بگور
چو بر دشمنے باشدت دسترس[6]　　مرنجانش کو را ہمیں غصہ بس
عدو زندہ سرگشتہ پیرامنت　　بہ از خون او کشتہ در گردنت

(۱۱) حکایت

شنیدم کہ دارائے فرخ تبار[7]　　ز لشکر جدا ماند روزِ شکار

---

۱ ملک ۲ بال کی جڑ ۳ اے قسم یعنی جواں مردی کی قسم ۴ مبارک خصلت ۵ چشم برہم زدن۔ آنکھ بند کرنا یعنی مرجانا ۶ دسترس۔ قابو۔ قبضہ۔ اختیار ۷ تبار گھرانا۔ نسل۔

دوان آمدش گله بانے به پیش — شهنشه برآورد تغلق[۱] ز کیش
بصحرا درا ز دشمنان دار پاک — که در خانه باشد گل از خار پاک
برآورد چوپان بدرد دل خروش — که دشمن نیم در هلاکم مکوش
من آنم که اسپان شه پرورم — بخدمت درین مرغزار[۲] اندرم
ملک را دل رفته آمد بجائے — بخندید و گفت اے نکوهیده رائے
ترا یاوری کرد فرخ سروش — وگرنه زه آورده بودم بگوش
نگهبان مرعی[۳] بخندید و گفت — نصیحت ز یاران نشاید نهفت
نه تدبیر محمود و رائے نکوست — که دشمن نه داند شهنشه ز دوست
چنانست در مهتری[۴] شرط زیست — که هر کهترے[۵] را بدانی که کیست
مرا بارها در حضر دیده — ز خیل و چراگاه پرسیده
کنونت به مهر آمدم پیش باز — نمی دانیم از بد اندیش باز
توانم من اے نامور شهریار — که اسپے برون آرم از صد هزار
مرا گله بانی بعقل ست و رائے — تو هم گلۂ خویش داری بپائے
دران دار ملک از خلل غم بود — که تدبیر شاه از شبان کم بود

---

۱ ترکی لفظ بمعنے تیر ۲ چراگاه
۳ چراگاه
۴ سرداری
۵ ادنے شخص

(۱۲) گفتار

تو کے بشنوی نالۂ دادخواہ — بکیوان[1] برت کلّۂ[2] خوابگاہ
چناں خسپ کاید فغانت بگوش — اگر دادخواہے برآرد خروش
کہ نالد ز ظالم کہ در دور تست — کہ ہر جور کو می کند جور تست
نہ سگ دامن کاروانے درید — کہ دہقان ناداں کہ سگ پرورید
دلیر آمدی سعدیا در سخن — چو تیغے بدست است فتحے بکن
بگو آنچہ دانی کہ حق گفتہ بہ — نہ رشوت ستانی و نہ عشوہ[3] دہ
زباں بند و دفتر ز حکمت بشوئے — طمع بگسل و ہرچہ دانی بگوئے

(۱۳) حکایت

خبر یافت گردن کشے در عراق — کہ میگفت مسکینے از زیر طاق[4]
تو ہم بر درے ہستی امیدوار — پس امید بر در نشیناں برآر
دل دردمنداں برآور ز بند — کہ ہرگز نباشد دلت دردمند
پریشانی خاطر دادخواہ — براندازد از مملکت بادشاہ
تو خفتہ خنک در حرم نیم روز — غریب از بروں گو بگرما بسوز

---

[1] کیواں - زحل ستارہ جو ساتویں آسمان پر ہے مجازاً ساتویں آسمان کو بھی کہتے ہیں مراد بلندی [2] چپر کھٹ - مسہری
[3] فریب دینے والا [4] شاہی محل

ستانندۂ داد آن کس خداست　　　　که نتواند از پادشہ داد خواست

(۱۴) حکایت

یکے از بزرگان اہل تمیز　　　　حکایت کند ز ابن عبدالعزیز[1]

که بودش نگینے[2] بر انگشتری　　　　فرو مانده در قیمتش جوہری

بشب گفتی آن جرم[3] گیتی فروز　　　　دُرے بود در روشنائی چو روز

قضا را در آمد یکے خشک سال　　　　که شد بدر سیمائے[4] مردم ہلال

چو در مردم آرام و قوت ندید　　　　خود آسوده بودن مروت ندید

چو بیند کسے زہر در کام خلق　　　　کیش بگذرد آب نوشیں[5] بحلق

بفرمود بفروختندش بسیم　　　　که رحم آمدش بر غریب و یتیم

بیک ہفتہ نقدش بتاراج داد　　　　بدرویش و مسکین و محتاج داد

بریدند بر وے ملامت کناں　　　　که دیگر بدستت نیاید چناں

شنیدم که می گفت و باراں دمع[6]　　　　بعارض فرو میدویدش چو شمع

که زشت ست پیرایہ بر شہریار　　　　دل شہرے از ناتوانی فگار

مرا شاید انگشتری بے نگیں　　　　نشاید دل خلقے اندوہگیں

---

۱ یعنی عمر بن عبدالعزیز از خلفائے بنو امیہ ۲ جسم مراد از نگینہ ۳ پیشانی
۴ مراد میٹھا شیریں ۵ لٹا دیا
۶ آنسو

خنک آنکه آسایش مرد و زن / گزینند بر آسایش خویشتن
نکردند رغبت هنرپروران / بشادی خویش از غم دیگران
اگر خوش بخسپد ملک بر سریر / نپندارم آسوده خسپد فقیر
وگر زنده دارد شب دیر باز[1] / بخسپند مردم بآرام و ناز
بحمد الله این سیرت و راه راست / اتابک ابوبکر بن سعد راست

حکایت (۱۵)

در اخبار شاهان پیشینه[2] هست / که چون تکله بر تخت زنگی نشست
بدورانش از کس نیازرد کس / سبق برد اگر خود همین بود و بس
چنین گفت یکره بصاحبدلے / که عمرم بسر رفت بی حاصلے
چو می بگذرد ملک و جاه و سریر / نبرد از جهان دولت الا فقیر
بخواهم به کنج عبادت نشست / که دریابم این پنج روزے[3] که هست
چو بشنید داناے روشن نفس / بتندی برآشفت کے تکله بس
طریقت بجز خدمت خلق نیست / به تسبیح و سجاده و دلق نیست
تو بر تخت سلطانی خویش باش / باخلاق پاکیزه درویش باش
بصدق و ارادت میاں بستہ دار / ز طامات[4] و دعوی زباں بستہ دار
قدم باید اندر طریقت نه دم[5] / که اصلے ندارد دم بے قدم

---

[1] کنایہ از شب دراز [2] سابق [3] قلیل عرصہ [4] طامات۔ طامہ کی جمع فارسی والے بتخفیف استعمال کرتے ہیں۔ لاف و گزاف شیخی [5] دعویٰ۔

بزرگان که نقد صفا داشتند — چنین خرقه زیر قبا داشتند

(۱۶) حکایت

شنیدم که بگریست سلطان روم — بر نیکمردے ز اہل علوم
که پایابم از دست دشمن نماند — جز این قلعه و شهر با من نماند
بسے جهد کردم که فرزند من — پس از من بود سرور انجمن
کنون دشمن بدگهر دست یافت — سر دست مردی و جهدم بتافت
چه تدبیر سازم چه چاره کنم — که از غم بفرسود جان در تنم
بر آشفت دانا که این گریه چیست — برین عقل و همت بباید گریست
ولایت چه باشد غم خویش خور — که از عمر بهتر شد و بیشتر
ترا این قدر تا بمانی بس است — چو رفتی جهان جائے دیگر کس است
اگر هوشمند است و گر بے خرد — غم او مخور کو غم خود خورد
مشقت نیرزد جهان داشتن — گرفتن به شمشیر و بگذاشتن
تو تدبیر خود کن که آن پر خرد — که بعد از تو باشد غم خود خورد
بدین پنج روزه اقامت مناز — باندیشه تدبیر رفتن[۱] بساز
کرا دانی از خسروان عجم — که کردند بر زیردستان ستم
که در تخت و ملکش نیامد زوال — نماند بجز ملک ایزد تعال[۲]

---

۱ مراد به سفر آخرت ۲ برتر

کرا جاوداں ماند امید نیست — کہ گیتی ہمیں جائے جاوید نیست
کرا سیم و زر ماند و گنج و مال — پس از وے بچندے شود پائمال
وزاں کس کہ خیرے بماند رواں — دمادم رسد رحمتش بر رواں
بزرگے کزو نام نیکو بماند — تواں گفت با اہل دل کو بماند
الا تا درخت کرم پروری — کہ بیشک بر کامرانی خوری
کرم کن کہ فردا[1] کہ دیواں نہند — منازل بمقدار احساں دہند
یکے را کہ سعی قدم بیشتر — بدرگاہ حق منزلت پیشتر
یکے باز پس خائن[2] و شرمسار — بپوشد ہمیں مرد ناکردہ کار
بہل[3] تا بدنداں برد پشت دست — تنورے چنیں گرم و ناں در نہ بست
بدانی گہِ غلہ برداشتن — کہ سستی بود تخم ناکاشتن

حکایت (۱۷)

خدا دوست نامے در اقصائے شام — گرفت از جہاں کنج غارے مقام
بصبرش دراں کنج تاریک جائے — بگنج قناعت فرو رفتہ پائے
بزرگاں نہادند سر بر درش — کہ در می نیامد بدرہا سرش
تمنا کند عارف پاکباز — بدریوزہ از خویشتن ترک آز[4]

۱؎ مراد قیامت ۲؎ بددیانتی کرنے والا ۱۲
۳؎ امر از ہلیدن یعنی چھوڑ ۴؎ حرص

چو ہر ساعتش نفس گوید بدہ　　بخواری بگرداندش دہ بدہ
دراں مرز[1] کیں پیر ہشیار بود　　یکے مرزبانِ ستمگار بود
کہ ہر ناتواں راکہ دریافتے　　بسرپنجگی[2] پنجہ برتافتے
جہاں سوز بے رحمت و خیرہ کش[3]　　ز تلخیش روئے جہانے ترش
گروہے برفتند ازاں ظلم و عار　　ببردند نامے بدش در دیار
گروہے بماندند مسکین و ریش　　پس چرخہ[4] نفریں گرفتند پیش
ید ظلم جائیکہ گردد دراز　　نہ بینی لب مردم از خندہ باز
بدیدار شیخ آمدے گاہ گاہ　　خدا دوست در وے نکردے نگاہ
ملک نوبتے گفتش اے نیکبخت　　بنفرت ز ما در مکش روئے سخت
مرا با تو دانی سر دوستیست　　ترا دشمنی با من از بہر چیست
گرفتم کہ سالار کشور نیم　　بعزت ز درویش کمتر نیم
نگویم فضیلت نہم برکسے　　چناں باش با من کہ با ہر کسے
شنید ایں سخن عابد ہوشیار　　برآشفت و گفت اے ملک ہوشیار
وجودت پریشانی خلق از دست　　ندارم پریشانی خلق دوست
تو با دوستداران من دشمنی　　نہ پندارمت دوستدارِ منی
گر افتد ہمی دوستی با منت　　نگر آنکہ دارد خدا دشمنت
خدا دوست را گر بدرند پوست　　نخواہد شدن دشمن دوست دوست

۱؎ زمین ۲؎ زبردستی ۳؎ بیباک ظالم ۴؎ حلقہ دائرہ ۵؎ مردم ۱۲

عجب دارم از خواب آں سنگدل — کہ شہرے بخسپند ازو تنگدل
الا گر خرد داری و عقل و ہوش — بفضل و ترحم میاں بند و کوش

گفتار (۱۸)

نه زورمندی[1] مکن بر کہاں[2] — کہ بر یک نمط[3] می نماند جہاں
سر پنجۂ ناتواں بر مپیچ — کہ گر دست یابد برآید بہیچ
مبر گفتمت پائے مردم ز جائے — کہ عاجز شوی گر درآئی ز پائے
دل دوستاں جمع بہتر کہ گنج — خزینہ تہی بہ کہ مردم بہ رنج
مینداز در پائے کار کسے — کہ افتد کہ در پایش افتی بسے
تحمل کن اے ناتواں از قوی — کہ روزے توانا تر از وے شوی
بہمت برآر از ستیہندہ شور[4] — کہ بازوے ہمت بہ از دست زور
لب خشک مظلوم را گو بخند — کہ دندان ظالم بخواہند کند
ببانگ دہل خواجہ بیدار گشت — چہ داند شب پاسباں چوں گذشت
خورد کاروانے غم بار خویش — نسوزد دلش بر خر پشت ریش
گرفتم کز افتادگاں نیستی — چو افتادہ بینی چرا بایستی
بریں بگویم یکے سرگذشت — کہ سستی بود زیں سخن درگذشت

---

[1] یا خطاب ہوئے عام الف بمعنی تم [2] و بہتر ہے کہ ادنیٰ چھوٹا [3] حالت [4] شور برآوردن ہلاک کرنا کنایہ ہے عاجز کردینے سے ۱۲ منہ

(۱۹) حکایت

چناں قحط سالی شد اندر دمشق — کہ یاراں فراموش کردند عشق[۱]
چناں آسماں بر زمیں شد بخیل — کہ لب تر نکردند زرع[۲] و نخیل
بخوشید سرچشمہاے قدیم — نماند آب جز آبِ چشمِ یتیم
نبودے بجز آہ بیوہ زنے — اگر بر شدے دودے از روزنے
چو درویش بے برگ دیدم درخت — قوی بازواں سست و درماندہ سخت
نہ در کوہ سبزی نہ در باغ شخ[۳] — ملخ بوستاں خوردہ مردم ملخ
دراں حال پیش آمدم دوستے — ازو ماندہ بر استخواں پوستے
شگفت آمدم کو قوی حال بود — خداوند جاہ و زر و مال بود
بدو گفتم اے یارِ پاکیزہ خوے — چہ درماندگی پیشت آمد بگوے
بغرید بر من کہ عقلت کجاست — چو دانی و پرسی سوالت خطاست
نہ بینی کہ سختی بغایت رسید — مشقت بحد[۴] نہایت رسید
نہ باراں ہمی آید از آسماں — نہ بر می رود دود فریاد خواں
بدو گفتم آخر ترا باک نیست — کشد زہر جائیکہ تریاک نیست
گر از نیستی[۵] دیگرے شد ہلاک — ترا ہست بط را ز طوفاں چہ باک
نگہ کرد رنجیدہ در من فقیہ — نگہ کردن عالم اندر سفیہ[۶]
کہ مرد ار چہ بر ساحل است اے رفیق — نیاساید و دوستانش غریق

---

۱ محبت ۲ کھیتی ۳ شیخ شاخ کا مخفف ہے ۴ درجہ کمال ۵ نیستی بے سامانی ۶ جاہل

من از بے نوائی نیم روئے زرد / غم بے نوایان دلم خستہ کرد
نخواہم کہ بیند خردمند ریش / نہ بر عضو مردم نہ بر عضو خویش
بحمد الله ارچہ ز ریشش ایمنم / چو ریشے ببینم بلرزد تنم
منغص[1] بود عیش آں تندرست / کہ باشد بہ پہلوئے بیمار سست
چو بینم کہ درویش مسکیں نخورد / بکام اندرم لقمہ زہر و درد
یکے را بہ زنداں بری دوستاں / کجا ماندش عیش در بوستاں

حکایت (۳۰)

شبے دود خلق آتشے بر فروخت / شنیدم کہ بغداد نیمے بسوخت
یکے شکر گفت اندراں خاک و دود / کہ دکانِ ما را گزندے نبود
جہاں دیدہ گفتش اے بوالہوس / ترا خود غم خویشتن بود و بس
پسندی کہ شہرے بسوزد بنار / و گرچہ سرایت بود بر کنار
بجز سنگدل کے کند معدہ[2] تنگ / چو بیند کساں بر شکم بستہ سنگ
توانگر خود آں لقمہ چوں میخورد / چو بیند کہ درویش خوں میخورد
مگو تندرست است رنجوردار / کہ می پیچد از غصہ رنجوروار
تنک دل چو یاراں بمنزل رسند / نخسپند کہ واماندگاں از پسند
دلِ پادشاہاں شود بارکش / چو بینند در گل خرِ خارکش
اگر در سرائے سعادت کس ست / ز گفتار سعدیش حرفے بس ست
ہمینت بسند ست اگر بشنوی / کہ گر خار کاری سمن ندروی

---

۱ منغص - بدمزہ ۲ معدہ تنگ کردن کنایہ ہے زیادہ کھانے سے

(۲۲) حکایت

شنیدم که در مرزی از باختر[1]　　برادر دو بودند از یک پدر
سپهدار[2] و گردن کش و پیلتن　　نکوروی و دانا و شمشیرزن
پدر هر دو را سهمگین[3] مرد یافت　　طلبکار جولان و ناورد[4] یافت
برفت آن زمین را دو قسمت نهاد　　بهر یک پسر زان نصیبی بداد
مبادا که با یکدگر سرکشند　　به پیکار شمشیر کین برکشند
پدر بعد از آن روزگاری شمرد[5]　　بجان آفرین جان شیرین سپرد
اجل بگسلانیدش طناب امل　　وفاتش فروبست دست عمل
مقرر شد آن مملکت بر دو شاه　　که بی حد و مر بود گنج و سپاه
بحکم نظر در به افتاد خویش　　گرفتند هر یک یکی راه پیش
یکی عدل تا نام نیکو برد　　یکی ظلم تا مال گرد آورد
یکی عاطفت سیرت خویش کرد　　درم داد و تیمار درویش کرد
بنا کرد و نان داد و لشکر نواخت　　شب از بهر درویش شبخانه ساخت
خزائن تهی کرد و پر کرد جیش　　چنان کز خلائق بهنگام عیش
برآمد همی بانگ شادی چو رعد[6]　　چو شیراز در عهد بوبکر سعد
خدیوی خردمند فرخ نهاد　　که شاخ امیدش برومند باد
حکایت شنو کان یل نامجوی　　پسندیده پی بود و فرخنده خوی

---

۱ مغرب ۲ سپاہ کا افسر اعلیٰ ۳ خوفناک ۴ جنگ وجدل ۵ حساب ۶ بادل کی گرج

ملازم بدلداری خاص و عام ثناگوئے حق بامدادان و شام
دراں ملک قارون برفتی دلیر کہ شہ دادگر بود و درویش سیر
نیامد بر ایام او بر دلے نگویم کہ خارے[1] کہ برگ گلے
سر آمد بتائید ملک از سراں نہادند سر بر خطش[2] سروراں
دگر خواست کافزوں کند تخت و تاج بیفزود بر مرد دہقاں خراج
طمع کرد در مال بازارگاں بلا ریخت بر جان بیچارگاں
نگویم کہ بدخواہ درویش بود حقیقت کہ او دشمن خویش بود
بامید بیشی نداد و نخورد خردمند داند کہ ناخوب کرد
کہ تا جمع کرد آں زر از گربزی[3] پراگندہ شد لشکر از عاجزی
شنیدند بازارگاناں خبر کہ ظلم ست در بوم آں بے ہنر
بریدند ازاں جا خرید و فروخت زراعت نیامد رعیت بسوخت
چو اقبالش از دوستی سر بتافت بناکام دشمن برو دست یافت
ستیز فلک بیخ و بارش بکند سم اسپ دشمن دیارش بکند
وفا در کہ جوید چو پیماں گسیخت خراج از کہ خواہد چو دہقاں گریخت
چہ نیکی طمع دارد آں بے صفا کہ باشد دعائے بدش در قفا

---

۱ کاف اول بیانیہ کاف دوم بھی بلکہ ۲ سر بر خط نہادن۔ کنایہ ہے اطاعت کرنا ۱۲
۳ مکاری دغابازی گربز۔ اصل میں گرگ بز تھا۔ یعنی وہ شخص جو ظاہر میں بکری کیطرح اور باطن میں بھیڑیے کیطرح ہو سکہ ناچار بوجہ ضرورت زائد ۱۲

چه بخشش نکو بود در کاف کن　　　نکرد آنچه نیکانش گفتند کن
چه گفتند نیکان بر آن نیک مرد　　　تو بر خور که بیدادگر برنخورد
گمانش خطا بود و تدبیر سست　　　که در عدل بود آنچه در ظلم جست

(۲۳) حکایت

یکے بر سر شاخ و بن می برید　　　خداوند بستان نگه کرد و دید
بگفتا گر این مرد بد می کند　　　نه با من که[2] با نفس خود می کند
نصیحت بجا است اگر بشنوی　　　ضعیفان میفگن بکتف[3] قوی
که فردا بداور برد خسروے　　　گدائے که پیشت نیرزد جوے
چه خواهی که فردا بوی مهتری　　　مکن دشمن خویشتن کهتری
که چون بگذرد بر تو این سلطنت　　　بگیرد بکین آن گدا دامنت
مکن پنجه از ناتوانان بدار　　　که گر بفگنندت شوی شرمسار
که زشت است در چشم آزادگان　　　بیفتادن از دست افتادگان
بزرگان روشن دل نیک بخت　　　بفرزانگی تاج بردند و تخت
بدنباله راستان کج مرو　　　وگر راست خواهی ز سعدی شنو

(۲۴) صفت جمعیت اوقات درویش راضی

مگو جاہے از سلطنت بیش نیست　　　که ایمن تر از ملک[4] درویش نیست

---

۱ مراد یہ از ازل سے جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کن یعنی ہو جا فیکون پس ہو گیا ۲ بلکہ
۳ بازو ۴ یعنی قناعت ـ صبر و قناعت ۱۲

سبکبار مردم سبک تر روند — حق اینست و صاحبدلاں بشنوند
تہی دست تشویش نانے خورد — ملک ہم بقدر جہانے خورد
گدا را چو حاصل شود نانِ شام — چناں خوش بخسپد کہ سلطان شام
غم و شادمانی بسر می رود — بمرگ ایں دو از سر بدر میرود
چہ آنرا کہ بر سر نہادند تاج — چہ آنرا کہ بر گردن آمد خراج
اگر سرفرازی بہ کیواں برست — دگر تنگدستی بزنداں درست
دراں دم کہ اجل بر سرِ ہر دو تاخت — نمی شاید از یکدگر شان شناخت

(۲۵) حکایت

شنیدم کہ یک بار در حلۂ — سخن گفت با عابدے کلۂ
کہ من فر فرماندہی داشتم — بسر بر کلاہ مہی داشتم
سپہرم مدد کرد و نصرت وفاق — گرفتم ببازوئے دولت عراق
طمع کردہ بودم کہ کرماں خورم — کہ ناگہ بخوردند کرماں سرم
بکن پنبۂ غفلت از گوشِ ہوش — کہ از مردگاں پندت آید بگوش

(۲۶) در معنی نکوکاری و بدکاری و عاقبت آں

نکوکار مردم نباشد بدش — نورزد کسے بد کہ نیک آیدش
شر انگیز ہم در سرِ شر رود — چو کژدم کہ با خانہ کمتر رود
اگر نفع کس در نہاد تو نیست — چنیں جوہر و سنگ خارا یکیست

---

۱ غم ۲ میگذرد ۳ بزرگی ۴ ملک کرمان ۵ قبضہ کردن ۶ کیڑے ۷ دور کر ۸ خلقت و سرشت

غلط گفتم اے یار شائستہ خوے — کہ نفع ست در آہن و سنگ و روے[1]
چنیں آدمی مردہ بہ ننگ را — کہ بر وے فضیلت بود سنگ را
نہ ہر آدمی زادہ از دد[2] بہ است — کہ دد ز آدمی زادۂ بد بہ است
بہ است از دد انسان صاحب خرد — نہ انسان کہ در مردم افتد چو دد
چو انسان ندارد بجز خورد و خواب — کدامش فضیلت بود بر دواب[3]
سوار نگوں بخت بے راہ رو — پیادہ بَرَد زو برفتن گرو[4]
کسے دانۂ نیک مردی نہ کاشت — کزو خرمن کام دل بر نداشت
نہ ہرگز شنیدم در عمر خویش — کہ بدمرد را نیکی آمد بہ پیش

(۲۷) حکایت

گرزے[5] بچاہے در افتادہ بود — کہ از ہول او شیر نر مادہ بود
بد اندیش مردم بجز بد ندید — بیفتاد و عاجز تر از خود ندید
ہمہ شب ز فریاد و زاری نخفت — یکے بر سرش کوفت سنگے و گفت
تو ہرگز رسیدی بفریاد کس — کہ میخواہی امروز فریاد رس
ہمہ تخم نیکو دمے کاشتی — ببیں لاجرم بر کہ برداشتی
کہ بر جان ریشت نہد مرہمے — کہ دلہا ز ریشت بنالد ہمے
تو مارا ہمیں چاہ کندی براہ — بسر لاجرم در فتادی بچاہ
دو کس چہ کنند از پے خاص و عام — یکے نیک محضر دگر زشت نام
یکے تا کند تشنہ را تازہ حلق — دگر تا بگردن در افتند خلق

---

[1] کانسا ۱۲ [2] درندہ [3] جمع دابّہ یعنی چوپایہ [4] سبقت [5] پہلوان۔

اگر بد کنی چشم نیکی مدار　　　که هرگز نیارد گز انگور بار
نپندارم ای در خزان کشته جو　　　که گندم ستانی بوقت درو
درخت زقوم ار بجان پروری　　　مپندار هرگز کزو بر خوری
رطب ناورد چوب خرزهره بار　　　چه تخم افگنی بر همان چشم دار

(۱۲۸) حکایت

حکایت کنند از یکی نیک مرد　　　که اکرام حجاج یوسف نکرد
بسرهنگ دیوان نگه کرد تیز　　　که نطعش بینداز و خونش بریز
چو حجت نماند جفا جوی را　　　بپرخاش در هم کشد روی را
بخندید و بگریست مرد خدای　　　عجب داشت سنگین دل تیره رای
چو دیدش که خندید و دیگر گریست　　　بپرسید کاین خنده و گریه چیست
بگفتا همی گریم از روزگار　　　که طفلان بیچاره دارم چهار
همی خندم از لطف یزدان پاک　　　که مظلوم رفتم نه ظالم بخاک
یکی گفتش ای نامور شهریار　　　کمن دست ازین پیر دهقان بدار
که خلقی بدو تکیه دارند و پشت　　　روا نیست خلقی بیک بار کشت
بزرگی و عفو و کرم پیشه کن　　　ز خردان اطفالش اندیشه کن
مگر دشمن خاندان خودی　　　که بر خاندانها پسندی بدی

---

۱ جھاؤ کا درخت ۲ پھل ۳ نطع چرمی بساط۔ بادشاہوں کے دربار میں جب کوئی قتل کیا جاتا تھا تو چرمی بساط بچھا کر ریگ ڈال لیتے اور اُس پر مجرم کو قتل کرتے تاکہ زمین پر خون کا اثر نہ پہونچے ۴ دست داشتن۔ عفو کرنا ۱۲ ۵ تکیہ و پشت بر چیزے داشتن۔ کنایۃً امید رکھنا ۱۲

بپندار دلہا بداغ تو ریش | که روزت بپیش آیدت خیر خویش
شنفت ست مظلوم از آہش بترس | ز دود دلِ صبحگاہش بترس
نترسی که پاک اندرونے شبے | بر آرد ز سوزِ جگر یاربے
بسودا چناں بُرَّے افشاند دست | که حجاج را دست حجت بہ بست
نه ابلیس بد کرد و نیکی ندید | برِ پاک ناید ز تخم پلید
مدر پردۂ کس بہنگام جنگ | که باشد ترا نیز در پرده ننگ[۲]
مزن بانگ بر شیر مردان درشت | چو با کودکاں بر نیائی بہ مشت
شنیدم که نشنید و خونش بریخت | ز فرمانِ داور که داند گریخت
بزرگے دراں فکرت آں شب نخفت | بخواب اندرش دید و پرسش گفت
دمے بیش بر من سیاست نراند | عقوبت[۳] برو تا قیامت بماند

(۲۹) حکایت

یکے پند میداد فرزند را | نگہ دار پند خردمند را
مکن جور بر خردگاں اے پسر | که یک روزت افتد بزرگی بسر
نمی ترسی اے کودک کم خرد | که روزے پلنگیت برہم درد
بخردی درم زور سر پنجہ بود | دل زیر دستاں ز من رنجہ بود
بخوردم یکے مشت زور آوراں | نکردم دگر زور بر لاغراں

گفتار

الا تا بغفلت نخسپی که نوم[۴] | حرام است بر چشم سالار قوم

۱ مراد از قیامت ۲ عار و عیب ۳ عذاب ۴ نیند۔

عجم زیر دستان بجور زینهار　　　بترس از زبر دستی روزگار

نصیحت که خالی بود از غرض　　　چو داروی تلخست دفع مرض

(۳۰) حکایت

یکی را حکایت کنند از ملوک　　　که بیماری رشته کردش چو دوک

چنانش در انداخت ضعف جسد　　　که می برد بر زیردستان حسد

که شاه ار چه بر عرصه نام آور است　　　چو ضعف آمد از بیدقی کمتر است

ندیمی زمین ملک بوسه داد　　　که عمر خداوند جاوید باد

درین شهر مردی مبارک دم است　　　که از پارسایان چنو کم است

نبردند پیشش مهمات کس　　　که مقصود حاصل نشد در نفس

بخوان تا بخواند دعایی برین　　　که رحمت رسد ز آسمان بر زمین

بفرمود تا مهتران خدم　　　بخواندند پیر مبارک قدم

بگفتا دعایی کن ای هوشمند　　　که در رشته چون سوزنم پای بند

شنید این سخن پیر خم بوده پشت　　　به تندی بر آورد بانگی درشت

که حق مهربان است بر دادگر　　　ببخشای و بخشایش حق نگر

دعای منت کی شود سودمند　　　اسیران مظلوم در چاه و بند

تو ناکرده بر خلق بخشایشی　　　کجا بینی از دولت آسایشی

بباید ت عذر خطا خواستن　　　پس از شیخ صالح دعا خواستن

لہ ایک پیر کی بیماری جس کو نارو کہتے ہیں تہ بساط شطرنج تہ پیادہ شطرنج کا ہ چنو مخفف ہے چون او کا ۱۲ ہ نیک ۔

کجا دست گیرد دعای ویت — دعای ستم دیدگان در پیت
شنید این سخن شهریار عجم — ز خشم و خجالت بر آمد بهم
برنجید و پس با دل خویش گفت — چه رنجم حق است اینکه درویش گفت
بفرمود تا هر که در بند بود — بفرمانش آزاد کردند زود
جهاندیده بعد از دو رکعت نماز — بداور برآورد دست نیاز[1]
که ای برفرازندهٔ آسمان — بجنگش[2] گرفتی بصلحش بمان
ولی همچنان بر دعا داشت دست — که برخود بیفتاد و بر پای جست
تو گفتی ز شادی بخواهد پرید — چو طاوس چون رشته در پا ندید
بفرمود گنجینهٔ گوهرش — فشاندند در پای و زر بر سرش
حق از بهر باطل نشاید نهفت — از آن جمله دامن بیفشاند و گفت
مرو با سر رشته بار دگر — مبادا که دیگر کند رشته سر
چو باری فتادی نگهدار پای[3] — که یک بار دیگر بلغزد ز جای
ز سعدی شنو کین سخن راست است — نه هر پای افتاده برخاست است

۳۱ ـ گفتار

جهان ای پسر ملک جاوید نیست — ز دنیا وفاداری امید نیست
نه بر باد رفتی سحرگاه و شام — سریر[4] سلیمان علیه السلام
بآخر ندیدی که بر باد[5] رفت — خنک آنکه با دانش و داد رفت
کسی زین میان گوی دولت ربود — که در بند آسایش خلق بود

---

۱ عاجزی ۲ یعنی بسبب مخالفت و نافرمانی ۳ اگر فتاده باشی ۴ تخت ۵ ضائع ـ رائیگاں

بکار آمد آنها که برداشتند نه گرد آوریدند و بگذاشتند

۳۲- حکایت

شنیدم که در مصر میر اجل سپه تاخت بر روزگارش اجل
جمالش برفت از رخ دلفروز چو خور زرد شد بس نماند ز روز
گزیدند فرزانگان دست فوت که در طب ندیدند داروے موت
همه تخت و ملکے پذیرد زوال بجز ملک فرماندهِ لایزال[۱]
چو نزدیک شد روز عمرش بشب شنیدندش می گفت در زیر لب
که در مصر چون من عزیزے نبود چو حاصل همی بود چیزے نبود
جهان[۲] گرد کردم نخوردم برش برفتم چو بیچارگان از سرش
پسندیده رائے که بخشید و خورد جهان از پئے خویشتن گرد کرد
درین کوش تا با تو ماند مقیم که هرچه از تو ماند دریغ است و بیم
کند خواجه بر بستر جانگداز یکے دست کوتاه و دیگر دراز
دران دم ترا می نماید بدست که دهشت زبانش ز گفتن ببست
که دستے بجود و کرم کن دراز دگر دست کوته کن از ظلم و آز
کنونت که دست[۳] است خارے[۴] بکن دگر کے برآری تو دست از کفن
بتابد بسے ماه و پروین و هور[۵] که سر برنداری ز بالین گور

---

۱ جس کو زوال نہیں ہے مراد خدا تعالیٰ ۲ یعنی بمشقت فراہم آوردم و از و تمتع نیافتم ۳ قدرت ۴ رنج کے دفع کن و راحت رساں ۵ آفتاب۔

(۳۳) حکایت

قزل ارسلان قلعۂ سخت داشت　　که گردن بالوند[۱] بر می فراشت
نه اندیشه از کس نه حاجت بهیچ　　چو زلف عروسان رهش پیچ پیچ
چنان نادر افتاده در روضۂ　　که بر لاجوردی طبق بیضۂ
شنیدم که مردی مبارک حضور　　بنزدیک شاه آمد از راه دور
حقائق شناسے جهاندیدۂ　　هنرمندے آفاق گردیدۂ
بگفتا چنین قلعۂ خرم[۲] است　　ولیکن نپندارمش محکم[۳] است
نه پیش از تو گردن کشان داشتند　　دمے چند بودند و بگذاشتند
نه بعد از تو شاهان دیگر برند　　درخت امید ترا برخورند
ز دوران ملک پدر یاد کن　　دل از بند اندیشه آزاد کن
چنان روزگارش بکنجے نشاند　　که بر یک پشیزش[۴] تصرف نماند
چو نومید ماند از همه چیز و کس　　امیدش بفضل خدا ماند و بس
بمرد هشیار دنیا خس است　　که هر مدتے جائے دیگر کس است

(۳۴) حکایت

چنین گفت شوریدۂ در عجم　　بکسرے که اے وارث ملک جم
اگر ملک بر جم بماندے و بخت　　ترا کے میسر شدے تاج و تخت
اگر گنج قارون بدست آوری　　نماند مگر آنچه بخشی بری

---

۱ الوند۔ ایک پہاڑ کا نام ہے ۲ خوشنما ۳ عالم ۴ مضبوط ۵ پیسہ

(۳۵) حکایت

چو الپ[۱] ارسلان جان بجان بخش داد / پسر تاج شاہی بسر بر نہاد
بہ تربت سپردندش از تاج گاہ[۲] / نہ جائے نشستن نہ آماجگاہ[۳]
چنین گفت دیوانۂ ہوشیار / چو دیدش پسر روز دیگر سوار
زہے ملک و دوراں سر در نشیب / پدر رفت و پائے پسر در رکیب
چنین ست گردیدن روزگار / سبک سیر بد عہد ناپائیدار
چو دیرینہ روزے سر آورد عہد / جواں دولتے سر بر آرد ز مہد[۴]
منہ بر جہاں دل کہ بیگانہ ایست / چو مطرب کہ ہر روز در خانہ ایست
نکوئی کن امسال چوں دہ تراست / کہ سال دگر دیگرے دہخدا[۵] است

(۳۶) حکایت

بزرگے جفا پیشہ در حد غور[۶] / گرفتے خر روستائے بزور
خراں زیر بار گراں بے علف[۷] / بروزے دو مسکیں شدندے تلف[۸]
چو منعم کند سفلہ را روزگار / نہد بر دل تنگ درویش بار
شنیدم کہ بارے بعزم شکار / بروں رفت بیدادگر شہریار
پیاپے بدنبال صیدے براند / شبش در گرفت از حشم دور ماند
بتنہا ندانست روے و رہے / بشد تاخت ناکام شب در دہے

۱؎ الپ ارسلان۔ الپ ترکی میں دلیر۔ ارسلان شیر درندہ۔ ایران کے خاندان سلجوقیہ میں دوسرا بادشاہ تھا
۲؎ گاہ تخت شاہی ۳؎ آماجگاہ۔ مجازاً نشین ۴؎ گہوارہ ۵؎ رئیس یا مالک گاؤں کا ۶؎ افغانستان میں
قندہار کے قریب ایک مشہور ولایت ہے ۷؎ چارہ ۸؎ تیجے نیچے۔

خرے دید پوسیدہ کارگر | توانا و زور آور و باربر
یکے مرد کرد استخوانے[1] بدست | چناں میزدش کاستخواں می‌شکست
شہنشہ بر آشفت و گفت اے جواں | ز حد رفت جورت بریں بے زباں
چو زور آوری خود نمائی مکن | بر افتادہ زور آزمائی مکن
پسندش نیامد فرومایہ قول | یکے بانگ بر بادشہ زد بہ ہول
کہ بیہودہ مگذر تم ایں کار بیش | برو چوں ندانی پس کار خویش
بسا کس کہ پیش تو معذور نیست | چو[2] وابینی از مصلحت دور نیست
ملک را درشت آمد از وے خطاب | بگفتا بیا تا چہ بینی صواب
کہ پندارم از عقل بیگانۂ | نہ مستی ہمانا کہ دیوانۂ
بخندید کاے ترک ناداں خموش | مگر حال خضر[3] نیامد بگوش
نہ دیوانہ خواند کس او را نہ مست | چو کشتی ناتواناں شکست
جہاں جوے گفت اے ستمگار مرد | چہ دانی کہ خضر آں برائے چہ کرد
دراں بحر مردے جفا پیشہ بود | کہ دلہا ازو بحر اندیشہ بود
جزائر ز کردار او پر خروش | جہانے ز دستش چو دریا بجوش
پس آں را ازبہر مصالح شکست | کہ سالار ظالم نگیرد بدست
شکستہ متاعے کہ در حرز[4] تست | ازاں بہ کہ در دست دشمن درست
بخندید دہقان روشن ضمیر | کہ پس حق بدست من است اے امیر

---

۱ ہتیا مراد ہے ۲ غور سے ۳ اشارہ ہے حضرت خضر علیہ السلام کی طرف کہ وہ ایک کشتی میں سوار ہوگئے تھے اور اُسکا تختہ توڑ دیا کہ ظالم بادشاہ اُس کشتی پر قبضہ نہ کرے ۴ حفاظت قبضہ

نه از جهل می‌بشکنم پای خر — که از جور سلطان بیدادگر
خر این جا بماند لنگ و تیمارکش[۱] — از آن به که پیش ملک بارکش
توآن را نگوئی که کشتی گرفت — که چون ما بدنام زشتی گرفت
نفور چنان ملک و دولت که راند — که شنعت[۲] برد تا قیامت بماند
ستمگر جفا بر تن خویش کرد — نه بر زیردستان درویش کرد
که فردا در آن محفل نام و ننگ — بگیرد گریبان و ریشش بچنگ
نهد بار او زار بر گردنش — نیارد سر از عار بر گردنش
گرفتم که خر بارش اکنون کشد — در آن روز بار خران چون کشد
گر انصاف پرسی بد اختر[۳] کس است — که در راحتش رنج دیگر کس است
همین پنج روزش تنعم بود — که شادیش در رنج مردم بود
اگر برنخیزد به آن مرده دل — که خسپد از و مردم آزرده دل
شه این جمله بشنید و چیزی نگفت — به بست اسپ و سر بر نمد زین بخفت
همه شب ز بیداری اختر شمرد[۴] — ز سودای اندیشه خوابش نبرد
چو آواز مرغ سحر گوش کرد — پریشانی شب فراموش کرد
سواران همه شب به تگ تاختند — سحرگه پی اسپ بشناختند
در آن عرصه بر اسپ دیدند شاه — پیاده دویدند یکسر سپاه
بخدمت نهادند سر بر زمین — چو دریا شد از موج لشکر زمین
بزرگان نشستند و خوان خواستند — بخوردند و مجلس بیاراستند

۱؎ غمخوار ۲؎ برائی۔ طعنہ ۳؎ بدنصیب ۴؎ پاسباں۔

چو شور طرب در نهاد[1] آمدش ز دهقان دو بیتی یاد آمدش
بفرمود جستند و بستند سخت بخواری فگندند در پای تخت
سیه دل برآهیخت شمشیر تیز ندانست بیچاره روی گریز
شمرد آن دم از زندگی آخرش بگفت آنچه گردید در خاطرش
نه بینی که چون کارد بر سر بود قلم را زبانش روان تر بود
چو دانست کز خصم نتوان گریخت به بی باکی از تیر ترکش بریخت
سر ناامیدی برآورد و گفت شب گور در دو توانست خفت
ز نامهربانی که در دور تست همه عالم آوازهٔ جور تست
نه تنها کردم از دست جورت اسیر که خلقی ز خلقت سرشته گیر
عجب گر شنیده به دل آمد درشت بکش گر توانی همه خلق کشت
دگر سخت آمد بگوشش ز من بانصاف پیچ و نکوهش بکن
ترا چاره از ظلم برگشتن است نه بیچاره بی گنه کشتن است
چو بیداد کردی توقع مدار که نامت به نیکی رود در دیار
ندانم که چون خسپدت دیدگان نخفته ز دست ستم دیدگان
بدان ای که مغرور شو پادشاه که خلقش ستایند در بارگاه
چه سود آفرین بر سر انجمن پس پرده نفرین کنان مرد و زن
گر قہر پیدا سخن شاہ ظالم بگوش ز مستی غفلت آمد بہوش
درآن دم که طالع نمودش بهی ویرا ببخشید فرمان دهی

---

[1] دل [2] ملامت [3] پردے کے پیچھے یعنی غیبت میں [4] یائے نسبت یعنی اُس نصیحت کے صلہ میں اس دہقان کو حاکم دیہ کر دیا۔

بیاموزی از عالماں عقل و خوے | نہ چندانکہ از جاہل عیب جوے
ز دشمن شنو سیرت خود کہ دوست | ہر آنچہ از تو آید بچشمش نکوست
ستایش سرایاں نہ یار تواند | ملامت کناں دوستدار تواند
ترش روے بہتر کند سرزنش | کہ یاران خوش طبع شیریں منش
ازیں بہ نصیحت نگوید کست | دگر عاقلی یک اشارت بس ست[۱]

(۳۷) حکایت

شنیدم کہ از نیک مردے فقیر | دل آزردہ شد پادشاہے کبیر
مگر بر زبانش حقے رفتہ بود | ز گردن کشی بر وے آشفتہ بود
بزنداں فرستادش از بارگاہ | کہ زور آزمائیست بازوے شاہ
زیاراں یکے گفتش اندر نہفت[۲] | مصالح نبود ایں سخن گفت گفت[۳]
رسانیدنِ امرِ حق طاعت ست | ز زنداں نترسم کہ یک ساعت ست
ہماں دم کہ در خفیہ ایں راز رفت | حکایت بگوش ملک باز رفت
بخندید کو ظن بیہودہ برد | نداند کہ خواہد دراں حبس مرد
غلامے بر درویش برد ایں پیام | بگفتا بہ خسرو بگواے غلام
کہ دنیا ہمیں ساعتے بیش نیست | غم و خرمی پیش درویش نیست
نہ گر دستگیری کنی خرمم | نہ گر سر بری بر دل آید غمم
ترا گر سپاہست و زر و گنج | ق مرا گر عیالست و حرمان و رنج
بدروازۂ مرگ چوں در شویم | بیک ہفتہ[۵] باہم برابر شویم

۱ کافی ہے ۲ تنہائی خلوت ۳ گفت اول یعنی مصدر یعنی سخن گفتن و گفت دوم جواب ہے ۴ [illegible] ۵ مدت قلیل۔

مده دل بدین دولت پنج روز　　تن خویشتن را بآتش مسوز
نه پیش از تو بیش از تو اندوختند　　به بیداد کردن جهان سوختند
چنان زی که ذکرت بتحسین کنند　　چو مردی نه بر گور نفرین کنند
نباید برسم بد آئین نهاد　　که گویند لعنت بر آن کین نهاد
وگر سر برآید خداوند زور　　نه زیرش کند عاقبت خاک گور
بفرمود دلتنگ روی از جفا[1]　　که بیرون کنندش زبان از قفا
چنین گفت مرد حقائق شناس　　ازین هم که گفتی ندارم هراس
من از بی زبانی ندارم غمی　　که دانم که ناگفته داند همی
اگر بی نوائی برم ور ستم　　گرم عاقبت خیر باشد چه غم
عروسی بود نوبت ماتمت　　گرت نیک روزی بود خاتمت

(۳۸) حکایت

یکی مشت زن[2] بخت و روزی نداشت　　نه اسباب شامش مهیا نه چاشت
ز جور شکم گل کشیدی به پشت　　که روزی محال است خوردن بمشت
مدام از پریشانی روزگار　　دلش محنت آلود و تن سوگوار
گهش جنگ با عالم خیره کش　　گه از بخت شوریده رویش ترش
گه از دیدن عیش شیرین خلق　　فرو می شدے آب تلخش بحلق
گه از کار آشفته بگریستی　　که کس دید ازین صعب تر زیستی
کسان شهد نوشند و مرغ و بره[3]　　مرا روی نان می نبیند تره[4]

---

۱ روے از جفا یعنے از روے جفا۔ ۲ کنایہ از پہلوان ۳ بکری کا بچہ۔ حلوان ۴ سبزی۔ ترکاری۔

گر انصاف پرسی نہ نیکوست ایں — برہنہ من و گربہ را پوستیں
دریغ از فلک شیوۂ ساختی — کہ گنجے بدست من انداختی
کہ روزے گرم دسترس ماندے — زخود گرد محنت بیفشاندمے
شنیدم کہ روزے زمینے بکافت — عظام[1] زنخدانِ پوسیدہ یافت
بخاک اندرش عقد بگسیختہ — گہرہاے دنداں فرو ریختہ
دہاں بے زباں پند میگفت و راز — کہ اے خواجہ با بے مرادی بساز
نہ ایں ست حالِ دہن زیر گِل — شکر خوردہ انگار[2] یا خونِ دل
غم از گردشِ روزگاراں مدار — کہ بیجا بگردد بسے روزگار
ہمہ لحظہ کیں خاطرش روئے داد — غم از خاطرش رخت یکسو نہاد
کہ اے نفس بے راے و تدبیر و ہش — بکش بار تیمار و خود را مکش
اگر بندۂ بار بر سر برد — وگر سر باوج فلک بر برد
دراں دم کہ حالش دگرگوں شود — بمرگ از سرش ہر دو بیروں شود
غم و شادمانی نماند ولیک — جزاے عمل ماند و نام نیک
کرم پاے[3] دارد نہ دیہیم و تخت — بدہ کز تو ایں ماند اے نیک بخت
مکن تکیہ بر ملک و جاہ و حشم — کہ پیش از تو بودہ است بعد از تو ہم
زر افشاں چو دنیا بخواہی گزاشت — کہ سعدی در افشاند اگر زر نداشت

---

[1] ہڈیاں ۔ [2] انگار تصور کر ۱۲ [3] پائے داشتن ۔
باقی ماندن کرم کی طرف اشارہ ہے ۔

(۳۹) حکایت

حکایت کنند از جفا گسترے ‏ ‏ کہ فرماندہی[1] داشت بر کشورے
در ایّام او روز مردم چو شام ‏ ‏ شب از بیم او خواب مردم حرام
ہمہ روز نیکان ازو در بلا ‏ ‏ بہ شب دست پاکان ازو بر دعا
گروہے بر شیخ آں روزگار ‏ ‏ ز دستِ ستمگر گرستند زار
کہ اے پیرِ دانائے فرخندہ رائے ‏ ‏ بگو ایں جواں را بترس از خدائے
بگفتا دریغ آیدم نام دوست[2] ‏ ‏ کہ ہر کس نہ درخوردہ[3] پیغام اوست
کسے را کہ بینی ز حق بر کران ‏ ‏ منہ با وے اے خواجہ حق درمیاں
حقت گفتم اے خسروِ نیک رائے ‏ ‏ تواں گفت حق پیش مردِ خدائے
بہ مردِ نادان نریزم علوم ‏ ‏ کہ ضائع کنم تخم در شورہ[4] بوم
چو در وے نگیرد عدو دانَدم ‏ ‏ برنجد بجان و برنجانَدم
ترا عادت اے بادشہ حق رویست ‏ ‏ دل مردِ حق گوے ازینجا قویست
نگیں خصلتے دارد اے نیک بخت ‏ ‏ کہ در موم گیرد نہ در سنگ سخت
عجب نیست گر ظالم از من بجان ‏ ‏ برنجد کہ دزد است و من پاسبان
تو ہم پاسبانے بانصاف و داد ‏ ‏ کہ حفظ خدا پاسبانِ تو باد
ترا نیست منّت ز روے قیاس ‏ ‏ خداوند را فضل و منّت و سپاس
کہ در کار خیرت[5] بخدمت بداشت ‏ ‏ نہ چوں دیگرانت معطّل گزاشت

---

[1] حکومت۔ بادشاہی [2] دوست۔ خدائے تعالےٰ [3] درخوردہ۔ لائق ۱۲ [4] کھاری زمین
[5] خدا نے تجھے کار نیک کی توفیق دی۔

ہمہ کس بمیدان کوشش در اند ولے گوئے بخشش نہ ہر کس براند
تو حاصل نہ کردی بکوشش بہشت خدا در تو خوئے بہشتی سرشت
دلت روشن و وقت مجموع باد قدم ثابت و پایہ مرفوع باد
حیاتت خوش و رفتنت بر صواب عبادت قبول و دعا مستجاب

۱۵/۱۱/۵۵

(۱۰۴) گفتار

ہمی تا برآید بتدبیر کار مدارائے دشمن بہ از کارزار
چو نتوان عدو را بقوت شکست بنعمت بباید درِ فتنہ بست
گر اندیشہ داری ز دشمن گزند بتعویذ احسان زبانش ببند
عدو را بجائے خسک دُر بریز کہ احسان کند کند دندان تیز
بتدبیر شاید جہاں خورد و اس چو دستے نشاید گزیدن ببوس
بتدبیر رستم[1] در آید بہ بند کہ اسفندیارش[2] نجستہ از کمند
عدو را بفرصت توان کند پوست پس او را مدارا چنان کن کہ دوست
حذر کن ز پیکار کمتر کسے کہ از قطرہ سیلاب دیدم بسے
مزن تا توانی بر ابرو گرہ[3] کہ دشمن اگرچہ زبون دوست بہ
بود دشمنش تازہ و دوست ریش کسے کش بود دشمن از دوست بیش
مزن با سپاہے ز خود بیشتر کہ نتوان زد انگشت با نیشتر
دگر زو توانا تری در نبرد نہ مردیست بر ناتوان زور کرد

لے طبر ۲ے رستم ایران کا مشہور پہلوان جو زال بن سام کا بیٹا اور زابلستان کا حاکم تھا۔ اسفندیار گشتاسپ کا بیٹا نہایت بہادر پہلوان تھا۔ یہ رستم کے ہاتھ سے مارا گیا۔ ۳ے بر ابرو گرہ زدن تیوری چڑھانا اور خفا ہونا۔

اگر پیل زوری وگر شیر جنگ　　به نزدیک من صلح بهتر که جنگ
چو دست از همه حیلتی در گسست　　حلال است بردن به شمشیر دست
اگر صلح خواهد عدو سر مپیچ　　وگر جنگ جوید عنان بر مپیچ
که گر وی ببندد در کارزار　　ترا قدر و هیبت شود یک هزار
ور او پای جنگ آورد در رکاب　　نخواهد به حشر از تو داور حساب
تو هم جنگ را باش چون فتنه خاست　　که با کینه‌ور مهربانی خطاست
چو با سفله گویی به لطف و خوشی　　فزون گرددش کبر و گردن‌کشی
چو دشمن در آمد به عجز از درت[1]　　بدر کن ز دل کین و خشم از سرت
چو زنهار[2] خواهد کرم پیشه کن　　ببخشای و از مکرش اندیشه کن
ز تدبیر پیر[3] کهن بر مگرد　　که کار آزموده بود سالخورد
در آرند بنیاد رویین[4] ز پای　　جوانان به شمشیر و پیران به رای
بیندیش در قلب هیجا[5] مفر　　چه دانی کز آنها که باشد ظفر
چو بینی که لشکر ز هم دست داد　　به تنها مده جان شیرین به باد
اگر بر کناری به رفتن بکوش　　وگر در میانی لباس دشمن بپوش
وگر خود هزاری و دشمن دویست　　چو شب شد در اقلیم دشمن مایست
شب تیره پنجه سوار از کمین　　چو پانصد به هیبت بدرد زمین
چو خواهی بریدن به شب راهها　　حذر کن نخست از کمینگاهها
میان دو لشکر چو یک روزه راند　　سر پنجهٔ[6] زورمندش نماند

---

۱ مستور ۲ اماں پناہ ۳ بوڑھا ۴ قلعہ مستحکم ۵ جنگ ۶ سست مہر۔

تو آسوده بر لشکر ماندہ[1] زن   که نادان ستم کرد بر خویشتن
چو دشمن شکستی بیفکن علم   که بازش نیاید جراحت بهم
بسی در قفای هزیمت مران   نباید که دور افتی از یاوران
هوا بینی از گرد هیجا چو میغ[2]   بگیرند گردت به زوبین[3] و تیغ
به دنبال غارت نراند سپاه   که خالی بماند پس پشت شاه
سپه را نگهبانی شهریار   به از جنگ در حلقهٔ کارزار

باب دوم در احسان

اگر هوشمندی به معنی گرای[4]   که معنی[5] بماند ز صورت بجای
که را دانش و جود و تقوی نبود   بصورت درش هیچ معنی نبود
کسی خسپد آسوده در زیر گل   که خسپند ازو مردم آسوده دل
غم خویش در زندگی خور که خویش   بمرده نپردازد از حرص خویش
زر و نعمت اکنون بده کان تست   که بعد از تو بیرون ز فرمان تست
نخواهی که باشی پراگنده دل   پراگندگان را ز خاطر مهل[6]
پریشان کن امروز گنجینه چست[7]   که فردا کلیدش نه در دست تست
تو با خود ببر توشهٔ خویشتن   که شفقت نیاید ز فرزند و زن
کسی گوی دولت ز دنیا برد   که با خود نصیبی به عقبی برد

---

۱ عاجز ۲ بادل ۳ نیزہ ۴ مائل ہو ۵ حقیقت ۶ نہی از ہلیدن چھوڑنا ۷ جلد۔

بغمخوارگی چون سرانگشت من / نخارد کسی در جهان پشت من

مکن بر کف دست نه هرچه هست / که فردا بدندان بری پشت دست

بپوشیدن ستر درویش کوش / که ستر خدایت بود پرده پوش

مگردان غریب از درت بی نصیب / مبادا که گردی بدرها غریب

بزرگی رساند بمحتاج خیر / که ترسد که محتاج گردد بغیر

بحال دل خستگان درنگر / که روزی دلی خسته باشی مگر

درون فروماندگان شاد کن / ز روز فروماندگی یاد کن

نه خواهنده ای بر در دیگران / بشکرانه خواهنده از در مران

حکایت عابد با شیاد شوخ دیده

زبان دانی آمد بصاحب دلی / که محکم فرومانده ام در گلی

یکی سفله را ده درم بر من است / که دانگی از او بر دلم ده من است

همه شب پریشان از او حال من / همه روز چون سایه دنبال من

بکرد از سخنهای خاطر پریش / درون دلم چون در خانه ریش

خدایش مگر تا ز مادر بزاد / جز آن ده درم چیز دیگر نداد

ندانسته از دفتر دین الف / نخوانده بجز باب لاینصرف

در اندیشه ام تا کدام کریم / از آن سنگدل دست گیرد بسیم

شنید این سخن پیر فرخ نهاد / درستی دو در آستینش نهاد

---

۱ ناخن ۲ ساز ۳ نگار ۴ دل پریشان کرنے والا ۵ نہیں پھرتا ہے یعنی ہمیشہ موجود رہتا ہے۔

زرا تا دور دست افسانہ گوے — برون رفت ازآنجا چو خور تازہ روے
یکے گفت شیخ ایں ندانی کہ کیست — برو گر بمیرد نباید گریست
گدائے کہ بر شیر نر زیں نہد — ابوزید[1] را اسپ و فرزیں نہد
برآشفت عابد کہ خاموش باش — تو مرد زباں نیستی گوش باش
اگر راست بود آنچہ پنداشتم — ز خلق آبرویش نگہداشتم
اگر شوخ چشمی و سالوس کرد — الا تا نپنداری افسوس کرد
کہ دارد نگہداشتم آبروے — ز دستِ چناں گربزِ یاوہ گوے
بدو نیک را بذل کن سیم و زر — کہ ایں کسب خیرست و آں دفع شر
خنک آنکہ در صحبتِ عاقلاں — بیاموزد اخلاقِ صاحبدلاں
گرت عقل و رائیست و تدبیر و ہوش — بعزت کنی پندِ سعدی بگوش
کہ اغلب دریں شیوہ دارد مقال — نہ در چشم و زلف و بناگوش و خال

حکایت کریم تنگدست با سائل

یکے را کرم بود و قوت نبود — کفافش بقدرِ مروت نبود
کہ سفلہ خداوند ہستی مباد — جوانمرد را تنگدستی مباد
کسے را کہ ہمت بلند اوفتد — مرادش کم اندر کمند اوفتد
چو سیلاب ریزاں کہ در کوہسار — نگیرد ہمی بر بلندی قرار

لہ ایک مشہور شخص کا نام جو شطرنج کھیلنے میں نہایت ماہر تھا ۔ ۲ے بیحیائی ۔ بے ایمانی ۳ے مکار ۔ حیلہ

سہ ... روزینہ ۔ روزی ۔

نہ درخورد سرمایہ کردے کرم / تنک مایہ بودے ازیں لاجرم
برش تنگدستے دو حرفے نبشت / کہ اے خوب فرجام فرخ سرشت
یکے دست گیرم بچندیں درم / کہ چندست تا من بزنداں درم
بچشم اندرش قدر چیزے نبود / ولیکن بدستش پشیزے[1] نبود
بخصماں بندی فرستاد مرد / کہ اے نیک نامانِ آزاد مرد
بدارید چنداں کف از دامنش / وگر می گریزد ضماں بر منش
وزاں جا بزنداں درآمد کہ خیز / وزیں شہر تا پایداری گریز
چو گنجشک در باز دید از قفس / قرارش نبود اندر آں یک نفس
چو بادِ صبا زاں میاں سیر کرد / نہ سیرے کہ بادش رسیدے بگرد
گرفتند حالے جواں مرد را / کہ حاصل کنی سیم یا مرد را
چو بیچارگاں راہ زنداں گرفت / کہ مرغ از قفس رفتہ نتواں گرفت
شنیدم کہ در حبس چندے بماند / نہ شکوت نبشت و نہ فریاد خواند
زمانہا نیاسود و شبہا نخفت / برو پارسائے گذر کرد و گفت
نہ پندارمت مالِ مردم خوری / چہ پیش آمدت تا بزنداں دری
بگفتا کہ اے مبارک نفس / نخوردم بحیلت گری مالِ کس
یکے ناتواں دیدم از بند ریش / خلاصش ندیدم بجز بندِ خویش
ندیدم بنزدیکِ رایِ پسند / من آسودہ و دیگرے پای بند
بمرد آخر و نیک نامی ببرد / زہے زندگانی کہ نامش نمرد

---

[1] پیسہ کو کہتے ہیں۔

تنِ زنده‌دل خفته در زیر گل ... به از عالمی[1] زنده مرده‌دل

دلِ زنده هرگز نگردد هلاک

تنِ زنده‌دل گر بمیرد چه باک

۴ - حکایت

بنالید درویشی از ضعف حال ... بر تندروئی[2] خداوند مال

نه دینار دادش سیه‌دل نه دانگ ... برو زد به سر باری[3] از طیره[4] بانگ

دل سائل از جور او خون گرفت ... سر از غم برآورد و گفت ای شگفت

توانگر ترش‌روی باری چراست ... مگر می‌نترسد ز تلخی خواست

بفرمود کوته‌نظر تا غلام ... براندش به خواری و زجر[5] تمام

به ناکردن شکر پروردگار ... شنیدم که برگشت از روزگار

بزرگیش سر در تباهی نهاد ... عطارد قلم در سیاهی نهاد

شقاوت برهنه نشاندش چو سیر ... نه بارش رها کرد و نه بارگیر

فشاندش قضا بر سر از فاقه خاک ... مشعبد[6] صفت کیسه و دست پاک

سراپای حالش دگرگونه گشت ... بگردش پس از مدتی برگذشت

غلامش به دست کریمی فتاد ... توانگردل و دست روشن‌نهاد

به دیدار مسکین آشفته‌حال ... چنان شاد بودی که مسکین به مال

شبانگه یکی بر درش لقمه جست ... ز سختی کشیدن قدمهاش سست

بفرمود صاحب‌نظر بنده را ... که خوشنود کن مرد درمانده را

۱؎ عالمی یعنی بیکاره ۲؎ بدخصلت ۳؎ یکبار ۴؎ غرور ۵؎ قهر ۶؎ شعبده‌باز [illegible] مرکب سواری ۸؎ بارگیر

چو نزدیک بردش ز خوان بهرہ — برآورد بے خویشتن نعرہ
چو نزدیک آمد بر خواجه باز — عیاں کرد اشکش بدیباچه راز
بپرسید سالار فرخنده خوے — که اشکت ز چه بد که آمد بروے
بگفت اندرونم بشوریده سخت — بر احوال ایں پیر شوریده بخت
که مملوکِ وے بودم اندر قدیم — خداوندِ زر بود و املاک و سیم
چو کوتاه شد دستش از عز و ناز — کند دستِ خواهش بدرہا دراز
بخندید و گفت اے پسر جور نیست — ستم بر کس از گردشِ دور نیست
نه آں تنگ روزی ست بازرگاں — که بردی سر از کبر بر آسماں
من آنم که آں روز از در براند — بروزِ منش دورِ گیتی نشاند
نگه کرد باز آسماں سوے من — فروشست گرد غم از روے من
خدا ار بحکمت ببندد درے — کشاید بفضل و کرم دیگرے
بسا مفلس و بینوا سیر شد — بسا کارِ منعم زبر زیر شد

۷۔ گفتار اندر هیبت ملوک و سیاستِ ملک

بگفتم در بابِ احساں بسے — ولیکن نه شرط است با هر کسے
بخور مردم آزار را خون و مال — که از مرغ بد کنده بہ پر و بال
کسے را که با خواجۂ تست جنگ — بدستش چرا می دہی چوب و سنگ
برانداز بیخے که خار آورد — درختے بپرور که بار آورد

---

۱ رخسارہ ۲ غلام۔ بندہ ۳ زمانۂ گزشتہ ۴ صاحب نعمت۔ دولت مند ۵ یعنی قوت

کسی را بده پایهٔ مهتران
که بر کهتران سر ندارد گران

مبخشای بر هر کجا ظالمی ست
که رحمت برو جور بر عالمی ست

جهانسوز را کشته بهتر چراغ
یکی به در آتش که خلقی بداغ

هر آنکس که بر دزد رحمت کند
ببازوی خود کاروان میزند

جفا پیشگان را بده سر بباد[1]
ستم بر ستم پیشه عدل است و داد

گفتار در معنی احسان با آنکه سزاوار نباشد

شنیدم که مردی غم خانه خورد
که زنبور بر سقف[2] او لانه[3] کرد

زنش گفت ازینان چه خواهی مکن
که مسکین پریشان شوند از وطن

بشد مرد نادان پی کار خویش
گرفتند یک روز زن را بنیش

بیامد ز دکان سوی خانه مرد
بران بیخرد زن بسی طیره[5] کرد

زن بی خرد بر در و بام و کوی
همی کرد فریاد و می گفت شوی

مکن روی بر مردم ای زن ترش
تو گفتی که زنبور مسکین مکش

کسی با بدان نیکوئی چون کند
بدان را تحمل بد افزون کند

چو اندر سری بینی آزار خلق
بشمشیر تیزش بینداز حلق

سگ آخر که باشد که خوانش نهند
بفرمای تا استخوانش دهند

چه نیکو زده ست این مثل پیر ده
ستور لگدزن گرانبار به

---

۱ سر باد دادن قتل کرنا ۲ سقف چھت ۳ لانہ یعنی آشیانہ و خانۂ زنبور یعنی بھڑ کا چھتا ۴ خستہ مجروح ۵ غصہ و خشم ۶ شوہر

اگر نیک مردی نماید عسس[۱] — نیارد بشب خفتن از دزد کس
نی پیزه در حلقۂ کارزار — بقیمت تر از نیشکر صد هزار
نه هر کس سزاوار باشد بمال — یکی مال خواهد یکی گوشمال[۲]
چو گربه نوازی کبوتر برد — چو فربه کنی گرگ یوسف درد
بنائی که محکم ندارد اساس[۳] — بلندش مکن ور کنی زو هراس

باب چهارم در تواضع

ز خاک آفریدت خداوند پاک — پس اے بنده افتادگی کن چو خاک
حریص و جهاں سوز و سرکش مباش — ز خاک آفریدندت آتش مباش
چو گردن کشید آتش هولناک — به بیچارگی تن بینداخت خاک
چو ایں سرفرازی نمود آں کمی — ازیں دیو کردند ازاں آدمی

حکایت دریں معنی

یکے قطره باراں ز ابرے چکید — خجل شد چو پہنائے دریا بدید
که جائیکه دریاست من کیستم — گر او ہست حقا که من نیستم
چو خود را بچشم حقارت بدید — صدف در کنارش بجاں پرورید
سپہرش بجائے رسانید کار — که شد نامور لولوئے شاہوار[۴]

۱؎ پاسبان مراد کوتوالی۔ ۲؎ مراد تنبیہ۔ ۳؎ بنیاد۔ عمارت۔ ۴؎ شاہی دُر۔

بلندی بدان یافت کو پست شد		در نیستی کوفت تا هست شد

حکایت عیسی علیه السلام و عابد پارسا

شنیدستم از راویان کلام		که در عهد عیسی علیه السلام
یکی زندگانی تلف کرده بود		به جهل و ضلالت سر آورده بود
دلیری سیه نامهٔ سخت دل		ز ناپاکی ابلیس از وی خجل
بسر برده ایام بی حاصلی		نیاسوده تا بوده از وی دلی
سرش خالی از عقل و پُر ز احتشام		شکم فربه از لقمهای حرام
به ناراستی دامن آلودهٔ		به ناداشتی دوده اندودهٔ
نه پایی چو بینندگان راست رو		نه گوشی چو مردم نصیحت شنو
چو سال بد از وی خلایق نفور		نمایان به هم چون مه نو ز دور
هوا و هوس خرمنش سوخته		جوی نیکنامی نیندوخته
سیه نامه چندان تنعم براند		که در نامه جای نبشتن نماند
گنهکار و خودرای و شهوت پرست		به غفلت شب و روز مخمور و مست
شنیدم که عیسی در آمد ز دشت		به مقصورهٔ عابدی برگذشت
بزیر آمد از غرفه خلوت نشین		بپایش در افتاد سر بر زمین
گنهگار برگشته اختر ز دور		چو پروانه حیران در ایشان ز نور
تامل بحسرت کنان شرمسار		چو درویش در دست سرمایه دار

---

۱ گمراهی ۲ شرمنده ۳ [illegible] ۴ نادان ۵ [illegible] ۶ بالانشین

خجل زیر لب عذر خواہاں بسوز　　ز شبہائے در غفلت آوردہ روز
سرشک غم از دیدہ باراں چو میغ　　کہ عمرم بغفلت گذشت اے دریغ
برانداختہ نقد عمر عزیز　　بدست از نکوئی نیاوردہ چیز
چو من زندہ ہرگز مبادا کسے　　کہ مرگش بہ از زندگانی بسے
رست آنکہ از عہد طفلی بمرد　　کہ پیرانہ سر شرمساری نبرد
گناہم ببخش اے جہاں آفریں　　کہ گر با من آید فبئس القریں
بدیں گونہ نالاں گنہگار پیر　　کہ فریاد حالم رس اے دستگیر
دل از ننگ شرمساری سرش　　رواں آب حسرت بہ شیب برش
وزاں نیمہ عابد سرے پر غرور　　ترش کردہ بر فاسق ابرو ز دور
کہ ایں مدبر اندر پے ما چراست　　نگوں بخت ناداں چہ درخورد ماست
بگردن در آتش در افتادہ　　بباد ہوا عمر در دادہ
چہ خیر آمد از نفس تر دامنش　　کہ صحبت بود با مسیح و منش
بروے کہ زحمت بجز نہ ریش　　بدوزخ برفتے پس کار خویش
ہمی رنجم از طلعت ناخوشش　　مبادا کہ در من فتد آتشش
بمحشر کہ حاضر شود انجمن　　خدایا تو با او مکن حشر من
دریں بود کہ وحی از جلیل الصفات　　در آمد بہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ
کہ گر عالم است آں وگر ایں جہول　　مرا دعوت ہر دو آمد قبول
تبہ کردہ ایام برگشتہ روز　　بنالید بر من بزاری و سوز

برا ساتھی ہے کہ گنہگار بد بخت کم نصیب کہ گنہگار بزرگ صفات یعنی خدا
ران ہے

به بیچارگی هر که آمد برم — نیندازمش ز آستان کرم
عفو کردم از وی عملهای زشت — در آرم به فضل خودش در بهشت
وگر عار دارد عبادت پرست — که در خلد با وی بود هم نشست
بگو ننگ ازو در قیامت مدار — که آن را به جنت برند این به نار
که آن را جگر خون شد از سوز و درد — گر این تکیه بر طاعت خویش کرد
ندانست در بارگاه غنی — که بیچارگی به ز کبر و منی
کرا جامه پاک است و سیرت پلید — در دوزخش را نباید کلید
برین آستان عجز و مسکینیت — به از طاعت و خویشتن بینیت
چو خود را ز نیکان شمردی بدی — نمی گنجد اندر خدائی خودی[۱]
اگر مردی از مردی خود مگوی — نه هر شهسواری بدر برد گوی
پیاز آمد آن بی هنر جمله پوست — که پنداشت چون پسته مغزی دروست
ازین نوع طاعت نیاید بکار — برو عذر تقصیر طاعت بیار
نخورد از عبادت بر آن بیخرد — که با حق نکو بود و با خلق بد
سخن ماند از عاقلان یادگار — ز سعدی همین یک سخن یاد دار
گنهکار اندیشناک از خدای — به از پارسای عبادت نمای

۳- حکایت دانشمند درویش و قاضی متکبر

فقیهی کهن جامه تنگدست — در ایوان قاضی به صف بر نشست

---

۱ خودی

نگه کرد قاضی در او تیز تیز — معرف¹ گرفت آستینش که خیز

ندانی که برتر مقامِ تو نیست — فروتر نشین یا برو یا بایست

بجای بزرگان دلیری مکن — چو سرپنجه ات نیست شیری مکن

نه هر کس سزاوار باشد بصدر — کرامت بجاهست و منزل بقدر

دگر ره چه حاجت به پیکار است — همین شرمساری عقوبت² بس است

بعزت هر آن کو فروتر نشست — بخواری نیفتد ز بالا به پست

چو آتش برآورد بیچاره دود — فروتر نشست از مقامی که بود

فقیهان طریق جدل ساختند — لِم و لانُسَلِّم³ در انداختند

گشادند بر هم درِ فتنه باز — بلا و نعم کرده گردن فراز

تو گفتی خروسانِ شاطر بجنگ — فتادند در هم بمنقار و چنگ

یکی بیخود از خشمناکی چو مست — یکی بر زمین میزد از خشم دست

فتادند در عقده‌ای پیچ پیچ — که در حلِ آن ره نبردند هیچ

کهن جامه در صفِ آخرترین — بغرّید در آن چو شیرِ عرین

دلایل قوی باید و معنوی — نه رگهای گردن بحجت قوی

مرا نیز چوگان لعب است و گوی — بگفتند اگر نیک دانی بگوی

بکلکِ فصاحت⁴ بیانی که داشت — بدلها چو نقشِ نگین برنگاشت

سر از کوی صورت بمعنی کشید — قلم بر سرِ حرفِ دعوی کشید

بگفتندش از هر کنار آفرین — که بر عقل و طبعت هزار آفرین

---

¹چوبدار ²عذاب ³کس واسطے کہ ہم نہیں مانتے ⁴خوش بیانی۔

سمند سخن تا بجائے براند — کہ قاضی چو خر در خلاب[1] بماند
برون آمد از طاق و دستار خویش — بہ اکرام و لطفش فرستاد پیش
کہ ہیہات قدر تو نشناختم — بہ شکر قدومت نپرداختم
دریغ آیدم با چنیں مایہ — کہ بینم ترا در چنیں پایہ
معرف بہ دلداری[2] آمد برش — کہ دستار قاضی نہد بر سرش
بدست و زبان منع کردش کہ دور — منہ بر سرم پایبند غرور
کہ فردا شود بر کہن میزراں — بہ دستار پنجہ گزم سرگراں
چو مولام خوانند و صدر کبیر — نمایند مردم بہ چشمم حقیر
تفاوت کند ہرگز آب زلال — گرش کوزہ زریں بود یا سفال
خرد باید اندر سر مرد و مغز — نباید مرا چوں تو دستار نغز[3]
کس از سر بزرگی نباشد بہ چیز — کدو سر بزرگ است و بے مغز نیز
میفراز گردن بہ دستار و ریش — کہ دستار پنبہ[4] است و سبلت[5] حشیش[6]
بصورت کسانیکہ مردم وش اند — چو صورت ہماں بہ کہ دم درکشند
بقدر ہنر جست باید محل — بلندی و نحسی مکن چوں زحل[7]
نے بوریا را بلندی نکوست — کہ خاصیت نیشکر خود دروست
بدیں عقل و ہمت نخوانم کست — وگر می‌رود صد غلام از پست
چہ خوش گفت خرمہرۂ (کوڑی) در گلے — چو برداشتش پر طمع جاہلے
مرا کس نخواہد خریدن بہ ہیچ — بدیوانگی در حریرم مپیچ

---

[1] کیچڑ [2] خوشامد [3] نادر۔ پاکیزہ۔ عمدہ [4] سوت [5] مونچھ [6] سوکھی گھاس [7] زحل۔

نہ منعم بمال از کسے بہتر است — خر ار جُلِ اطلس بپوشد خر است
بدین شیوہ مرد سخنگوئے چست — بہ آبِ سخن کینہ از دل بشست
دل آزردہ را سخت باشد سخن — چو خصمت بیفتاد سستی مکن
چو دستت رسد مغزِ دشمن برآر — کہ فرصت فرو شوید از دل غبار
چنان ماند قاضی بجورش اسیر — کہ گفت ان ہذا لیومٌ عسیر
بدندان گزید از تعجب یدین — بماندش درو دیدہ چون فرقدین
وزانجا جوان روئے ہمت بتافت — برون رفت و بازش نشان کس نیافت
غریو از بزرگانِ مجلس بخاست — کہ گوئی چنین شوخ چشم از کجاست
نقیب از پیش رفت و ہر سو دوید — کہ مردے بدین نعت و صورت کہ دید
یکے گفت ازین نوع شیرین نفس — درین شہر سعدی شناسیم و بس
بران صد ہزار آفرین کین بگفت — حقِ تلخ بین تا چہ شیرین بگفت

۴۔ حکایت در توبہ کردن پادشاہزادۂ گنجہ

یکے پادشاہ زادۂ گنجہ بود — کہ نااہل و ناپاک و سرپنجہ بود
بمسجد درآمد سرایان و مست — مے اندر سر و ساتگینے بدست
بمقصورہ در پارسائے مقیم — زبان دلاویز و قلب سلیم

---

۱ جھول ۲ یہ دن البتہ سخت ہے ۳ جمع ید دونوں ہاتھ [illegible] جو قطب شمالی کے قریب ہیں
۵ صفت ۶ ایک مشہور شہر کا نام جو تبریز و شروان کے درمیان میں واقع ہے اور شیخ نظامی کا مولد ہے ۷ بڑا پیالہ ۱۲

تنی چند همگشته او مجتمع
چو عالم نباشی کم از مستمع[1]

چو بی‌عزتی پیشه کرد آن حرون[2]
شدند آن عزیزان خراب اندرون

چو منکر بود پادشه را قدم
که یارد زد از امر معروف دم

تحکم کند سیر بر بوی گل
فرو ماند آواز چنگ از دهل

گرت نهی منکر برآید ز دست
نشاید چو بی‌دست و پایان نشست

وگر دست قدرت نداری بگوی
که پاکیزه گردد به اندرز خوی

چو دست و زبان را نماند مجال
به همت نمایند مردی رجال

یکی پیش دانای خلوت نشین
بنالید و بگریست سر بر زمین

که یکبارہ آخر بر این رند مست
دعا کن که ما بی‌زبانیم و دست

دمی سوزناک از دل باخبر
قوی‌تر که هفتاد تیغ و تبر

برآورد مرد جهاندیده دست
چه گفت ای خداوند بالا و پست

خوش است این پسر وقتش از روزگار
خدایا همه وقت او خوش بدار

کسی گفتش ای قدوهٔ[4] راستی
بدین بد[3] چرا نیکوئی خواستی

چو بدعهد را نیک خواهی ز بهر
چه بد خواستی بر سر خلق شهر

چنین گفت بیننده تیزهوش
چو سر سخن در نیابی مجوش

بطامات[5] مجلس نیاراستم
ز داد آفرین توبه‌اش خواستم

که هرگه که باز آید از خوی زشت
بعیشی رسد جاودان در بهشت

چنین پنج روز است عیشش مدام
بترک اندرش عیشهاست مدام

---

۱ سننے والا　۲ سرکش　۳ برا　۴ پیشوا　۵ سخنان بلند

چو بشنید کز مرد سخن ساز گفت
یکی زان میان با ملک باز گفت

ز دیده آب در جوشش آمد چو میغ
ببارید بر چهره سیل دریغ

چو تیر از شوق آذر دلش بسوخت
حیا دیده بر پشت پایش بدوخت

در آن پیکر شهر نستاد کس
در توبه کوبان که فریاد رس

قدم رنجه فرمای تا سر اسم
سر جاهلان را بدانش برم

درو رفت بنشاند بر در سپاه
سخن پرور آمد در ایوان شاه

شکر دیده بی تاب ز تیغ و شراب
ده از نعمت آباد و مردم خراب

یکی خانه از خود یکی نیم مست
یکی شعر گویان صراحی بدست

ز سوئی برآورده مطرب خروش
ز دیگر سو آواز ساقی که نوش

حریفان خراب از مے لعل رنگ
سر چنگی از خواب در بر چو چنگ

نبود از نه پیمان گردن فراز
بجز نرگس آشنا کی دیده باز

دف و چنگ با یکدگر سازگار
برآورده نعره از میان ناله زار

بفرمود تا هم شکستند خرد
مبدل شد آن عیش صافی بدرد

شکستند چنگ و گسستند رود
بدل کرد گوینده از سر سرود

بمینا نه در سنگ بردن زدند
سبو را نشانه بگردن زدند

روان خم و چنگ افتاده نگون
تو گفتی شهید است از بط گشته خون

خم از بستن خصم شد ناسپود
ز ران تشنه در تیر شیشه افتد زود

سنگلم تا جا نفس در بند مشک
قدح را بر دیده خونین پر اشک

۱؎ آگ ۲؎ چنگ بجانے والا ۳؎ تلچھٹ ۴؎ ظرف شراب مراد از صراحی

بفرمود تا سنگ صحن سرای — بکندند و کردند نو باز جای

که گلگونه[1] و نشتر یاقوت فام — بشستن نشاید ز روی رخام

عجب نیست بالوعه[2] گر شد خراب — که خورد اندر آن روز چندان شراب

دگر هر که بربط گرفتی به کف — قفا خوردی از دست مردم چو دف

وگر فاسقی چنگ بردی به دوش — بمالیدی او را چو طنبور گوش

جوانی سر از کبر و پندار مست — چو پیران به کنج عبادت نشست

پدر بارها گفته بودش به هول — که پاکیزه رو باش و شایسته قول

جفای پدر برد و زندان و بند — چنان سودمندش نیامد که پند

گرش سخت گفتی سخنگوی و سهل — که بیرون کن از سر جوانی و جهل

خیال و غرورش بر آن داشتی — که درویش را زنده نگذاشتی

سپر نفکند شیر غران ز جنگ — نیندیشد از تیغ بران پلنگ

به نرمی ز دشمن توان کرد دوست — چو با دوست سختی کنی دشمن اوست

چو سندان[3] کسی سخت رویی نکرد — که خایسک[4] تادیب بر سر نخورد

به گفتن درشتی مکن با امیر — چو بینی که سختی کند سست گیر

به اخلاق با هر که بینی بساز — اگر زیردست است و گر سرفراز

که این گردن از نازکی برکشد — به گفتار خوش وان سر اندر کشد

به شیرین زبانی توان برد گوی — که پیوسته تلخی برد تندخوی

تو شیرین زبانی ز سعدی بگیر — ترش روی را گو به تلخی بمیر

---

[1] غازہ جو عورتیں منہ پر ملتی ہیں [2] نابدان [3] نہائی جس پر لوہا پیٹا جاتا ہے [4] ہتھوڑا۔

باب ششم در قناعت

خدا را ندانست و طاعت نکرد
که بر بخت و روزی قناعت نکرد

قناعت توانگر کند مرد را
خبر کن حریص جهانگرد را

سکونی بدست آور ای بے ثبات
که بر سنگ گردان نروید نبات

مپرور تن ار مرد رای و هشی
که او را چو می پروری می کشی

خردمند مردم هنر پرورند
که تن پروران از هنر لاغرند

کسے سیرت آدمی گوش کرد
که اول سگ نفس خاموش کرد

خور و خواب تنها طریق دد است
بر این بودن آئین نابخرد است

خنک نیکبختے که در گوشہ
بدست آرد از معرفت توشہ

بر آنان که شد سر حق آشکار
نکردند باطل بر او اختیار

تو خود را از آن در چہ انداختی
که چہ را ز رہ باز نشناختی

بر اوج فلک چون پرد جرہ باز
که در شہپرش بستہ سنگ آز

بہ کم کردن از عادت خویش خورد
توان خویشتن را ملک خوے کرد

کجا سیر وحشی رسد در ملک
نشاید پرید از ثرے تا فلک

نخست آدمی سیرتے پیشہ کن
پس آنگہ ملک خوئی اندیشہ کن

تو بر کرہ توسنی بر کمر
نگر تا نپیچد ز حکم تو سر

۱ بیقرار ۲ مخفف چاہ یعنی کنواں ۳ شکاری باز ۴ ساتویں زمین ۵ مراد نفس امارہ

کر گر پالہنگ از کفت در گسیخت　　تن خویشتن کشت و خون تو ریخت
باندازہ خور زاد اگر مردمی　　چنین پر شکم آدمی یا خمی
درون جائے ذکر است و قوت[1] و نفس　　تو پنداری از بہر نانست و بس
کجا ذکر گنجد در انبان آز　　بسختی نفس می کند پا دراز
ندارند تن پروران آگہی　　کہ پر معدہ باشد ز حکمت تہی
دو چشم و شکم پر نگردد بہیچ　　تہی بہتر این رودہ پیچ پیچ
چو دوزخ کہ سیرش کنند از وقید[2]　　دگر بانگ دارد کہ ہل من مزید
ہمی میردت عیسی از لاغری　　تو در بند آنی کہ خر پروری
بدین اے فرومایہ دنیا مخر　　چو خر با انجیل عیسی مخر
مگر می ندانی کہ در راہ دام　　نینداخت جز حرص خوردن بدام
پلنگے کہ گردن کشد بر وحوش　　بدام افتد از بہر خوردن چو موش
چو موش آنکہ نان و پنیرش خوری　　بدامش در افتی و تیرش خوری

حکایت

یکے را تپ آمد ز صاحبدلان[4]　　کسے گفت شکر بخواہ از فلان
بگفت اے پسر تلخئے مردنم　　بہ از جور روئے ترش بردنم
شکر عاقل از دست آنکس نخورد　　کہ روی از تکبر بر و سرکہ کرد[5]
مرو در پئے ہر چہ دل خواہدت　　کہ تمکین تن نور جان کاہدت
کند مرد را نفس امارہ خوار　　اگر ہوشمندی عزیزش مدار

[1] خورش، غذا [2] آتش [3] ایندھن [4] عارف [5] ترش [6] سرکش

دگر هر چه باشد مرادش خوری | ز دوران بسی نامرادی بری
تنور شکم دم بدم تافتن | مصیبت بود روز نا یافتن
بتنگی بریزاندت روی رنگ | چو وقت فراخی[۱] کنی معده تنگ
کشد مرد پرخواره بار شکم | وگر در نیابد کشد بار غم
شکم بنده بسیار بینی خجل | شکم پیش من تنگ بهتر که دل

باب هشتم در بیان فضیلت شکر

۱ — حکایت

نفس می نیارم زد از شکر دوست | که شکری ندانم که درخورد اوست
عطائیست هر موی از او بر تنم | چگونه بهر موی شکری کنم
ستایش خداوند بخشنده را | که موجود کرد از عدم بنده را
کرا قوت وصف احسان اوست | که اوصاف مستغرق شان اوست
بدیعی[۲] که شخص آفریند ز گل | روان و خرد بخشد و هوش و دل
ز پشت پدر تا بپایان شیب | نگر تا چه تشریف دادت ز غیب
چو پاک آفریدت بهش باش و پاک | که ننگ است ناپاک رفتن بخاک
پیاپی بیفشان از آئینه[۳] گرد | که مصقل نگیرد چو زنگار خورد
چو روزی بسعی آوری سوی خویش | مکن تکیه بر زور بازوی خویش

---

۱ فراخی: کشادگی ۲ بدیع: پیدا کرنے والا ۳ آئینه: مراد آئینهٔ دل

چرا حق نمی بینی اے خود پرست | کہ بازو بگردش در آورد و دست
چو آید بکوشیدنت خیر پیش | بتوفیق حق دان نہ از سعی خویش
بسر پنجگی کس نبردست گوے | سپاس خداوند توفیق گوے
تو قائم بخود نیستی یک قدم | ز غیبت مدد می رسد دمبدم
نہ طفل زبان بستہ بودی ز لاف | ہمی روزی آمد بجوفش ز ناف
چو نافش بریدند روزی گسست | بہ پستان مادر در آویخت دست
غریبی[1] کہ رنج آردش دہر پیش | بدارو دہند آبش از شہر خویش
پس او در شکم پرورش یافتہ است | ز انبوب[2] معدہ خورش یافتہ است
دو پستان کہ امروز دلخواہ اوست | دو چشمہ ہم از پرورشگاہ اوست
کنار و بر مادر دلپذیر | بہشت است و پستان درو جوے شیر
درختی ست بالاے جان پرورش | ولد میوۂ نازنین بر برش
نہ رگہاے پستان درون دل است | پس ار بنگری شیر خون دل است
بخونش فرو بردہ دندان چو نیش | سرشتہ درو مہر خونخوار خویش
چو بازو قوی کرد و دندان ستبر | براندایدش دایہ پستان بہ صبر
چنان صبرش از شیر خامش کند | کہ پستان شیرین فراموش کند
تو نیز اے کہ در توبہ ای طفل راہ | بصبرت فراموش گردد گناہ

حکایت

جوانے سر از رای مادر بتافت | دل دردمندش بہ آذر بتافت

۱۔ مسافر ۲۔ نلی جو اندر سے خالی ہوتی ہے مراد معدہ ۳۔ مراد خمیر ۴۔ مراد ... پیدا ہوتا ہے ۵۔ پلاتا ہے ۶۔ مضبوط ۷۔ ایلوا ۸۔ آگ۔

چو بیچاره شد پیشش آورد مهد[1] — که ای سست مهر فراموش عهد
نه گریان و درمانده بودی و خرد — که شبها ز دستت تو خوابم نبرد
نه در مهد نیروی[2] حالت نبود — مگس راندن از خود مجالت نبود
تو آنی کز آن یک مگس رنجه‌ای — که امروز سالار سرپنجه‌ای
بحالی شوی باز در قعر گور — که نتوانی از خویشتن دفع مور
دگر دیده چون برفروزد چراغ — چو کرم لحد خورد پیه[3] دماغ
چو پوشیده[4] چشمی نبینی که راه — نداند همی وقت رفتن ز چاه
تو گر شکر کردی که با دیده‌ای — وگرنه تو هم چشم پوشیده‌ای
معلم نیاموختت فهم و رای — سرشت این صفت در وجودت خدای
گرت منع کردی دل حق نیوش — حقت عین باطل نمودی بگوش

باب نهم در توبه

بیا ای که عمرت بهفتاد رفت — مگر خفته بودی که برباد رفت
همه برگ بودن همی ساختی — بتدبیر رفتن نپرداختی
قیامت که بازار مینو[5] نهند — منازل باعمال نیکو نهند
بضاعت بچندانکه آری بری — وگر مفلسی شرمساری بری
که بازار چندانکه آگنده‌تر — تهیدست را دل پراگنده‌تر
ز پنجه درم پنج اگر کم شود — دلت ریش[6] سرپنجهٔ غم شود

۱ہ گہوارہ یا پالنا ۲ہ اس وقت کی قوت ۳ہ چربی ۴ہ اندھا ۵ہ مراد بہشت ۶ہ زخمی

چو پنجاه سالت برون شد ز دست　　غنیمت شمر پنج روزی که هست
اگر مرده مسکین زبان داشتی　　بفریاد و زاری فغان داشتی
که ای زنده چون هست امکان گفت　　لب از ذکر چون مرده برهم مخفت
چو ما را بغفلت بشد روزگار　　تو باری دمی چند فرصت شمار

حکایت

کهن سالی آمد به نزد طبیب　　ز نالیدنش تا بمردن قریب
که دستم برگ بر نه ای نیک رای　　که پایم همی بر نیاید ز جای
بدان ماند این قامت خفته ام　　که گوئی بگل در فرو رفته ام
برو گفت دست از جهان برگسل　　که پایت قیامت برآید ز گل
اگر در جوانی زدی دست و پای　　در ایام پیری بهش باش و رای
چو دوران عمر از چهل برگذشت　　مزن دست و پا کابت از سر گذشت
نشاط آنگه از من رمیدن گرفت　　که شامم سپیده دمیدن گرفت
بباید هوس کردن از سر بدر　　که دور هوس بازی آمد بسر
بسبزی کجا تازه گردد دلم　　که سبزی بخواهد دمید از گلم
تفرج کنان در هوا و هوس　　گذشتیم بر خاک بسیار کس
کسانی که دیگر بغیب اندرند　　بیایند و بر خاک ما بگذرند
دریغا که فصل جوانی برفت　　بلهو و لعب زندگانی برفت
دریغا چنان روح پرور زمان　　که بگذشت بر ما چو برق یمان

۱؎ مراد مدت قلیل ۲؎ نبض ۳؎ شست ۴؎ مراد قبر ۵؎ کنایه از عالم جوانی ۶؎ زمانه

ز سودائے آں پوشم و ایں خورم ۔ نپرداختم تا غم دیں خورم
دریغا کہ مشغول باطل شدیم ۔ ز حق دور ماندیم و غافل شدیم
چہ خوش گفت باکودک آموزگار ۔ کہ کارے نکردیم و شد روزگار

باب دہم در مناجات

بیا تا برآریم دستے ز دل ۔ کہ نتواں برآورد فردا ز گل
بفصل خزاں در نہ بینی درخت ۔ کہ بے برگ ماند ز سرمائے سخت
برآرد تہی دستہائے نیاز ۔ ز رحمت نگردد تہی دست باز
مپندار ازاں در کہ ہرگز نہ بست ۔ کہ نومید گردد برآوردہ دست
ہمہ طاعت آرند و مسکیں نیاز ۔ بیا تا بدرگاہ مسکیں نواز

چو شاخ برہنہ برآریم دست ۔ کہ بے برگ ازیں بیش نتواں نشست
خداوندگارا نظر کن بجود ۔ کہ جرم آمد از بندگاں در وجود
گناہ آید از بندۂ خاکسار ۔ بامید عفو خداوندگار
کریما برزق تو پروردہ ایم ۔ بانعام و لطف تو خو کردہ ایم
گدا چوں کرم بیند و لطف و ناز ۔ نگردد ز دنبال بخشندہ باز
چو ما را بدنیا تو کردی عزیز ۔ بعقبیٰ ہمیں چشم داریم نیز
عزیزی و خواری تو بخشی و بس ۔ عزیز تو خواری نہ بیند ز کس
خدایا بعزت کہ خوارم مکن ۔ بذل گنہ شرمسارم مکن

[illegible]

مسلط مکن چون منی بر سرم ز دست تو به گر عقوبت برم
بگیتی بتر زین نباشد بدی جفا بردن از دست همچون خودی
مرا شرمساری ز روی تو بس دگر شرمسارم مکن پیش کس
گرم بر سر افتد ز تو سایهٔ سپهرم بود کمترین پایهٔ
اگر تاج بخشی سر افرازدم تو بردار تا کس نیندازدم

حکایت

تنم می بلرزد چو یاد آورم مناجات شوریدهٔ در حرم
که می گفت با حق بزاری بسے میفکن که دستم نگیرد کسے
بلطفم بخوان یا بران از درم ندارد بجز آستانت سرم
تو دانی که مسکین و بیچاره ایم فرو ماندهٔ نفس اماره ایم
نمی تازد این نفس سرکش چنان که عقلش تواند گرفتن عنان
که با نفس و شیطان بر آید بزور مصاف پلنگان نیاید ز مور
بمردان راهت که راهے بده وزین دشمنانم پناهے بده
خدایا بذات خداوندیت باوصاف بے مثل و مانندیت
بلبیک حجاج بیت الحرام بمدفون یثرب علیه السلام
بتکبیر مردان شمشیر زن که مرد وغا را شمارند زن
بطاعات پیران آراسته بصدق جوانان نوخاسته
که ما را در آن ورطهٔ یک نفس ز ننگ دو گفتن بفریاد رس

۱له کسیکه بجز من است ۲له آستانه ۳له مکه معظمه ۴له مدینه منوره ۵له یعنی دو خدا گفتن ۱۲

امیدست از آنان که طاعت کنند ۔ که بی طاعتان را شفاعت کنند
بپاکان کز آلایشم دور دار ۔ دگر زلتی رفت معذور دار
به پیرانِ پشت از عبادت دوتا ۔ ز شرم گنه دیده بر پشتِ پا
که چشمم ز روی سعادت مبند ۔ زبانم بوقت شهادت مبند
چراغ یقینم فرا راه دار ۔ ز بد کردنم دست کوتاه دار
بگردان ز نادیدنی دیده ام ۔ مده دست بر ناپسندیده ام
من آن ذره ام در هوائے تو نیست ۔ وجود و عدم در ظلامم یکیست
ز خورشید لطفت شعاعے بسم ۔ که جز در شعاعت نبیند کسم
بدے را نگه کن که بهتر کس است ۔ گدا را ز شاه التفاتے بس است
مرا گر بگیری بانصاف و داد ۔ بنالم که عفوم نه این وعده داد
خدایا بذلت مران از درم ۔ که صورت نه بندد دری دیگرم
ور از جهل غائب شدم روز چند ۔ کنون کامدم در برویم مبند
چه عذر آرم از ننگ تردامنی ۔ مگر عجز پیش آورم کے غنی
فقیرم بجرم گناهم مگیر ۔ غنی را ترحم بود بر فقیر
چرا باید از ضعف حالم گریست ۔ اگر من ضعیفم پناهم قویست
خدایا بغفلت شکستیم عهد ۔ چه زور آورد با قضا دست جهد
چه برخیزد از دست تدبیر ما ۔ ق ۔ همین نکته بس عذر تقصیر ما
همه هر چه کردم تو برهم زدی ۔ چه قوت کند با خدائی خودی
نه من سر ز حکمت بدر می برم ۔ که حکمت چنین می رود بر سرم

۱ لغزش یعنی گناه ۲ سرنگون و شرمنده ۳ تاریکی ۴ مرا بس است ۵ کوشش ۱۲

قصائد سعدی

شکر و سپاس و منت و عزت خداے را　　پروردگار خلق و خداوند کبریا
دادار غیب دان و نگہدار آسمان　　رزاق بندہ پرور و خلاق رہنما
اقرار می کند دو جہاں بر یگانگیش　　یکتا و پشت عالمیاں بر درش دوتا
گوہر ز سنگ خارہ و لولوے از صدف　　فرزند آدم از گل و برگ گل از گیا
پارے ز سنگ چشمۂ آب آورد پدید　　باران ز آب چشمہ کند سنگ ذرہ سا
گاہے بصنع ماشطہ بر روے خوب روز　　گلگونۂ شفق کند و سرمۂ دجا
در پاے لطف او ست وگرنہ سحاب کیست　　تا بر زمین مشرق و مغرب کند سخا
ارباب شوق در طلبت بیدل اند و ہوش　　اصحاب فہم در صفتت بے سر اند و پا
شبہاے دوستان ترا انعم الصباح　　ویل شب کہ بے تو روز کند اظلم المسا
یاد تو روح پرور و وصف تو دلفریب　　نام تو غم زداے و کلام تو دلربا
بے سکۂ قبول تو نقد عمل دغل　　بے خاتم رضاے تو سعیے امل ہبا
جاے کہ تیغ قہر برآرد دہا تمش　　ویران کنند سیل عرم جنت سبا

لہ مشاطہ یعنی کنگھی کرنیوالی عورت جیسا کہ دوسری عورتوں کی کنگھی چوٹی کرنیوالی بنانے سنوارنیوالی یہاں جنت کی صفت ہے سلہ اصل میں دجی ہے یعنی تاریکی ظلمت شب سلہ بہتر بنا صبح سلہ یعنے تاریک ترین شام سلہ کھوٹا نکما سلہ گرد کے ذرے جیسا ازا بیکار شے فضول سلہ تاسیف ہے جلال شان و شکوہ سلہ پانی کی رُک بند سلہ یمن کا ایک شہر جہاں حضرت بلقیس زوجہ حضرت سلیمان علیہ السلام حکومت کرتی تھیں اس شعر میں تلمیح ہے اور ایک آیت قرآنی کا اقتباس ۱۲

شاهان بر آستان جلالت نهاده سر — گردن‌کشان مطاوع و یکسر فران دعا
گر حمله را عذاب کنی ور عطا دهی — کس را مجال آن که کند چون و این چرا
خود دست پای فهم و بلاغت کجا رسد — تا در بیان وصف جلالت کند ثنا
گاهی سموم قهر تو هم دست با خزان — گاهی نسیم لطف تو همراز با صبا
خواهندگان درگه جاهش تو اند — سلطان در سرادق و درویش در عبا
آن دست در تشرع و آیتی بر زمین — آن پیکر در اشارت این گوشه در علا
مردان راست از نظر خلق در حجاب — شب در لباس معرفت در روز در قبا
فرخنده طالعی که کنی یاد او بخیر — سرگشته دولتی که فراموش کند ترا
چندین هزار سکهٔ پیغمبری زدند — اول بنام آدم و آخر به مصطفیٰ
الهامش از جلیل و پیامش ز جبرئیل — رایش نه از طبیعت و نطقش نه از هوا
در نعت او زبان فصاحت کجا رسد — خود پیش آفتاب چه رونق دهد سها
دانی که در بیان اذا الشمس کورت — معنی چه گفته اند بزرگان پارسا
یعنی وجود خواجه سر از خاک بر کند — خورشید و ماه را نه بود بعد از آن ضیا
ای برترین مقام ملائک بر آسمان — با منصب تو زیر ترین پایه علا
شعر آورم بحضرت عالیت زینهار — با وحی آسمان چه زند سحر مفتری

ملہ تیر ناکلہ خیمہ، شامیانہ، سراپردہ ملہ خواہش نفس یا پورا مصرعہ اقتباس ہے یہ آیت قرآنی کا وما ینطق عن الہوی ان ہو الا وحی یوحی یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی خواہش سے کچھ نہیں فرماتے بلکہ جو کچھ وحی الٰہی نازل ہوتی ہے وہ پہنچا دیتے ہیں ملہ جب آفتاب لپیٹ لیا جائے گا ملہ مفتری جھوٹ باندھا ہوا کرشمہ افترا کیا ہوا سحر یہ لفظ اقتباس قرآنی ہے

یا رب بدست آنکه قمر[1] زد دو نیم شد — تسبیح گفت در کف میمون او حصا[2]

کافتادگان شود تفهیم دستگیر — ارشاد الذین[3] تجاوز و اغفر لمن عصیٰ

تریاک در دہان رسول آورید حق — صدیق را چه غم بود از زهر جانگزا

ای یار غار سید و صدیق نامور — ق — مجموعهٔ فضائل و گنجینهٔ صفا

مردان قدم بصحبت یاران نهاده اند — لیکن نه آنچنان که تو در کام اژدها

یار آن بود که مال و تن و جان فدا کند — تا در سبیل دوست بپایان برد وفا

دیگر عمر که لائق پیغمبری بدے — گر خواجهٔ رسل نبدے ختم انبیا

سالار خیل خانهٔ دین صاحب رسول — سر دفتر خدائے پرستان بے ریا

دیوے که خلق عالمش از دست عاجز اند — عاجز بداں که چون شود از دست او رہا

دیگر جمال صورت عثمان که بر نه کرد — در پیش دست دشمن قاتل سر از حیا

این شرط مهربانی و تحقیق دوستی ست — کز بهر دوستان ببری از دشمنان جفا

خاصان حق همیشه بلیت کشیده اند — هم بیشتر عنایت و هم بیشتر عنا

کس را چه زور و زهره که وصف علی کند — جبار در مناقب او گفته هل اتیٰ[4]

زور آزمائے قلعهٔ خیبر که دست او — در یکدیگر شکست ببازوی لافتیٰ[5]

؎۱ اشارہ بہ معجزہ شق القمر ؎۲ حصاۃ کی جمع۔ سنگریزے، کنکریاں۔ ایک مشہور معجزہ کیطرف اشارہ ہے
؎۳ ترجمہ۔ نرمی کر انکے ساتھ جو حد سے گزر گئے اور بخش دے انکو جو نافرمانی کرے ؎۴ قرآن مجید
کی ایک سورت ہے جسمیں حضرت علی اور دیگر حضرت اہلبیت کے ایثار کا ذکر ہے ؎۵ حضرت علی کی شان
میں مشہور مقولہ ہے لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار۔ یعنی حضرت علی جیسا دوسرا جوان نہیں
اور ذوالفقار جیسی دوسری تلوار نہیں۔

شیر خدا و صفدر میدان و بحر جود — جان بخش در نماز و جهان سوز در وغا

دیباچهٔ مروت و سلطان معرفت — لشکرکش فتوت و سردار اتقیا

فردا که هر کسی به شفیعی زنند دست — مائیم و دست و دامن معصوم مرتضی

پیغمبر آفتاب[1] منیر است در جهان — وینان ستارگان[2] بزرگ اند و مقتدا

یارب به نسل طاهر اولاد فاطمه — یارب به خون پاک شهیدان کربلا

یارب به صدق سینهٔ پیران راست رو — یارب به آب دیدهٔ مردان آشنا

دلهای خسته را ز کرم مرهمی فرست — ای نام اعظمت در گنجینهٔ شفا

گر خلق تکیه بر عمل خویشتن کنند — ما را بس است رحمت و فضل تو متکا[3]

یارب خلاف امر تو بسیار کرده ایم — امید هست از کرمت عفو ما مضی[4]

چشم گناهگار بود بر خطای خویش — ما را ز غایت کرمت چشم بر عطا

یارب به لطف خویش گناهان ما بپوش — روزی که رازها فتد از پرده برملا

همواره از تو لطف خداوندی آمده ست — وز ما چنان که درخور ما فعل ناسزا

عدل است اگر عقوبت ما بیکران کنی — لطف است اگر کشی قلم عفو بر خطا

گر تو عقوبتی کنی از پاک بگذرد بشر — ور تربیت کنی به ثریا[5] رسد ثری[6]

---

[1] اقتباس قرآنی ہے، خداتعالیٰ نے بجملہ دیگر صفات کے فرمایا ہے کہ ہم نے آپ کو دنیا میں سراجاً منیرا یعنی روشن چراغ (آفتاب) بنا کر بھیجا [2] مضمون حدیث کا ترجمہ ہے، حضور صلعم کا ارشاد ہے: اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم یعنی میرے صحابی ستاروں کی طرح ہیں جس کی پیروی کروگے ہدایت پاؤگے [3] تکیہ گاہ، سہارا [4] جو کچھ گزرا [5] سات ستارے سب سے ملے ہوئے جو بہت بلندی پر ہیں، پروین [6] خاک

دلہائے دوستان تو خون میشود ز خوف　　باز از کمال لطف تو دل میدہد رجا
یا رب قبول کن بہ بزرگی و لطف خویش　　کاں را کہ رد کنی نہ بود ہیچ ملتجا[1]
ما را تو دست گیر و حوالت مکن بخلق　　الا الیک[2] حاجت درماندگاں فلا
کردی تو آنچہ شرط خداوندی تو بود　　ما در خور تو ہیچ نہ کردیم ربنا[3]
سہل است اگر بچشم عنایت نظر کنی　　اصلاح قلب[4] را چہ محل پیش کیمیا
اولے تر آنکہ ہم تو بگیری بلطف خویش　　دستے[5] دگر ز ہیچ نیاید ز دست ما
کارے بہ منتہا نہ رسانیدہ در طلب　　بردیم روزگار گرامی بہ منتہا
فی الجملہ دستہائے تہی بر تو داشتیم　　خود دست جز تہی نتواں داشت بر خدا
یا دولتا[6] اگر بہ عنایت نظر کنی　　وا خجلتا اگر بعقوبت دہی جزا
اے نفس جہد کن کہ چو مرداں قدم زنی　　وز پائے بستہ بدعا دست بر کشا
پیدا بود کہ بندہ بکوشش کجا رسد　　بالائے ہر سرے قلمے رفتہ از قضا
کس را بخیر و طاعت خویش اعتماد نیست　　آں بے بصر کجا کہ کند تکیہ بر عصا
اے پائے بستہ عمر تو در رہگذار سیل　　بدیں محل[7] چہ پیش نہی مرگ در قفا
تا روز اولت چہ نوشت است بر جبیں　　زیرا کہ در ازل ہمہ سعد اند و اشقیا
در کوہ و دشت ہر سبعے[8] صوفیے بُدے　　گر ہیچ سود مند بدے صوف بے صفا

---

[1] ٹھکانا، جائے پناہ، امیدگاہ [2] ترجمہ۔ عاجزوں کی حاجت تیرے سوا کسی کیجانب نہیں مصرعہ میں تعقید ہے ورنہ عربی الفاظ کی ترتیب اس طرح ہے، فلا حاجۃ الا الیک [3] (اسے) ہمارے پروردگار [4] کھوٹا، فاسد، نیز دل [5] عمل، اکام [6] خوشا نصیب [7] امید آرزو [8] سبع درندہ پھاڑکھانے والا جانور

پہلوئے تن ضعیف کند پشت دل قوی
صید بچہ در ریاض ریاضت کند چرا

گر بہر و جور عاشق صادق زنند تیغ
گویند بکش کہ مال سبیل ست و جاں فدا

ما را بہ نوشدار پئے دشمن امید نیست
وز دست دوست گر ہمہ زہر ست مرحبا

چوں شادمانی و غم دنیا مقیم نیست
فرعون کامراں بہ و ایوب مبتلا

امثال ما بہ تنگی و سختی بمردہ اند
آخر چہ لایقیم بتشریف[1] اولیا

غم نیست زخم خوردۂ راہ خدائے را
دردے چہ خوش بود کہ طبیبش کند دوا

ما بین آسمان و زمیں جائے عیش نیست
یک دانہ چوں جہد ز میان دو آسیا

عمرت برفت و چارۂ کارے نساختی
اکنوں کہ چارہ نیست بہ بیچارگی بیا

کردار نیک بہ بقیاست قرین تست
آں اختیار کن کہ تواں دیدنش لقا

تا ہیچ دانہ نفشانی بجز کرم
تا ہیچ دانہ نستانی بجز بقا

نااہل را نصیحت سعدی چنانکہ ہست
گفتیم اگر بسمع تفاوت کند عمے[2]

گوئی کدام سنگ دل ایں پند نشنود
بر کوہ خواں کہ باز بگوشت آید صدا

دیگر

با مراداں کہ تفاوت نہ کند لیل و نہار
خوش بود دامن صحرا و تماشائے بہار

صوفی از صومعہ[3] گو خیمہ بزن در گلزار
وقت آں نیست کہ در خانہ نشینی بیکار

کوہ و دریا و درختاں ہمہ در تسبیح اند
نہ ہمہ مستمعاں[4] فہم کنند ایں اسرار

بلبلاں وقت گل آمد کہ بنالند ز شوق
نہ کم از بلبل مستی تو بنال اے ہشیار

آفرینش ہمہ تنبیہ خداوند دل ست
دل ندارد کہ ندارد بخداوند اقرار

ایں ہمہ نقش عجب بر در و دیوار وجود
ہر کہ فکرت نکند نقش بود بر دیوار

---

۱ خلعت ۲ اندھاپن، نابینائی ۳ خانقاہ ۴ سننے والے

خبرت ہست کہ مرغان چمن می گویند ۔۔۔ کاخر اے خفتہ سر از بالش غفلت بردار
ہر کہ امروز نبیند اثر قدرت او ۔۔۔ غالب آنست کہ فرداش نبیند دیدار
تا کے آخر چو بنفشہ سر غفلت در پیش ۔۔۔ حیف باشد کہ تو در خوابی و نرگس بیدار
کہ تواند کہ دہد میوۂ رنگین از چوب ۔۔۔ کہ تواند کہ برآرد گل صد برگ از خار
وقت آنست کہ داماد[۱] گل از حجلۂ غیب ۔۔۔ بدر آید کہ درختان ہمہ گردند نثار
آدمی زادہ اگر در طرب آید چہ عجب ۔۔۔ سرو در باغ برقص آمدہ و بید و چنار
باش تا غنچۂ سیراب دہن باز کند ۔۔۔ بامدادان چو سر نافۂ آہوئے تتار
مژدگانی[۲] کہ گل از غنچہ برون می آید ۔۔۔ صد ہزار اقچہ بریزند عروسان بہار
باد گیسوے عروسان چمن شانہ کند ۔۔۔ بوے نسرین و قرنفل برود در اقطار
ژالہ بر لالہ فرود آمدہ ہنگام سحر ۔۔۔ راست چون عارض گلبوی عرق کردۂ یار
باد بوے سمن آورد و گل و سنبل و بید ۔۔۔ در دکان بچہ رونق بگشاید عطار
خیری و خطمی و نیلوفر و بستان افروز ۔۔۔ نقشہائے کہ در و خیرہ بماند ابصار
ارغوان[۳] ریختہ بر درگہ خضراے چمن ۔۔۔ ہمچنان ہست کہ بر تختۂ دیبا دینار
این ہنوز اول آذار جہان افروز ست ۔۔۔ باش تا خیمہ زند دولت نیسان[۴] و ایار[۵]
شاخہا دختر دوشیزۂ باغند ہنوز ۔۔۔ باش تا حاملہ گردند بالوان اثمار
عقل حیران شود از خوشۂ زرین عنب ۔۔۔ وہم عاجز شود از حقۂ یاقوت انار
بندہاے رطب از نخل فرود آویزند ۔۔۔ نقشبندان قضا و قدر شیرین کار

---

۱ دولہا، نوشہ، عروس۔ ۲ وہ انعام جو مژدہ رساں کو دیا جاتا ہے ۳ ایک سرخ پھول ۱۲
۴ عبرانی سال کا ساتواں مہینہ جو ماہ اپریل کے مطابق ہوتا ہے یہ بہار کا موسم ہوتا ہے اس مہینہ کی بارش بھی اسی نام سے موسوم ہے ۵ ایک رومی مہینہ تقریباً مئی یا جیٹھ یہ بھی بہار کا مہینہ ہے

تا نہ تاریک بود سایۂ انبوہ درخت — زیر ہر برگ چراغے بنہد از گلنار
سیب را ہر طرفے دادہ طبیعت رنگے — ہم بداں گونہ کہ گلگونہ کند روئے نگار
شکل امرود تو گوئی کہ ز شیرینی و لطف — کوزۂ چند نبات ست معلق بر بار
حشو[1] انجیر چو حلوا گر صانع کہ ہمی — حب خشخاش کند در عسل و شہد بکار
آب در پائے ترنج و بہ و بادام رواں — ہمچو در زیر درختان بہشتی انہار
گو نظر باز کن و خلقت نارنج ببیں — اے کہ باور نہ کنی فی الشجر الاخضر نار[2]
پاک و بے عیب خدائے کہ بتقدیر عزیز[3] — ماہ و خورشید مسخر کند و لیل و نہار
پادشاہی نہ بدستور[4] کند یا گنجور[5] — نقشبندی نہ بشنگرف کند یا زنگار
چشمہ از سنگ بروں آرد و باراں از میغ — انگبیں از مگس نحل[6] و دُر از دریا بار
گرچہ بسیار بگفتیم دریں باب سخن — اندکے بیش نہ گفتیم ہنوز از بسیار
تا قیامت سخن اندر کرم و رحمت او — ہمہ گویند و یکے گفتہ نیاید ز ہزار
آں کہ باشد کہ نہ بندد کمر طاعت او — جائے آنست کہ کافر بگشاید زنار
نعمت بار خدایا ز عدد بیروں ست — شکر انعام تو ہرگز نہ کند شکر گزار
ایں ہمہ پردہ کہ بر کردۂ ما می پوشی — گر بتقصیر بگیری نہ گذاری دیار
نا امید از در لطف تو کجا شاید رفت — تاب قہر تو نداریم خدایا زنہار
فعلہائے کہ ز ما دیدی و نہ پسندیدی — بخداوندی خود پردہ بپوش اے ستار
سعدیا راست رواں گوئے سعادت بردند — راستی کن کہ بمنزل نہ رسد کج رفتار

۱؎ بھری بھرائی ۲؎ سبز درخت میں آگ ہوتی ہے (اقتباس قرآن) ۳؎ زبردست قدرت ۴؎ وزیر ۵؎ خزانچی ۶؎ شہد کی مکھی

حیف از عمر گرانمایہ کہ در لہو برفت / یارب از ہرچہ خطا رفت ہزار استغفار
درد پنہاں بتو گویم کہ خداوند منی / تا نگویم کہ تو خود مطلعی بر اسرار

مرثیہ خلیفۂ بغداد

آسماں را حق بود گر خوں ببارد بر زمیں / بر زوال ملک مستعصم[1] امیرالمومنیں
اے محمد گر قیامت می برآری سر ز خاک / سر برآور وین قیامت در میان خلق بیں
نازنینان حرم را خونِ خلقِ نازنیں / ز آستاں بگذشت ما را خونِ چشم از آستیں
زینہار از دورِ گیتی و انقلابِ روزگار / در خیالِ کس نگشتے کانچناں گردد چنیں
دیدہ بردار اے کہ دیدی شوکتِ بیت الحرام / قیصرانِ روم سر بر خاک و خاقاں بر زمیں
خونِ فرزندانِ عم مصطفیٰ[2] شد ریختہ / ہم براں خاکے کہ سلطاناں نہادندے جبیں
وہ کہ گر بر خونِ آں پاکاں فرود آید مگس / تا قیامت تلخ گردد در دہانش انگبیں
بعد ازیں آسائش از دنیا نباید چشم داشت / قیر[3] در انگشتری ناید چو برخیزد نگیں
دجلہ خونابست زیں پس گر نہد سر در نشیب / خاکِ نخلستانِ بطحا را کند خوں عجیں[4]
روئے دریا درہم آمد زیں حدیثِ ہولناک / می تواں دانست بر رویش ز موج افتادہ چیں
نوحہ لائق نیست بر خاکِ شہیداں زانکہ ہست / کمتریں دولت مرایشاں را بہشتِ برتریں
لیکن از روئے مسلمانی و راہِ مرحمت / مہرباں را دل بسوزد در فراقِ نازنیں
باش تا فردا کہ بینی روزِ داد و رستخیز / کز لحد با ریشِ خوں آلودہ برخیزد دفیں

[1] المستعصم باللہ، خلفائے عباسیہ کا آخری فرمانروا [2] رسول اللہ صلعم کے چچا حضرت عباس جنکی اولاد اس طرح قتل ہوئی [3] چیڑ ایک چپکنے والا سیاہ روغن جو نگینہ کے نیچے لگایا جاتا ہے [4] خمیر شدہ، سنی [5] افتادہ، خبر [6] واقعہ

در زمین خاک قدم شان توتیای چشم تو   روز محشر خون شان گلگونهٔ رخسار عین[1]

تا لب مجروح اگر در خاک و خون غلطید پاک   روح پاک اندر جوار لطف رب العالمین

تکیه بر دنیا نشاید کرد و دل بر وی نهاد   کاسمان گاهی بمهرست ای برادر گه بکین

چرخ گردون با زمین گوئی دو سنگ آسیاست   در میان هر دو روز و شب دل مردم طحین[2]

زور بازوی شجاعت بر نیاید با اجل   چون قضا آید نماند قوت رای رزین[3]

تیغ هندی بر نیاید روز هیجا[4] از نیام   شیر مردی را که باشد مرگ پنهان از کمین

تجربت بفزاید همت آنجا که برگردید بخت   حمله آوردن چه سود آن را که برگردید زین

گر کسانند از پی مردار[5] دنیا جنگجوی   ای برادر گر خردمندی چو سیمرغان نشین

ملک دنیا را چه قیمت حاجت اینست از خدای   گو نگهدارد بما بر ملک ایمان و یقین

یارب این رکن مسلمانی بجا آباد دار   در پناه شاه عادل پیشوای ملک و دین

خسرو صاحبقران غوث زمان بوبکر سعد   آنکه اخلاقش پسندیدست و اوصافش گزین

مصلحت بود اختیار رای روشن بین او   زیر دستان را سخن گفتن نشاید جز چنین

لا جرم در شهر و برزن داعیان[6] دولت اند   کای هزاران آفرین بر جانت از جان آفرین

روزگارت با سعادت باد و سعدی مدح گوی
رایتت منصور و بخت یار و اقبالت قرین

---

[1] حور عین یعنی زنان بہشت [2] آٹا، آرد [3] محکم، مضبوط، گرانمایہ [4] لڑائی، جنگ [5] حدیث میں آیا ہے کہ دنیا مردار ہے اور اسکے چاہنے والے کتے [6] دعا کرنے والے۔ دعاگوئے اقبال

خوش است عمر دریغا کہ جاودانی نیست — پس اعتماد برین پنج روز فانی نیست
درخت قد صنوبر خرام انساں را — مدام رونق نوبادۂ جوانی نیست
گلیست خرم و خنداں تازہ خوشبوے — ولے امید ثباتش چنانکہ دانی نیست
دوام پرورش اندر کنار مادر دہر — طمع مکن کہ درو بوے کامرانی نیست
مباش غرّہ و غافل چو میش سرور پیش — کہ در طبیعت ایں گرگ گلہ بانی نیست
چہ حاجت است عیاں را باستماع و بیاں — کہ بیوفائی دور فلک نہانی نیست
کدام باد بہاری وزید در آفاق — کہ باز در عقبش آفت خزانی نیست
اگر ممالک روے زمیں بدست آری — بہائے دولت یک روزہ زندگانی نیست
دل اے رفیق بریں کاروانسرائے مبند — کہ خانہ ساختن آئین کاروانی نیست
اگر جہاں ہمہ کام است دشمن اندر پے — بدوستی[1] کہ جہاں جائے کامرانی نیست
چو بت پرست بصورت[2] چناں شدی مشغول — کہ دیگرت خبر از لذت معانی[3] نیست
جہان دست بدار ز دوستان خدائے — کہ پائے بند غنا را جز ایں جہانی نیست
نگاہدار زباں تا بدوزخت نبرد — کہ از زباں بتر اندر جہاں زبانی[4] نیست
عمل بیار و علم بر مکش کہ مرداں را — رہے سلیم تر از کوئے بے نشانی نیست
طریق حق روی و ہر کجا کہ خواہی باش — کہ کنج خلوت صاحبدلاں مکانی نیست
کف نیاز بدرگاہ بے نیاز برآر — کہ کار مرد خدا جز خدائے خوانی نیست
مخور بہ حیلہ وبال کار و تخم کاریشان را — امید خرمن اقبال آں جہانی نیست
مکن کہ حیف بود دوست بر خود آزردن — علی الخصوص مر آں دوست را کہ ثانی نیست

---

۱ بائے قسمیہ ۲ ظاہر ۳ حقیقت ۴ موکل دوزخ ۔

چه سود ریزش باران وعظ بر سر خلق　　که مرد را بارادت صدف[1] دهانی نیست
زمین به تیغ بلاغت گرفتی اے سعدی　　سپاس دار که جز فیض آسمانی نیست
بدین صفت که در آفاق صیت[2] شعر تو رفت　　نرفت دجله که آبش بدین روانی نیست
نه هر که دعوئے زورآوری کند با ما　　بسر برد که سعادت به پهلوانی نیست
ولے بخواجهٔ عطار گو ستائش مشک　　مکن که بوئے خوش از مشتری نهانی نیست

غزلیات سعدی

اے یار ناگزیر که دل در هوائے تست　　جان نیز اگر قبول کنی هم فدائے تست
غوغائے عارفان و تمنائے عاشقان　　حرص بهشت نیست که شوق لقائے تست
گر تاج می نهی غرض ما قبول تست　　ور تیغ می زنی طلب ما رضائے تست
گر بنده می نوازی و گر بند می کنی　　زجر[3] و نواخت هر چه کنی برارائے تست
هر جا که روئے زنده دلے بر زمین تو　　هر جا که دست غمزده بر دعائے تست
تنها نه من بقید تو درمانده ام اسیر　　کز هر طرف شکسته دلے مبتلائے تست
قومے هوائے نعمت دنیا همی کنند　　قومے هوائے عقبیٰ و ما را هوائے تست
قوتِ[4] روان[5] شیفتگان التفات تو　　آرام جان زنده دلان مرحبائے تست
گر ما مقصّریم[6] تو دریائے رحمتی　　جرمے که میرود بامید عطائے تست
شاید که در حساب نیاید گناه ما　　آنجا که فضل و رحمت بے انتہائے تست

---

[1] یعنی طالب صادق [2] آوازه، شهره، ذکر خیر [3] سرزنش، جھڑکی، تنبیه [4] غذا [5] روح [6] تقصیر کرنے والا، قصور کرنے والا، گنہگار

کس را بقای دائم و عهد مقیم نیست	جاوید پادشاهی دائم بقای تست
هر جا که پادشاهی و صدری و سروریست	موقوف آستان در کبریای تست
سعدی ثنای تو نتواند بشرح گفت	خاموشی از ثنای تو حد ثنای تست

دیدار یار غائب دانی چه ذوق دارد	ابری که در بیابان بر تشنه ببارد
ای بوی آشنائی دانستم از کجائی	پیغام وصل جانان پیوند روح دارد
سودای عشق پختن عقلم نمی پسندد	فرمان عقل بردن عشقم نمی گذارد
باشد که خود برحمت یاد آوری تو ما را	ورنه کدام قاصد پیغام ما گذارد
هم عارفان عاشق دانند حال مسکین	گر عارفی بنالد یا عاشقی بزارد
پائی که بر نیاید در روزی بسنگ عشقی	گوئیم جان ندارد تا دل نمی سپارد
مشغول عشق جانان گر عاشقی ست صادق	در روز تیرباران باید که سر نخارد
بیحاصلست ما را اوقات زندگانی	الا دمی که یاری با همدمی برآرد
زهرم چو نوشدارو از دست یار شیرین	بر دل خوشست نیشم نوشم نمی گذارد

دانی چرا نشیند سعدی بکنج خلوت
کز دست خوبرویان بیرون شدن نیارد

رفتی و نمی شوی فراموش	می آئی و می روم من از هوش
سحریست کمان ابروانت	پیوسته کشیده تا بناگوش
پایت بگذار تا ببوسم	چون دست نمی رسد در آغوش
جور از قبلت مقام عدلست	نیش سخنت مقابل نوش

بیهوده بود که در بهاران
گویند به عندلیب مخروش

دوشم ز غم دلی که می‌خفتم
باد سحری ببرد سرپوش

آن سیل که دوش تا کمر بود
امشب بگذشت خواهد از دوش

شهری متحدثان[1] حسنت
الا متحیران[2] خاموش

بنشین که هزار فتنه برخاست
از حلقهٔ عارفان مدهوش

آتش که تو می‌کنی محال است
کاین دیگ فرو نشیند از جوش

بلبل که به دست شاهد افتاد
یاران چمن کند فراموش

اے خواجه برو به هر چه داری
یارے بخر و به هیچ مفروش

گر توبه دهد کسے ز عشقت
از من بنیوش پند و مے نوش

سعدی همه روزه پند مردم
می‌گوید و خود نمی‌کند گوش

خداوندے چنین بخشنده داریم
که با چندین گنه امیدواریم

که بگشاید درے کاین در ببندد
بیا تا هم درین درگه بزاریم

خدایا گر بخوانی ور برانی
جز این جاست درے دیگر نداریم

سرافرازیم اگر بر بنده بخشی
وگرنه از گنه سر بر نداریم

ز شب تا که ما را آفریدی
چگونه شکر این نعمت گزاریم

تو بخشیدی روان و عقل و امکان
وگرنه ما همان مشتی غباریم

تو با ما روز و شب در خلوت و ما
شب و روزے بغفلت میگذاریم

---

۱ ذکر و فکر کرنے والے ۲ جن پر حیرت کا عالم طاری ہے ۔

بگویم خدمت آوردیم و طاعت — کہ از تقصیر خدمت شرمساریم
مبادا آن روز کز درگاہ لطفت — بدست ناامیدی تن بسپاریم
خداوندا بہ لطفت با صلاح؎ آر — کہ مسکین و پریشان روزگاریم
ز درویشان کمے انکار ما را — اگر از خاصان حضرت برکناریم
ندانم دیدنش را خود صفت چیست — بجز آن کز سماعش؎ بیقراریم
شرابے در ازل در داد ما را — ہنوز از تاب آن مے در خماریم

چو عقل اندر نمی گنجید سعدی
بیا امروز شیدائی برآریم

عشقبازی چیست سر در پائے جانان باختن — با سر اندر کوئے دلبر عشق نتوان باختن
آتشم در جان گرفت از عود خلوت سوختن — توبہ کارم توبہ کار از عشق پنہاں باختن
اسپ در میدان رسوائی جہانم مرد وار — پیش از این در خانہ نتوان گوئی چوگان باختن
پاکبازان طریقت را صفت دانی کہ چیست — بر بساط نرد عشق اول بود جان باختن
زاہدی بر باد دادن مال و منصب دادن است — عاشقی در شہر الا کفر و ایمان باختن
بر کفے جام شریعت بر کفے سندان؎ عشق — ہر ہوسناکے نداند جام و سندان باختن

سعدیا صاحبدلان شطرنج وحدت باختند
رو تماشا کن کہ نتوانی چو ایشان باختن

؎ درستی، نیکی ؎ سننا ؎ نہائی۔ اہرن جس پر لوہار رکھ کر کوٹتے ہیں

ای سرو حدیقهٔ معانی — جانی و لطیفهٔ جهانی
پیش تو به اتفاق مردن — خوشتر که پس از تو زندگانی
چشمان تو سحر اولین اند — تو فتنهٔ آخرالزمانی
چون اسم تو در میانه آید — گوئی که بچشم در میانی
آنرا که تو از سخن بیائی — حالت نبود بار معانی
از آمدنت اگر بیارند — من جان بدهم بمژدگانی
دفع غم دل نمی توان کرد — الا بامید شادمانی
گر صورت خویشتن ببینی — حیران جمال خود بمانی
گر وصل کنی لطیف باشد — در وقت بهار مهربانی[1]
سعدی خط سبز دوست دارد — پیرامن خد[2] ارغوانی

این پیر نگر که همچنانش
از یاد نمی رود جوانی

بسیار سفر باید تا پخته شود خامی — صوفی نشود صافی تا در نکشد جامی
گر پیر مناجاتی ور رند خراباتی — هر کس قلمی رفتست بر وی بسرانجامی
فردا که خلائق را دیوان جزا باشد — هر کس عملی دارد ما گوشه گمنامی
ای بلبل اگر نالی من با تو هم آوازم — تو عشق گلی داری من عشق گل اندامی
سرو قدی بلب جوئی گویند چه خوش باشد — آنان که ندیدستند سروی بلب بامی
روزی سر من بینی قربان سر کویش — وین عید نمی باشد الا بهر ایامی

---

[1] باغ [2] رخسار

اے در دلِ ریش من مہرت چو روان در تن — آخر ز دعاگوے یاد آر بہ دشنامے
باشد کہ تو خود روزے از ما خبرے پرسی — ورنہ کہ برد ہیہات از ما بتو پیغامے
گرچہ شب مشتاقاں تاریک بود اما — نومید نشاید بود از روشنی بامے
سعدی بلب دریا دُر دانہ کجا یابی — در کام نہنگاں رو گر مے طلبی کامے

شاہنامۂ فردوسی

نبرد رستم با سہراب

بآوردگہ رفت و نیزہ گرفت — ہمی ماند از گفت مادر شگفت
یکے تنگ میداں فرو ساختند — بکوتاہ نیزہ ہمی باختند
نماند ایچ بر نیزہ بند و سناں — بچپ باز بردند ہر دو عناں
بشمشیر ہندی در آویختند — ہمیں زآہن آتش فرو ریختند
بزخم اندروں تیغ شد ریز ریز — چہ زخمے کہ پیدا کند رستخیز
گرفتند ازاں پس عمود گراں — ہمی کوفتند آں براں ایں براں
ز نیرو عمود اندر آمد بخم — چماں بادپایاں و گرداں دژم
ز اسپاں فرو ریخت برگستواں — زرہ پارہ شد بر میان گواں
فرو ماند اسپ و دلاور ز کار — یکے را نبد دست و بازو بکار
تن از خوئے پر آب و دہاں پُر ز خاک — زباں گشتہ از تشنگی چاک چاک

۱؎ میدان جنگ ۲؎ قیامت حشر ۳؎ گرز ۴؎ پاکھر ۵؎ پسینہ عرق (آمیز) ۶؎ ... ۷؎ پھٹنا چرنا ۱۲

یک از دیگر استاد آنگاه دور   پر از درد باب و پر از رنج پور
بدل گفت رستم که هرگز نهنگ   ندیدم که آید بدینسان بجنگ
مرا خوار شد جنگ دیو سپید   ز مردی شد امروز دل ناامید
ز دست یکی ناسپرده[1] جهان   نه گردی نه نام آوری از مهان
بسیری رسانیدم از روزگار   دو لشکر نظاره بدین کارزار
چو آسوده شد باره هر دو مرد   ز [illegible] بجنگ [illegible] نبرد
بزه بر نهادند هر دو کمان   یکی [illegible]
زره بود و خفتان[2] و ببر بیان[3]   [illegible]
بهم تیر باران نمودند سخت   [illegible]
غمی شد دل هر دو از یکدگر   گرفتند هر دو [illegible] کمر
تهمتن اگر دست بردی بسنگ   [illegible]
بزور از زمین کوه برداشتی   گران سنگ [illegible]
کمربند[4] سهراب را چسپ کرد   [illegible]
میان جوان را نبد آگهی   [illegible] دست [illegible]
فرو داشت دست از کمربند او   شگفتی فرو ماند از [illegible] او
دو شیر اوژن از جنگ سیر آمدند   [illegible] و خسته [illegible] آمدند
دگر باره سهراب گرز گران   ز زین برکشید و بیفشرد ران
بزد گرز و آورد کتفش بدرد   بپیچید و درد از دلیری بخورد

۱؎ ناتجربہ کار الھڑ ۲؎ موقع جنگ کا ایک لباس جلد ۳؎ شیر ببر کی کھال کا جامہ جو رستم کا خاص لباس تھا
۴؎ تسمہ ۵؎ سہراب کی کمر کو جنبش بھی نہ ہوئی۔

بخندید سهراب و گفت اے سوار — بزخم دلیران نہ پایدار
بزیر اندرت رخش گوئی خراست — دو دست سوار از همہ بتّر است
مرا رحمت آید همی بر ز دل — کہ از خون آغشتہ گشتست گل
بدو گفت رستم کہ شد تیرہ روز — چو پیدا کند تیغ گیتی فروز
بکشتی بگیریم فردا پگاه — به بینیم تا بر کہ گرید سپاه
نشستند و از روئے او برگذشت — ز سهراب اگر بگذرد آن زمان نشست
تو گفتی ز جنگش سرشتہ آسمان را — بیامد به دژ تا ... ما
دگر بارہ زیر اندرش آهن است — شگفتی ...
شب تیرہ آمد سوئے لشکرش — میان ...

کشتی گرفتن رستم و سهراب رہائی یافتن رستم از چنگ او

چو خورشید رخشاں بگسترد پر — سیہ زاغ پران فرو برد سر
تهمتن بپوشید ببر بیان — نشست از بر اژدہائے دمان
بیامد بداں دشت آوردگاه — نهادہ ز آهن بسر بر کلاه
وزاں روئے سهراب با انجمن — به بزم اندرون بود با رود و زن
به هومان چنین گفت کاں شیرمرد — کہ با من همی گردد اندر نبرد

---

[1] آلودہ لت پت، [2] میراں: عاجز [3] پھنکارنے والا اژدر، بڑا سانپ جو منہ کھولے ہو
[4] ساز بجانے والا

نہ بالائے من نیست بالاش کم — برزم اندروں دل ندارد دژم[۱]
بر و کتف و یالش[۲] بماند بمن — تو گوئی کہ دانندہ برزد رسن
ز پائے و رکیبش[۳] ہمی مہر من — بجنبد بشرم آورد چہر من
نشانہائے مادر بیابم ہمی — بدل نیز لختے بتابم[۴] ہمی
گمانے برم من کہ او رستم است — کہ چوں او نبردہ بہ گیتی کم است
نباید کہ من با پدر جنگ جو — شوم خیرہ روا ندر آرم برو
ز داور گردم بسے شرمناک — سیہ رو روم از سر تیرہ خاک
نباشد امید سرائے دگر — نباید کہ رزم آورم با پدر
بدو گفت ہوماں کہ در کارزار — رسیدست رستم بمن چند بار
بدیں رخش ماند ہمی رخش او — ولیکن ندارد پے و پخش[۵] او
بپوشید سہراب خفتان رزم — سرش پُر ز رزم و دلش پر ز بزم
بیامد خروشاں بداں دشت جنگ — بچنگ اندروں گرزۂ گاؤ رنگ
ز رستم بپرسید خنداں دو لب — تو گفتی کہ با او بہم بود شب
کہ شب چوں بدی روز چوں خاستی — ز پیکار دل بر چہ آراستی
ز کف بفگن ایں تیر و شمشیر کیں — بزن جنگ بیداد را بر زمیں
نشینیم ہر دو پیادہ بہم — بمے تازہ داریم روئے دژم[۶]

۱؎ افسردہ، بہت ہارا ہوا ۲؎ یال ترکی میں گردن کو کہتے ہیں ۳؎ رکیب، رکاب کا [illegible] ۴؎ [illegible] دل میں بھی کچھ [illegible] ہمت کی کشش پاتا ہوں ۵؎ [illegible] یعنی جو چیز پامال ہو کر [illegible] ہو جائے [illegible] بمعنی قدم [illegible] ۶؎ [illegible]

بپیش جهاندار پیمان کنیم — دل از جنگ جستن پشیمان کنیم
همان تا کسی دیگر آید برزم — تو با من بساز و بیارای بزم
دل من همی بر تو مهر آورد — همی آب شرمم بچهر آورد
همانا که داری ز گردان نژاد[1] — کنی پیش من گوهر[2] خویش یاد
ز نام تو گردم بسی جستجو — نگفتند با من تو با من بگو
ز من نام پنهان نبایدت کرد — چو گشتی تو با من کنون هم نبرد
مگر پور دستان[3] سام یلی — گزین[4] نامور رستم زابلی
بدو گفت رستم که ای نامجوی — نبودیم هرگز چنین گفتگوی
ز کشتی گرفتن سخن بود دوش — نگیرم فریب تو زین در مکوش
بدو گفت سهراب کای مرد پیر — چرا نیست پند منت جایگیر
مرا آرزو بد که بر بسترت — بر آید بهنگام هوش از برت
اگر هوش تو زیر دست منست — بفرمان یزدان بہ آرم بدست
ز اسپان جنگی فرود آمدند — هشیوار با گبر و خود آمدند
ببستند بر سنگ اسپ نبرد — برفتند هر دو روان پُر ز درد
چو شیران بکشتی بر آویختند — ز تنها خوی و خون همی ریختند
بزد دست سهراب چون پیل مست — چو شیر دمنده[5] ز جا در بجست

۱ه اصل۔ نسب ۲ه خاندان۔ ذات۔ نام و نسب ۳ه رستم کے باپ زال کا لقب ۴ه منتخب پسندیدہ ۵ه جوش مارنے والا۔ پھرنے والا۔ غضبناک۔

کمربند رستم گرفت و کشید | ز بس زور گفتی زمین بر درید
ز رستم بد آورد بگسست پای بست | برآوردش از جای و ننهاد پست
یکی نعره برزد پر از خشم و کین | بزد رستم شیر را بر زمین
نشست از بر سینهٔ پیلتن | پر از خاک چنگال و روی و دهن
بکردار شیری که بر گور نر | زند چنگ و گور اندر آید بسر
یکی خنجر آبگون برکشید | همی خواست از تن سرش را برید
نگه کرد رستم بآواز گفت | که این راز باید گشاد از نهفت
جوابش بگفت ای یل شیرگیر | کمند افگن و گرز و شمشیرگیر
دگرگونه‌تر باشد آیین ما | جز این باشد آرایش دین ما
کسی کو بکشتی نبرد آورد | سر مهتری زیر گرد آورد
نخستین که پشتش نهد بر زمین | نبرد سرش گرچه باشد بکین
اگر بار دیگر بزیر آورد | بافگندنش نام شیر آورد
روا باشد ار سر کند زو جدا | چنین گر بود رسم آیین ما
بدین چاره از چنگ آن اژدها | همی خواست کز کشتن آید رها
دلیر جوان سر بگفتار پیر | بداد و ببود آن سخن دلپذیر
یکی از دلیری دوم از زمان | سوم از جوانمردیش بی گمان
رها کرد ازو دست و آمد بدشت | بدشتی که بر پیش آهو گذشت

لہ ہمارا رزم کا دستور قانون رواج کی طرح ہے …

همی کرد نخچیر[1] با دشتش ببود　　از آن کس که باید بترسد آزمود
چو رستم ز چنگ وی آزاد گشت　　بسان یکی کوه پولاد گشت
خرامان بشد سوی آب روان　　چو جان رفته کو باز یابد روان
بخورد آب و روی و سر و تن بشست　　به پیش جهان آفرین شد نخست
بزمزم بنالید بر بی‌نیاز　　نیایش[2] همی کرد بر چاره ساز
شنیدم که رستم ز آغاز کار　　چنان یافته نیرو ز پروردگار
که گر سنگ را او بسر برشدی　　همی هر دو پایش بدو درشدی
از آن زور پیوسته رنجور بود　　دل او از آن آرزو دور بود
بنالید بر کردگار جهان　　بزاری همی آرزو کرد آن
که لختی ز زورش ستاند همی　　که رفتن به ره بر تواند همی
بر آنسان که از پاک یزدان بخواست　　ز نیروی آن کوه پیکر بکاست
چو باز آنچنان کار پیش آمدش　　دل از بیم سهراب ریش[3] آمدش
به یزدان بنالید کای کردگار　　بدین کار این بنده را پاس دار
همان زور خواهم کز آغاز کار　　مرا دادی ای پاک پروردگار
بدو باز داد آنچنان کش بخواست　　بیفزود در تن هر آنچش بکاست
وز آن آب خور شد بجای نبرد　　پر اندیشه بودش دل و رخ زرد
همی تاخت سهراب چون پیل مست　　کمندی به بازو کمانی بدست

---

[1] شکار [2] تعریف۔ حمد و ثنا۔ دعا۔ الحاح [3] پیشہ کہ زخمی تھے اس مہم میں تقدیر جا بجا کا لحاظ کر۔

گرازاںٰ دو چوں شیر نعرہ زناں — سمندش جہاںٰ و جہاںٰ را کناں
بداں گونہ رستم چو او را بدید — عجب ماند و روے ہمی بنگرید
ز پیکارش اندازہا برگرفت — غمیں گشت و زو ماند اندر شگفت
چو سہراب باز آمد او را بدید — ز باد جوانی دلش بر دمید
چو نزدیک تر شد بدو بنگرید — مر او را بداں فر و آں زور دید
چنیں گفت کاے رستہ از چنگ شیر — چرا آمدی باز نزدم دلیر
چرا آمدی باز پیشم بگوے — سوے راستی خود نداری تو روے
ہمانا کہ از جاں تو سیر آمدی — کہ در چنگ شیراں دلیر آمدی
دو بارت اماں دادم از کارزار — بہ پیریت بخشیدم اے نامدار
چنیں داد پاسخ بدو پیلتن — کہ اے نامور گرد لشکر شکن
بگویند زیں گونہ مردانِ مرد — ہمانا جوانی ترا غرہ کرد
بہ بینی کزیں پیر مرد دلیر — چہ آید بروے تو اے نرہ شیر

کشتہ شدن سہراب بدست رستم

دگر بارہ اسپاں ببستند سخت — بسر بر ہمی گشت بدخواہ بخت
بکشتی گرفتن نہادند سر — گرفتند ہر دو دوالِ کمر

له ناز و نخرے سے چلنے والا۔ اکڑنے والا۔ ٹه اچھل کود کرنے والا ٹه پاؤں سے دنیا کو کھوندنے والا ٹه جنگ مقابلہ اور اگر پاشانست پڑھو تو تباہ حالی۔ خستہ حالی۔ دونوں صحیح اور مناسب معنی ہیں۔
ٹه جواب سے آمادہ ہوئے۔

غمیں گشت رستم بیازید چنگ / گرفت آں سر یال جنگی پلنگ
خم آورد پشتِ دلاور جواں / زمانہ بر آمد نبودش تواں
زدش بر زمیں بر بکردار شیر / بدانست کو ہم نماند بزیر
سبک تیغ تیز از میاں برکشید / برِ شیرِ بیدار دل بردرید
بپیچید ازاں پس یکے آہ کرد / ز نیک و بد اندیشہ کوتاہ کرد
بدو گفت کایں بر من از من رسید / زمانہ بدستِ تو دادم کلید
نشاں داد مادر مرا از پدر / ز مہر اندر آمد روانم بسر
ہمی جستمش تا ببینمش رو / چنیں جاں بدادم دریں آرزو
دریغا کہ رنجم نیامد بسر / ندیدم دریں ہیچ روے پدر
کنوں گر تو در آب ماہی شوی / وگر چوں شب اندر سیاہی شوی
وگر چوں ستارہ شوی بر سپہر / ببری ز روے زمیں پاک مہر
بخواہد ہم از تو پدر کینِ من / چو بیند کہ خشت است بالینِ من
ازاں نامداراں گردن کشاں / کسے ہم برد سوے رستم نشاں
کہ سہراب کشتست و افگندہ خوار / ہمی خواست کردن ترا خواستار
چو بشنید رستم سرش خیرہ گشت / جہاں پیش چشم اندرش تیرہ گشت
ہمی بے تن و تاب و بے توش گشت / بیفتاد از پاے و بیہوش گشت
بپرسید ازاں پس کہ آمد بہوش / بدو گفت با نالہ و با خروش

لہ: تن پورا ہو چکا تھا اس پر سکت نہ رہی تھی سمجھتا تھا کہ کہیں اٹھ نہ پڑے کہ فوراً اسکے پہلو میں اک [illegible] خواہش کر لو [illegible] ڈالا کہ اسکا سر [illegible] طاقت۔ [illegible]

بگو تا چه داری ز رستم نشان — که گم باد نامش ز گردنکشان
که رستم منم کم بماناد نام — نشیناد بر ماتم پور سام
بجوشید و خونش آمد بجوش — همی کند موی و همی زد خروش
چو سهراب رستم بدانسان بدید — بیفتاد و هوش از سرش بر پرید
بدو گفت گر زانکه رستم تویی — بکشتی مرا خیره بر بدخویی
ز هر گونه بودم ترا رهنمای — نجنبید یک ذره مهرت ز جای
کنون بند بگشا از این جوشنم — برهنه ببین این تن روشنم
ببازوم بر مهره خود نگر — ببین تا چه دید این پسر از پدر
چو برخاست آواز کوس از درم — بیامد پر از خون دو رخ مادرم
همی جانش از رفتن من بخست — یکی مهره بر بازوی من ببست
مرا گفت کاین از پدر یادگار — بدار و ببین تا کی آید بکار
کنون کارگر شد که بیکار گشت — پسر پیش چشم پدر خوار گشت
چو بگشاد خفتان و آن مهره دید — همه جامه بر خویشتن بردرید
همی گفت کای کشته بر دست من — دلیر و ستوده به هر انجمن
همی ریخت خون و همی کند موی — سرش پر ز خاک و پر از آب روی
بدو گفت سهراب کاین بدتر است — به آب دو دیده نباید گریست
ازین خویشتن کشتن اکنون چه سود — چنین رفت و این بودنی کار بود

له یعنی کود پڑنے سے پہلے بال نوچتا تھا اور چیختا چلاتا تھا ۔ ٢ زرہ جنگی لباس ۔ ٣ اپنی جان ہلاک کرنا خودکشی ۔ ٤ شدنی امر مقدر من اللہ ۔

بسی روز را دادہ بودم نوید — بسی کردہ بودم ز ہر در امید
بگفتم اگر زندہ بینم پدر — ببینی شناسم سپہ تا بحد
چو دانستم آمد کہ پہلوی ما بود — کنا شد روانم بر ستیز پدید
ازیں پیش دلیری جہاں بشت — شتر رفت یا تخم کشتند خشت
بہر جا نشان تو پرسیدہ ام — ہمہ بر خیال تو در دیدہ ام
جز آں بود یک تنہا ستہ آمد — ازو باز ماندی چاسکی آمد
چو گشتم ز گفتار او نا امید — شدم لاجرم تیرہ روز سپید
نشانے کہ مہ داد مادر مرا — بدیدم نہ دیدہ باور مرا
چنینم نوشتہ بُد اختر بسر — کہ من کشتہ گردم بدست پدر
چو برق آمدم رفتم اکنون چو باد — بمینو مگر بینمت باز شاد

آگاہی یافتن مادر سہراب از کشتہ شدنش

بمادر خبر شد کہ سہراب گرد — بتیغ پدر خستہ گشت و بمرد
خروشید و بر خشم و جامہ درید — بزاری بر آں کودک نارسید
برآورد بانگ و غریو و خروش — زماں تا زماں زو ہمی رفت ہوش
فرو برد ناخن دو دیدہ بکند — برآمد ببالا در آتش فگند
روان گشت از دیدگانش جوی خون — زماں تا زماں اندر آمد نگون

لہ تہ چھوڑ دل۔ باقی ندر کار نہ تھے تمام ہوکر خبر جاتی تک نہ پہونچا ہو تو نالہ دکھا
لہ گھٹ و ستے

همه خاک تیره بسر بر فگند / بدندان ز بازوی خود گوشت کند
بسر بر فگند آتش و برفروخت / همی موی مشکین بآتش بسوخت
همی گفت کای جان مادر کنون / کجائی سرشته بخاک و بخون
غریب و اسیر و نژند و نزار / بخاک اندرون آن تن نامدار
دو چشمم بره بود گفتم مگر / ز سهراب و رستم بیابم خبر
چه دانستم ای پور کاید خبر / که رستم به خنجر دریدت جگر
دریغش نیامد از آن روی تو / از آن برز و بالا و بازوی تو
وز آن گردگاهش نیامد دریغ / که بدرید گرسته به برنده تیغ
بپرورده بودم تنت را بناز / بدرخشنده روز و شبان دراز
کنون آن بخون اندرون غرقه گشت / کفن بر تن پاک تو خرقه گشت
کنون من کرا گیرم اندر کنار / که خواهد بدن مر مرا غمگسار
کرا گویم این درد و تیمار خویش / کرا خوانم اکنون بجای تو پیش
پدر جستی ای گرد لشکرپناه / بجای پدر گورت آمد براه
از امید نومید گشتی تو زار / بخفتی بخاک اندرون زار و خوار
از آن پیش کو دشنه را برکشید / جگرگاه سیمین تو بردرید
چرا آن نشانی که مادرت داد / ندادی بدو بر نکردیش یاد
نشان داده بد از پدر مادرت / ز بهر چه نامد همی باورت
کنون مادرت ماند بی تو اسیر / پر از درد و تیمار و بی دستگیر

---

۱. چنین سرنگون سرگشته که تدوتا ۲. کشتی بیچ وتا

چرا تا مدم با تو اندر سفر ... سر گشتی بگردان گیتی سمر[1]
مرا رستم از دور بشناختی ... ترا با من ای پور بنواختی
بینداختی تیغ آن سرفراز ... نکردی جگرگاهت ای پور باز
همی گفت و می‌خست و می‌کند موی ... همی زد کف دست بر خوب روی[2]
همی گفت مادرت بیچاره گشت ... به خنجر جگرگاه تو پاره گشت
بیفتاد بر خاک چون مرده گشت ... تو گفتی همی خونش افسرده گشت
بهوش آمد و باز نالش گرفت ... بر آن پور کشته سگالش[3] گرفت
سر اسپ او را ببر در گرفت ... بماند جهانی بدو در شگفت
گهی بوسه زد بر سرش گه بروی ... ز خون زیر سمّش همی راند جوی
بپوشید پس جامهٔ نیلگون ... همان نیلگون غرق گشته به خون
بروز و بشب مویه[4] کرد و گریست ... پس از مرگ سهراب سالی بزیست
سرانجام هم در غم او بمرد ... روانش بشد سوی سهراب گرد

---

[1] قصہ - افسانہ [2] رونا پیٹنا [3] اندیشہ - خیال - منصوبہ [4] گریہ وزاری - بکا - نوحہ

رباعیات حکیم عمر خیام

گردون نشود [illegible] طعمه [illegible] را — گر دست دهد [illegible] را
تو قصد [illegible] یکی [illegible] — صد کار [illegible] که [illegible] خلاص [illegible] را

چون [illegible] آخر [illegible] باغ را — کرده [illegible] باغ را
[illegible] سر [illegible] — خود دست [illegible] باغ را

مردی آن نیست که خلق [illegible] آورد را — [illegible] آورد را
رندی [illegible] دست بکرم — رندان همه [illegible] دست دراز آورد را

خیام [illegible] دل [illegible] را — [illegible] را
[illegible] عالم [illegible] خود [illegible] کردم — [illegible] بیحرمت [illegible] عالم را

با [illegible] شوم سرا — [illegible] دولت او [illegible] خدا
[illegible] شنیدا [illegible] — [illegible] دست [illegible] بالا [illegible]

ای خواجه یکی کام روا کن ما را — دم درکش و [illegible] ما را

الٰہی

ما راست روییم و یک تو هیچ مبین   در چارهٔ دیده کن رها کن ما را

روزی که بدست بہ شوم جام شراب   وز غایت خرمی شوم مست و خراب
صد معجزه پیدا کنم اندر هر باب   زیں نظم چو آتش و سخنہائے چو آب

اے دل تو زمانہ ہم احساں مطلب   وز گردش دوراں سر و ساماں مطلب
درماں طلبی درد تو افزوں گردد   با درد بساز و هیچ درماں مطلب

در مدرسہ و صومعہ[1] دیر و کنشت   ترسندہ ز دوزخ اند و جویائے بہشت
آنکس که ز اسرار خدا با خبر است   زیں تخم نہ اندر دل خود هیچ نکشت

دریاب که از روح جدا خواهی رفت   در پردهٔ اسرار خدا خواهی رفت
مے خور که ندانی ز کجا آمدہ   خوش باش ندانی که کجا خواهی رفت

من بندہ عاصیم رضائے تو کجاست   تاریک دلم نور و صفائے تو کجاست
ما را تو بہشت اگر بطاعت بخشی   ایں بیع بود لطف و عطائے تو کجاست

امروز ترا دسترس فردا نیست   و اندیشهٔ فردات بجز سودا نیست

[1] عبادت خانہ

ضائع مکن این دم ار دلت شیدا نیست ... کین باقی عمر را بها پیدا نیست

سر از همه ناکسان نهان باید داشت ... راز از همه ابلهان نهان باید داشت
بنگر که بجان مردمان می چه کنی ... چشم از همه مردمان نهان باید داشت

هر دل که درو مهر و محبت بسرشت ... گر ساکن مسجد است و در اهل کنشت
در دفتر عشق نام هر کس که نوشت ... آزاد ز دوزخ است و فارغ ز بهشت

[illegible] این چه زیبا چه زشت ... نزد اهل عاشقان چه دوزخ چه بهشت
پوشیدن بیدلان چه اطلس چه پلاس ... زیر سر عاشقان چه بالین چه خشت

بسیار بگشتیم بگرد در و دشت ... اندر همه آفاق بگشتیم بگشت
از کس نشنیدیم که آمد زین راه ... راهی که برفت راهرو باز نگشت

بسیار بگشتیم بگرد در و دشت ... یک کار من از گشت همی نیک نگشت
در ناخوشی زمانه بر سر عمرم ... گر خوش بگذشت یک دمی خوش بگذشت

هر سبزه که بر کنار جوئی رسته است ... گوئی ز لب فرشته خوئی رسته است

[illegible]

پا بر سر سبزہ بخواری نہ نہی کاں سبزہ ز خاک لالہ روئے رستہ است

آں بہ کہ درین زمانہ کم گیری دوست با اہل زمانہ صحبت از دور نکوست
آں کس کہ بجملگی ترا تکیہ بر اوست چوں چشم خرد باز کنی دشمنت اوست

چندیں غم مال و حسرت دنیا چیست ہرگز دیدی کسے کہ جاوید بزیست
ایں یک نفسے کہ در تنت عاریت است با عاریتی عاریتے باید زیست

چوں مردن تو مردن یکبارگی است یکبار بمیر ایں چہ بیچارگی است
خونے و نجاستے و مشتے رگ و پوست درکار نبود ایں چہ غم خوارگی است

ہشدار کہ روزگار شور انگیز است ایمن منشیں کہ تیغ دوراں تیز است
در کام تو گر زمانہ لوزینہ نہد زنہار فرو مبر کہ زہر آمیز است

با دشمن و دوست فعل نیکو نیکوست بد کے کند آنکہ نیکیش اندر سرشت و خوست
با دوست چو بد کنی شود دشمن تو با دشمن اگر نیک کنی گردد دوست

اے دل چو نصیب تو ہمہ خوں شدن است احوال تو ہر لحظہ دگرگوں شدن است

لہ دو مطرع جس میں مغز : دام گریسہ مرا ۔

اے جان تو دریں تنم چہ کار آمدہ چوں عاقبت کار تو بیروں شدن ست

بتخانہ و کعبہ خانۂ بندگی است ناقوس زدن ترانۂ بندگی است
محراب و کلیسا و تسبیح و صلیب حقا کہ ہماں نشانۂ بندگی است

گل گفت بہ از لقای من نیست چندیں ستم گلاب گیر از بے چیست
بلبل بزبان حال با او می گفت یک روز کہ خندید کہ سالے گریست

بیگانہ اگر وفا کند خویش منست ور خویش جفا کند بد اندیش منست
گر زہر موافقت کند تریاک است ور نوش مخالفت کند نیش من است

یارب تو کریمی و کریمی کرم است عاصی ز چہ رو بروں ز باغ ارم است
با طاعتم ار ببخشی آں نیست کرم با معصیتم اگر ببخشی کرم است

شادی مطلب کہ حاصل عمر دمے است ہر ذرہ ز خاک کیقبادے و جمے است
احوال جہاں و اصل ایں عمر کہ ہست خوابے و خیالے و فریبے و دمے است

ہیہات کہ ایں جسم مجسم ہیچ است ایں دائرہ سپہر منظم ہیچ است
دریاب کہ در کشاکش موت و حیات وابستہ یک دمیم و آں ہم ہیچ است

تمت بالخیر